

منظر کاظم علی

سفر

عمرات سیریز

سینک سرکل

چند باتیں

محترم قارئین - سلام مسنون "سنیک سرکل" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ پہلا حصہ پڑھنے کے بعد آپ اس کا دوسرا حصہ پڑھنے کے لئے انتہائی بے چین ہوں گے لیکن اس سے پہلے اگر آپ اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیں تو یقیناً اس دوسرے حصے کا لطف دو بالا ہو جائے گا۔

لاہور۔ ٹاؤن شپ سے ملک شفیق الرحمن بھیٹی صاحب لکھتے ہیں "آپ کے تمام ناول ایک بار نہیں بلکہ بار بار اور نجانے کتنی بار پڑھ چکا ہوں ہر بار نیا لطف ہی ملتا ہے۔ نجانے آپ کے قلم میں کیا جادو ہے کہ بعض اوقات تو آپ کا ناول ختم کرنے کے بعد اسی وقت دوبارہ پڑھنا شروع کر دیتا ہوں۔ جی ہی نہیں چاہتا کہ ناول ہاتھ سے رکھ دوں ایک بات التبتہ وضاحت طلب ہے کہ عورتوں کو ایک خاص جذباتی کیفیت میں محسوس کر کے عمران کا ہاتھ اپنے سر پر پہنچ جاتا ہے امید ہے آپ وضاحت فرمائیں گے۔"

محترم ملک شفیق الرحمن بھیٹی صاحب - خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا یہ شکر یہ - میرے قلم میں کوئی جادو نہیں ہے یہ جادو دراصل آپ کی پسندیدگی کا ہے۔ جہاں تک عمران کا ہاتھ اپنے سر پر پہنچ جانے کا تعلق ہے تو یہ بھی دراصل ایک ذہنی کیفیت کا اظہار ہی ہے اور اس کا

مطلب الفاظ میں کچھ اس طرح ہو سکتا ہے کہ "ارے یہ تو سنجیدہ ہو گئی اب کیا کیا جائے" امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہوگی۔

اسلام آباد سے محترمہ نورین شامی صاحبہ لکھتی ہیں۔ "بلیک ہلز" جیسا شاندار ناول لکھنے پر مبارک باد قبول کیجئے۔ عام طور پر ہمیں یہ شکوہ رہتا ہے کہ جس ناول کا ٹپو تیز ہوتا ہے اس ناول میں مزاح اسی رفتار سے کم ہونا شروع ہو جاتا ہے اور پھر کلائمیکس پر پہنچ کر صرف ایکشن اور سسپنس رہ جاتے ہیں لیکن "بلیک ہلز" لکھ کر آپ نے یہ سب شکوے دور کر دیئے ہیں۔ اس ناول میں ایکشن، سسپنس اور مزاح شروع سے آخر تک اس طرح اکٹھے چلتے رہے ہیں کہ کہانی کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے ویسے واقعی "بلیک ہلز" کے مجرم باون گزے ہی ثابت ہوئے ہیں۔ البتہ ایک بات خاص طور پر آپ سے پوچھنی ہے کہ کیا آپ کو عورتوں سے کوئی خاص دشمنی ہے کہ آپ ہر ناول میں عورتوں کو مجرم کرداروں میں ہی سامنے لاتے ہیں۔ البتہ کہیں کہیں صرف بطور مثال کوئی مثبت کردار بھی سامنے آ جاتا ہے۔ لیکن زیادہ تر نسوانی کردار مجرموں کی صف میں ہی شامل ہوتے ہیں۔ جب کہ مثبت کرداروں میں آپ نے کیپٹن شکیل۔ ناثران۔ فیصل۔ آغا۔ توصیف۔ ٹائیگر اور جوانا جیسے جاندار کرداروں کا مستقل اضافہ تو کیا ہے لیکن جو لیا پچاری ویسے ہی اکیلی کی اکیلی نظر آتی ہے۔ زیادہ نہیں تو کم از کم ایک اور لڑکی کو ہی سیکرٹ سروس میں شامل کر دیں۔

محترمہ نورین شامی صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد

شکریہ۔ جہاں تک عورتوں کے مجرم کرداروں میں زیادہ آنے کا تعلق ہے تو شاید ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ مجرم تنظیمیں جرائم کی دنیا میں رنگینی اور خوبصورتی پیدا کرنے کے لئے زیادہ خواتین کو اس دنیا میں لے آتی ہوں گی۔ کیونکہ عام طور پر جرائم کی دنیا کو انتہائی بھیانک اور بد صورت سمجھا جاتا ہے۔ جہاں تک پاکیشیا سیکرٹ سروس میں اکیلی جولیا کی موجودگی کا تعلق ہے تو ایک نیام میں دو تلواروں والی مشہور مثال آپ نے بھی ضرور سنی ہوئی ہوگی اور جب ایک تلوار ہی نیام میں نہ آنے پاری ہو تو پھر دوسری یا زیادہ تلواروں کا خطرہ کون مول لے سکتا ہے۔ امید ہے آپ زیادہ اچھی طرح مطلب سمجھ گئی ہوں گی۔

سلطان پور۔ ضلع اٹک سے سید انعام الحق شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول مجھے بے حد پسند ہیں ایک وضاحت کے لئے خط لکھ رہا ہوں کہ ایکسٹو ممبرز کو سزا کی دھمکیاں تو دیتا رہتا ہے اور ممبرز اس کی سزا سے ڈرتے بھی بہت ہیں۔ لیکن آج تک کوئی ایسا ناول نظر سے نہیں گزرا جس میں واقعی ایکسٹو نے کسی ممبر کو کوئی سزا دی ہو۔"

محترم سید انعام الحق شاہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا یہ شکر یہ۔ جہاں تک آپ کی طلب کردہ وضاحت کا تعلق ہے تو محترم انسانی نفسیات ہے کہ سزا کا خوف اسے سزا سے زیادہ محسوس ہوتا ہے۔ تلوار اگر سر پر لٹک رہی ہو اور ہر لمحے یہ خدشہ ہو کہ ابھی تلوار گردن پر پڑے گی تو اس انتہائی کیفیت اور تلوار کا وار ہو جانے کے بعد کی کیفیت میں بہت فرق ہوتا ہے۔ امید ہے اب بات واضح ہو گئی ہوگی۔

کراچی سے محترمہ سیدہ ساجدہ صاحبہ لکھتی ہیں۔ ”آپ میرے پسندیدہ ناول نگار ہیں۔ امتحان میں ایک بار اپنے پسندیدہ ناول نگار پر مضمون لکھنے کا سوال آیا تھا تو میں نے آپ پر ہی مضمون لکھا تھا۔ اس سے آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کے ناول مجھے کتنے پسند ہیں۔ ایک بات کی وضاحت التبت ضرور چاہوں گی کہ آپ پاکیشیا میں وزیراعظم کی بجائے تمام اہم معاملات صدر کے ذریعے ہی طے کراتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے ملک میں پارلیمانی نظام ہے اور اس نظام میں صدر کی بجائے وزیراعظم بااختیار ہوتا ہے۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے۔“

”باس باس۔ سیکرٹ سروس کا ایک آدمی اونچے درخت پر دور بین لئے موجود ہے۔ اس نے یقیناً ان پاکیشیائیوں کو زرعی فارم سے نکل کر کہیں جاتے اور چھپتے ہوئے دیکھا ہوگا۔“..... میجر ٹاڈ نے دوڑ کر کرنل ڈیوڈ کے قریب پہنچتے ہوئے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”کہاں۔ کہاں موجود ہے۔ کیسے دیکھ لیا تم نے اسے۔“ کرنل ڈیوڈ نے جو ایک جیب کے ساتھ کھڑا تھا۔ چونک کر پوچھا۔

”میں نے دیکھا نہیں باس۔ بلکہ میجر ہیری اور ٹام کے درمیان ہونے والی گفتگو سے اس کا پتہ چلا ہے۔ میجر ہیری کے لباس میں موجود مخصوص ڈکٹافون کے ذریعے۔“..... میجر ٹاڈ نے جواب دیا۔

”اوہ۔ کیا باتیں ہوئی ہیں۔ جلدی بتاؤ۔“..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”ٹام نے میجر ہیری سے کہا کہ رچرڈ دور بین لئے اونچے درخت پر

محترمہ سیدہ ساجدہ صاحبہ۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے واقعی دلچسپ سوال کیا ہے۔ واقعی جہاں پارلیمانی نظام ہوتا ہے وہاں زیادہ اختیارات وزیراعظم کے پاس ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں صدارتی نظام ہو تو ظاہر ہے وہاں سرے سے وزیراعظم ہوتا ہی نہیں ہے۔ پاکیشیا میں پارلیمانی نظام کی بجائے صدارتی نظام ہے اس لئے وہاں صدر ہی چیف ایگزیکٹو ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ پاکیشیا کے وزیراعظم کا تذکرہ کبھی نہیں آیا۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہوگی۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

موجود ہے۔ اس نے ضرور پاکیشیائیوں کو دیکھا ہوگا۔ جس پر میری نے بھی اس کی بات کی تائید کی اور ساتھ ہی اس نے نام سے کہا ہے کہ مسلح عرب یقیناً صالح کے مکان کے گرد پہنچ گئے ہوں گے۔ اس لئے ہم فارم سے نکل کر کھلے علاقے میں سے گزر کر ان درختوں کے جھنڈ تک جائیں گے اور کرنل ڈیوڈ پر یہی ظاہر کریں گے کہ ہم ناکام واپس جا رہے ہیں۔" میجر ٹاڈ نے جلدی جلدی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہو نہہ۔ پھر یقیناً اس دور بین والے نے ہی ہمارے متعلق نام کو اطلاع دی ہوگی۔ بہر حال اب ہمیں ان سے پہلے اس رچرڈ تک پہنچنا ہے۔ تاکہ ان کے پہنچنے سے پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔" کرنل ڈیوڈ نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"باس۔ اس سے بہتر یہ نہ ہوگا کہ ہم ان کی گھات میں رہیں اور انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کرنے دیں۔ پھر جیسے ہی یہ لوگ انہیں ٹریس کر لیں ہم ان پر ٹوٹ پڑیں۔ اس طرح ہم آسانی سے ان سے اپنا شکار چھپٹ لیں گے اور ان کا خاتمہ بھی کر دیں گے۔ خاص طور پر اس جیکی کا۔ جس نے آپ کے ساتھ بے وفائی کی ہے۔" میجر ٹاڈ نے جان بوجھ کر جیکی کی بات کرتے ہوئے کہا۔

"مگر کیسے۔ یہ لوگ کوئی عام لوگ تو نہیں ہیں۔" کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہم بظاہر جیسوں میں بیٹھ کر واپس چلے جاتے ہیں۔ اس حد

تک جہاں تک اس ڈکٹافون کی رینج ہے۔ اس کے ذریعے میجر ہمیری اور نام کی باتیں ہم تک پہنچتی رہیں گی۔ اس طرح دور رہ کر بھی ہمیں ان کی ساری کارروائی کے بارے میں علم ہوتا رہے گا اور وہ اپنی طرف سے مطمئن بھی رہیں گے کہ وہ اکیلے ساری کارروائی کر رہے ہیں۔ جب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر لیں گے۔ تو ہم اور ہمارے ساتھی عین موقع پر ان پر فائر کھول دیں گے۔ اس طرح وہ سنبھل بھی نہ سکیں گے اور ہمارا کام بھی مکمل ہو جائے گا۔" میجر ٹاڈ نے باقاعدہ منصوبہ بندی کر کے بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ واقعی یہ اچھی تجویز ہے۔ تمہاری کھوپڑی میں یقیناً کسی لومڑی کا دماغ ہے۔ جو تم ایسی ایسی چالیں سوچ لیتے ہو۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ مسکرا دیا۔

اور تھوڑی دیر بعد وہ وہاں سے کافی دور درختوں کے ایک جھنڈ میں موجود تھے۔ رچرڈ۔ نام اور میجر ہمیری کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت اس مخصوص ڈکٹافون کی وجہ سے انہوں نے بخوبی سن لی تھی اور رچرڈ نے واقعی دور بین کی مدد سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس زرعی فارم سے نکل کر شمال کی طرف جاتے ہوئے چمک کر لیا تھا اور جب یہ لوگ اس کی دور بین کی رینج سے باہر ہونے لگے تھے تو رچرڈ اس درخت سے اتر کر دوڑتا ہوا کافی آگے موجود درختوں کے ایک اور جھنڈ میں پہنچ گیا اور وہاں کے سب سے اونچے درخت پر چڑھ کر اس نے ایک بار پھر ان کو چمک کر لیا تھا اور اس کے کہنے کے مطابق شمال کی طرف دو

تین کلو میٹر دور جھاڑیوں سے بھرے ایک وسیع میدان میں اچانک ان سب کو ایک ایک کر کے زمین کے اندر غائب ہوتے دیکھا تھا اور ٹام اور میجر ہیری اب اپنے ساتھیوں سمیت اس میدان کی طرف ہی جا رہے تھے۔

”اس میدان میں یقیناً فلسطینیوں کی کوئی خفیہ پناہ گاہ موجود ہوگی“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”یقیناً سر۔ رچرڈ کے مطابق ان کی دو عورتیں بے ہوش تھیں اور انہوں نے انہیں کندھوں پر اٹھایا ہوا تھا۔ اس لئے وہ کہیں دور اس حالت میں جا بھی نہیں سکتے“۔ میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن کہیں وہ پاکیشیائی انہیں مار کر یا گرفتار کر کے آگے ہی نکل جائیں اور ہم یہاں کھڑے دیکھتے ہی رہ جائیں“..... کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ہم اس میدان کے قریب درختوں کے ایک جھنڈ میں جا کر چھپ جاتے ہیں جتنا اب اس کے بعد جس وقت بھی مناسب ہوگا۔ ہم ان پر حملہ کر دیں گے“..... میجر ٹاڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اپنے ساتھیوں کو سمجھا دینا کہ جب تک حملے کا حکم نہ دوں انہوں نے فائر نہیں کھولنا اور دوسری بات یہ کہ سمیت ان میں سے ایک کو بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے“..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”آپ کے حکم کی حرف بحرف تعمیل ہوگی جتنا اب“..... میجر

خوشامد انداز لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔

پھر ان کی جیبیں ایک لمبا چکر کاٹ کر جب درختوں کے ایک جھنڈ میں جا کر رکیں اور انہوں نے نیچے اتر کر باہر کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ تو انہوں نے ٹام۔ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو ایک وسیع میدان میں جھاڑیوں اور زمینی چٹانوں کا جائزہ لیتے ہوئے دیکھا وہ واقعی بڑے ماہر انداز میں اس پناہ گاہ کو تلاش کر رہے تھے۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”باس باس۔ میں نے اس جگہ کو تلاش کر لیا ہے“..... اچانک میجر ٹاڈ کے ہاتھ میں موجود مخصوص ڈکٹافون کے رسیونگ سیٹ سے میجر ہیری کی پر جوش مگر چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور میجر ٹاڈ کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ بھی بے اختیار اچھل پڑا۔

”کہاں۔ کیسے“..... ٹام کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”وہاں سرخ رنگ کی جھاڑیوں کا ایک دائرہ موجود ہے اور مجھے معلوم ہے کہ یہ دائرہ ان خفیہ پناہ گاہوں کی شناخت کے لئے خاص طور پر لگایا جاتا ہے۔ آئیے میں آپ کو دکھاتا ہوں“..... میجر ہیری کی آواز سنائی دی اور پھر انہوں نے ٹام اور میجر ہیری دونوں کو تیزی سے ایک طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ وہ دونوں ایک جگہ رکنے لگے اور زمین کو دیکھتے رہے۔ پھر ٹام تیزی سے مڑا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو کال کرنا شروع کر دیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اس وقت ہونٹ بھینچ لئے۔ جب ٹام اور میجر ہیری کے ساتھی میزائل گنیں ہاتھوں میں لئے ایک دائرے

میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں نے خوف ناک میزائلوں کی مسلسل بارش کر کے اس پناہ گاہ کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر دیا تھا اور اب وہ سب نیچے اتر کر ملبہ ہٹا ہٹا کر اندر موجود لاشوں کو نکلنے کی سر توڑ کوششوں میں مصروف تھے۔ میزائلوں کی وجہ سے یہ پناہ گاہ ایک گہرے گڑھے کی صورت میں تبدیل ہو چکی تھی اور ٹام جیکی اور میجر ہیری بھی نیچے اتر کر ایک طرف کھڑے تھے۔ ان سب کے چہروں پر کامیابی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”آخر کار سیکرٹ سروس کامیاب ہو ہی گئی..... ٹام نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور میجر ہیری نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک جگہ سے ملبہ ہٹانے پر انہیں عمران اور اس کے سارے ساتھی ایک ہی جگہ سے مل گئے۔

”یہ۔ یہ زندہ ہیں باس۔ بڑے اور موٹے شہتیر نے ان پر آڑ کر رکھی

کی صورت میں کھڑے ہو گئے اور دوسرے لمحے ان سب نے ٹام کے اشارے پر دائرے کے درمیانی جگہ پر خوف ناک میزائلوں کی بارش کر

دی۔

ڈکٹافون کے ذریعے بھی اور ویسے بھی انہیں ان خوفناک میزائلوں کے خوف ناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد فائرنگ رک گئی اور وہ لوگ ہتھیار اٹھائے درمیان میں بیٹھ جانے والی جگہ پر اس طرح نیچے اترنے لگے جیسے کسی ڈھلوان پر اتر رہے ہوں۔

”جلدی کرو۔ اپنے ساتھیوں کو اب ان کے گرد پھیلا دو۔ جیسے ہی یہ نکلیں ان پر فائر کھول دو۔ ایک بھی زندہ بچ کر نہ جائے“..... کرنا ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ نے مڑ کر جی۔ پی۔ فائیو کے آدمیوں کو ہدایات دینی شروع کر دیں۔

تھی۔ صرف مٹی گرنے کی وجہ سے یہ بے ہوش ہیں۔..... اچانک ایک آدمی نے چیختے ہوئے کہا اور نام اور میجر ہیری دونوں چونک پڑے۔
 ”انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ فوراً“..... میجر ہیری نے چیخ کر کہا۔
 ”نہیں۔ اگر یہ زندہ ہیں تو انہیں گرفتار کر لو۔ میں انہیں زندہ ہی صدر مملکت اور وزیراعظم کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔.....“ نام نے چیخ کر کہا۔

”باس۔ یہ انتہائی خطرناک ترین بمبجٹ ہیں۔ اگر یہ ہوش میں آگئے تو ہمارے لئے مصیبت بن جائیں گے انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دیں۔.....“ میجر ہیری نے بے چین لہجے میں کہا۔
 ”نہیں۔ جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ان کے ہاتھ اور پیر سیوں سے اچھی طرح باندھ دو اور ان کی ناک اور منہ میں موجود مٹی نکال کر انہیں ہوش میں لے آؤ۔ جلدی کرو۔.....“ نام نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور سیکرٹ سروس کے افراد نے نام کے حکم کی تعمیل شروع کر دی۔ میجر ہیری ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہ گیا۔
 ”نام۔ میجر ہیری تجربہ کار آدمی ہے۔ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔.....“ جیکی نے نام سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ اب میں اس قدر بزدل بھی نہیں ہوں کہ بے ہوش افراد کو گولیوں سے اڑا دوں۔.....“ نام نے غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”باس۔ کم از کم اس عمران کا تو خاتمہ کر دیں یہ دنیا کا شاطر ترین آدمی ہے۔.....“ میجر ہیری نے ایک بار پھر بات کرتے ہوئے کہا۔

”میجر ہیری۔ میں اپنا حکم تبدیل نہیں کیا کرتا اور سنو آئندہ اگر تم نے اس طرح دوبارہ بزدلی کا مظاہرہ کیا تو میں تمہیں اپنے ہاتھ سے بھی گولی سے اڑا سکتا ہوں۔ مجھے بزدلی سے شدید نفرت ہے۔ سمجھئے۔“ نام نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور میجر ہیری ایک بار پھر بے بسی کی کیفیت میں ہونٹ چبانے میں مصروف ہو گیا۔ پھر وہ تیزی سے مڑا اور اوپر کو چڑھنے لگا۔ اب شاید وہاں رکنا اس کے بس میں نہ رہا تھا۔

”وہ۔ وہ جی۔ پی۔ فائیو۔.....“ دوسرے لمحے اس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ڈھلوان سے نیچے اتر آیا۔
 ”کیا۔ کیا مطلب۔.....“ نام نے بری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔

”کرئل ڈیو ڈاپنے آدمیوں سمیت ادھر ہی آ رہا ہے۔ میں نے جی۔ پی۔ فائیو کی تین جیسپیں درختوں سے ٹکل کر آتی ہوئی دیکھی ہیں۔ وہ انتہائی مشتعل مزاج آدمی ہے۔ اگر اسے روکا نہ گیا تو وہ ہم سب کو گولیوں سے بھون ڈالے گا۔.....“ میجر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

”انہیں چھوڑو اور اوپر چلو۔ اگر یہ لوگ نزدیک آئے تو ان پر میزائل گنوں کے فائر کھول دینا۔“ نام نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا اوپر کی طرف جانے لگا۔ اس کے ہاتھ میں آٹو میٹک ریوالور تھا۔ میجر ہیری اور باقی سب افراد ہتھیار سنبھالے تیزی سے اوپر چڑھنے لگے۔

”پھیل جاؤ اور جھاڑیوں کی آڑ لے لو۔.....“ نام نے اوپر پہنچتے ہی چیخ کر کہا۔ اس نے دور سے جی۔ پی۔ فائیو کی تین جیسپیں تیزی سے اپنی

اور اس آدمی کا کوئی بھروسہ نہیں کہ یہ پوری جی۔ پی۔ فائیو کو ہم پر چڑھالائے۔..... میجر ہیری نے کہا۔

”اوہ۔ ہاں۔ تمہارا یہ مشورہ اچھا ہے۔..... ٹام نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیپیں وہاں لے آنے کا حکم دیا۔ تاکہ اس میں موجودہ ٹرائسمیٹر سے کال کر کے ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر طلب کر سکے اور اس کا حکم سنتے ہی تین آدمی تیزی سے اس طرف کو دوڑ پڑے۔ جدھر ان کی جیپیں موجود تھیں۔

”باقی لوگ نیچے اتریں اور ان لوگوں کو اوپر لے آئیں اور اس کے ساتھ ساتھ مزید ملبہ ہٹا کر بھی چیک کر لیا جائے۔ ہو سکتا ہے مزید کچھ لوگ بھی اندر موجود ہوں۔..... ٹام نے مڑ کر باقی ساتھیوں سے کہا اور وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے واپس نیچے گڑھے میں اتر گئے۔ جی۔ پی۔ فائیو کی جیپیں اب نظروں سے غائب ہو چکی تھیں۔

”آخر یہ لوگ عین موقع پر کیسے پہنچ جاتے ہیں۔ ان کے پاس ایسا کون سا ذریعہ ہے جس کی مدد سے انہیں ہماری کارروائی کا بروقت پتہ لگ جاتا ہے۔..... ٹام نے مڑ کر میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے کرنل ڈیوڈ کے ساتھ میجر ٹاڈ کو بھی دیکھا ہے۔ وہ لومڑی کی طرح شاطر دماغ کا آدمی ہے اور سائنسی آلات کا بے دریغ استعمال کرتا ہے۔ اس نے کوئی ایسا انتظام کیا ہوگا۔ جس سے انہیں ہمارے متعلق معلومات مل رہی ہیں۔..... میجر ہیری نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا۔

طرف آتی دیکھ لی تھیں۔ لیکن ابھی وہ میزائل ریج سے کافی فاصلے پر تھیں۔ ان جیپوں پر مسلح افراد موجود تھے۔

”خبردار کرنل ڈیوڈ وہیں رک جاؤ۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف تمہیں وارننگ دے رہا ہوں۔ ورنہ میں میزائلوں سے تمہارے پرچے اڑا دوں گا۔..... ٹام نے پوری قوت سے چیختے ہوئے کہا۔

”باس۔ باس۔ آڑ لے لیں۔ کرنل ڈیوڈ کا کوئی پتہ نہیں۔ کس وقت فائر کھول دے۔ وہ ایسا ہی آدمی ہے۔..... میجر ہیری نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”جیپوں کے سامنے زمین پر فائر کرو۔“ ٹام نے چیخ کر کہا اور دوسرے لمحے بکھر کر آتی ہوئیں تینوں جیپوں کے سامنے زمین پر خوف ناک دھماکے ہوئے اور مٹی کا جیسے طوفان سا اڑا۔ چند لمحوں بعد جب مٹی بیٹھ گئی تو انہوں نے دیکھا کہ تینوں جیپیں رک چکی تھیں۔

”کرنل ڈیوڈ۔ خبردار۔ اب اگر تم آگے بڑھے تو میزائل جیپوں پر بھی پڑ سکتے ہیں۔..... ٹام نے چیختے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ تینوں جیپیں مٹریں اور آندھی اور طوفان کی طرح اڑتی ہوئی تیزی سے واپس جانے لگیں۔

”ہو نہہ۔ بزدل آدمی۔ دوسروں کا مارا ہوا شکار چھیننا چاہتا ہے۔“ ٹام نے بڑے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

”یہ راستے میں دوبارہ حملہ کرے گا باس۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ ٹرائسمیٹر پر ہیلی کاپٹر طلب کر لیں۔ تل ایب یہاں سے بہت دور ہے

”اوہ اوہ۔ کہیں انہوں نے ہمارے کسی آدمی کے لباس میں یا جسم میں کوئی ڈکٹافون نہ چھپا رکھا ہو۔ اب مجھے اپنے سمیت سب کی چیکنگ کرنی ہوگی“..... ٹام نے کہا اور میجر ہیری نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو باہر لا کر زمین پر لٹا دیا گیا۔ ان سب کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے رسیوں سے باندھے گئے تھے۔ گو ان کی ناک اور منہ سے مٹی نکال دی گئی تھی۔ لیکن وہ ابھی تک بے ہوش تھے۔ ٹام غور سے زمین پر پڑے ہوئے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ جو مٹی میں دب جانے کی وجہ سے بھوت جیسا لگ رہا تھا۔

”ہونہہ۔ خواہ مخواہ ان لوگوں کو ہوا بنا کر رکھا ہوا ہے۔ عام سے لوگ ہیں“..... ٹام نے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ جنہیں آپ عام لوگ کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کئی بار اسرائیل کو نچا کر رکھ دیا تھا۔ یہ تو نجانے کس طرح آپ کے قابو چرٹ گئے ہیں“۔ میجر ہیری نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ میں انہیں دس بار چھوڑ کر دس بار گرفتار کر سکتا ہوں۔ میرا نام ٹام ہے ٹام۔ میں کر نل ڈیوڈ نہیں ہوں“..... ٹام نے دوبارہ حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

”میجر ہیری کی طرح کر نل ڈیوڈ بھی ان لوگوں سے بے پناہ خوفزدہ رہتا ہے۔ مگر مجھے یہ دیکھ کر بے حد مسرت ہو رہی ہے ٹام کہ تم انتہائی جی دار اور بہادر آدمی ہو۔ مجھے تم پر فخر ہے“..... جیکی نے ٹام

کے بازو سے چمٹتے ہوئے بڑے لاڈ بھرے لہجے میں کہا اور ٹام بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم دیکھنا سنی کہ تمہارا شوہر سیکرٹ سروس کو کہاں لے جائے گا“ ٹام نے اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جیکی کا چہرہ مسرت سے گلنار ہو گیا۔

اسی لمحے تینوں جیسپیں ان کے قریب آکر رک گئیں۔

”ڈکٹافون چیکر کو میرے والی جیپ کی سائیڈ سیٹ کے نیچے سے نکالو میجر ہیری۔ میں سب سے پہلے چیکنگ کرنا چاہتا ہوں“..... ٹام نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا ایک جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے چیکر باہر نکالا اور پھر اس نے ٹام کے حکم پر باری باری ہر آدمی کی چیکنگ شروع کر دی۔ لہذا جیکی پھر بھی خاموش رہا۔

”کیا مطلب۔ پھر کیسے انہیں سیدھا چل جاتا ہے“..... ٹام نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”میجر ہیری کی بھی تو چیکنگ ہونی چاہئے“..... جیکی نے کہا تو ٹام چونک پڑا۔

”ہاں۔ بالکل دکھاؤ مجھے چیکر میجر ہیری“..... ٹام نے کہا اور میجر ہیری نے اطمینان سے چیکر ٹام کی طرف بڑھا دیا۔ مگر دوسرے لمحے جیسے ہی ٹام نے چیکر کا رخ میجر ہیری کی طرف کر کے اس کا بٹن آن کیا چیکر سے نکلنے والی مخصوص ٹیس ٹیس کی آوازیں سن کر نہ صرف ٹام بلکہ

”کون۔ کس کی بات کر رہی ہو“..... ٹام نے زمین پر پڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”یہ عمران۔ اس کی آنکھیں ابھی کھلی تھیں“..... جیکی نے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”میجر ہیری۔ اچھی طرح چیک کر لو کہ کیا ان کو صحیح طریقے سے باندھا بھی گیا ہے یا نہیں“..... ٹام نے میجر ہیری سے کہا اور ایک بار پھر جیب کی طرف مڑ گیا۔ اس کے انداز میں لاپرواہی تھی۔ جیب پر چڑھ کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا اور پھر ہیڈ کو اڑا رکال کر کے اس نے فوری طور پر ہیلی کاپٹر طلب کیا اور ساتھ ہی اس نے اس علاقے کی تفصیلات بھی بتا دیں۔ جہاں وہ لوگ موجود تھے۔ کال کرنے کے بعد وہ جیسے ہی جیب سے اتر ا۔ عمران کو اٹھ کر بیٹھے ہوئے دیکھ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”مبارک ہو مسٹر ٹام۔ سیکرٹ سروس کی سربراہی مبارک ہو“..... عمران نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ وہ اکیلا ہی ہوش میں آیا تھا۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی ویسے ہی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔

”اس کی رسیاں چیک کر لی ہیں میجر ہیری“..... ٹام نے عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“..... میجر ہیری نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

خود میجر ہیری اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ۔ تمہارے لباس میں ڈکٹافون موجود ہے“..... ٹام نے کہا اور میجر ہیری نے جلدی سے کوٹ اتارا اور چند لمحوں بعد اس کے استر کے اندرونی حصے سے ایک جدید ساخت اور وسیع رینج کا ڈکٹافون برآمد ہو چکا تھا۔

”اوہ۔ یہ یقیناً اس میجر ٹاڈ کی کارستانی ہے۔ اس نے میرے ڈرائی کلینر سے مل کر یہ سازش کی ہوگی۔ میں اسے گولیوں سے اڑا دوں گا۔“
 میجر ہیری نے غصے اور ندامت کے ملے جلے لہجے میں کہا۔
 ”میرے ساتھ رہنا ہے میجر ہیری تو تمہیں آئندہ سخت محتاط رہنا ہوگا۔ میں ایسی غفلت اور لاپرواہی برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں سمجھئے۔ اسے میری طرف سے لاسٹ وار تنگ سمجھنا“..... ٹام نے ڈکٹافون کو آف کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ آئندہ آپ کو کوئی شکایت نہ ہوگی“..... میجر ہیری نے انتہائی ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

”اسی میں تمہاری بقا بھی ہے“..... ٹام نے ڈکٹافون آف کر کے اسے جیب میں ڈالتے ہوئے پہلے جیسے لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنی جیب کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ ٹرانسمیٹر سے ہیڈ کو اڑا رکال کر کے وہاں سے ہیلی کاپٹر طلب کر سکے۔

”یہ۔ یہ ہوش میں آ رہا ہے ٹام“..... اچانک جیکی نے چیختے ہوئے کہا اور ٹام تیزی سے مڑا۔

”تم مجھے کیسے جانتے ہو“..... ٹام نے اس بار عمران کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔ آٹو بینک ریو اور اس نے ہاتھ میں لے لیا تھا۔

”ہر قسم کے سربراہوں سے ملنا میری ہابی ہے۔ اس لئے اب تو میں شکل دیکھ کر ہی اندازہ لگا لیتا ہوں کہ یہ آدمی ضرور سربراہ ہے چاہے وہ جمہداروں کا ہی سردار کیوں نہ ہو اور مس جیکی نے تو تمہارا باقاعدہ تعارف کرایا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے حیرت ہے کہ آخر تم جیسے آدمی کو ان لوگوں نے ہوا کیوں بنا رکھا ہے۔ جب کہ میرے نزدیک تم ایک مسخرے سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ تم نے دیکھا ہے کہ میں نے تم سب کو کس طرح پکڑ لیا ہے اور اب تم اور تمہارے ساتھیوں کی زندگیاں میرے رحم و کرم پر ہیں۔ میں چاہوں تو صرف ایک اشارے سے تمہیں تمہاری زندگیوں سے محروم کر سکتا ہوں“..... ٹام نے انتہائی متکبرانہ لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”بہت خوب۔ واقعی اسرائیل کے صدر اور وزیراعظم مبارک باد کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے آخر کار تم جیسا جوہر قابل سیکرٹ سروس کی سربراہی کے لئے ڈھونڈ ہی نکالا ہے۔ اگر مجھے موقع ملا تو میں صدر اور وزیراعظم کو ان کی اس مردم شناسی کی مبارک باد ضرور دوں گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ ہی اس لئے رکھا ہے۔ تاکہ تمہیں زندہ صدر مملکت اور وزیراعظم کے سامنے

پیش کر کے انہیں بتا سکوں کہ میرے لئے تم لوگ حقیر مجھروں سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں رکھتے“..... ٹام نے پہلے کی طرح متکبرانہ لہجے میں کہا۔

”ارے واہ۔ پھر تو مجھے واقعی انہیں مبارک باد پیش کرنے کا موقع مل جائے گا۔ ویسے وہ جی۔ پی۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ صاحب ادھر نظر نہیں آرہے۔ وہ شاید تمہارے رعب و دبدبے کی تاب نہ لا کر واپس چلے گئے ہیں“۔ عمران نے سرگھما کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ بزدل آدمی ہے۔ اس کا نام مت لو میرے سامنے۔ وہ گیدڑ ہے گیدڑ۔ اس کا خیال تھا کہ وہ شیر کا مارا ہوا شکار گھسیٹ کر لے جائے گا۔ لیکن اسے معلوم نہیں کہ شیر اپنے شکار کی حفاظت کرنا بھی جانتا ہے“۔ ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اس کا مطلب ہے کہ اب اسرائیل میں انسانوں کی اس حد تک کمی ہو گئی ہے کہ جی۔ پی۔ فائیو کو سربراہ گیدڑ ہے اور سیکرٹ سروس کا سربراہ شیر۔ ملٹری انٹیلیجنس کا سربراہ یقیناً کوئی چوہا ہوگا اور فوج کا سربراہ خرگوش۔ گڈ شو۔ اب تو لغت میں اسرائیل کا معنی چڑیا گھر لکھوا دینا چاہئے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بکو اس مت کرو۔ سمجھے۔ ورنہ میں اپنے فیصلے پر نظر ثانی بھی کر سکتا ہوں“..... ٹام نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”باس۔ اس کے اور ساتھی بھی ہوش میں آرہے ہیں“..... اسی لمحے میجر ہیری نے کہا اور اس کی بات سن کر عمران نے تیزی سے گردن

موڑنی اور اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رہنے لگی۔

”آئے دو“..... ٹام نے بڑے لاپرواہ لہجے میں کہا اور میجر ہیری نے ہونٹ بھینچ لئے۔

”تم واقعی شیر ہو۔ مسٹر ٹام۔ بہادر اور جی دار۔ ورنہ اب تک اسرائیل کی مختلف تنظیموں کے سربراہوں کے ہمارے ہوش میں آنے کے تصور سے ہی ہوش آڑ جاتے تھے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ بزدل لوگ تھے اور ہیں اور مجھے بزدلی سے نفرت ہے“۔ ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بزدل جھوٹے بھی ہوتے ہیں۔ جب کہ بہادر سچے لوگ ہوتے ہیں اور تم نے اب ہمارا شکار تو کر ہی لیا ہے اور ظاہر ہے اب ہماری موت زیادہ دور نہیں رہ گئی ہوگی۔ کیا تم مجھے بتاؤ گے کہ تم نے سپیشل سیل کا بھی چارج سنبھال لیا ہے یا وہاں کا کوئی اور انچارج بنایا گیا ہے“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جب میں سیکرٹ سروس کا سربراہ ہوں تو ظاہر ہے میں ہی سپیشل سیل کا انچارج ہوں..... میری موجودگی میں دوسرا انچارج کیسے بن سکتا ہے“..... ٹام نے پہلے کی طرح فاخرانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب ہمیں سپیشل سیل کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھنا چاہئے۔ وہ اب مضبوط حصار میں پھنچ گیا ہے“۔ عمران

نے قدرے مایوسانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم اس قابل ہی نہیں رہو گے کہ کسی طرف نظر اٹھا کر دیکھ سکو“ ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”واقعی۔ لیکن کیا تم بتاؤ گے کہ سپیشل سیل میں کتنے افراد شامل ہیں“..... عمران نے کہا۔

”تمہارا اس سے کوئی مطلب نہیں..... فضول اور احمقانہ باتیں مت کرو۔ ورنہ.....“ ٹام نے اس بار غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ورنہ میں خود ایسی باتیں کرنا شروع کر دوں گا۔ یہی کہنا چاہتے تھے، کھل کر کرو مسٹر ٹام ایسی باتیں۔ میں تمہاری طرح ایسی باتوں کا برا نہیں منایا کرتا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس دوران ایک ایک کر کے عمران کے سارے ساتھی عاصمہ صالح اور سالم سمیت اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

”میں کہتا ہوں بکو اس بند کرو۔ ورنہ میں ایک لمحے میں تمہاری فضول حرکت کرنے والی زبان روکنے پر بھی قادر ہوں“..... ٹام نے غصے سے پیر پختے ہوئے کہا۔

”ٹام۔ یہ شخص نجانے کیوں تمہیں جان بوجھ کر غصہ دلانا چاہتا ہے۔ اس کی باتوں میں مت آؤ“..... جسکی نے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ احمق ہے۔ قطعی احمق۔ وہ ہیلی کاپٹر ابھی تک نہیں آ رہا۔ ٹام

نے دانتوں سے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کاپٹر۔ ویری گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم ہمیں ہیلی کاپٹر پر تل ایسب لے جانا چاہتے ہو۔ چلو اچھا ہے۔ اگر تم ہمیں جیسیوں پر بٹھا کر لے جاتے تو لوگ خواہ مخواہ ہم سے خوفزدہ ہو جاتے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خوف زدہ۔ تم جیسے بندھے ہوئے آدمی سے خوفزدہ۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا“۔ ٹام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ میں اپنی اور اپنے ساتھیوں پر موجود مٹی کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔ تم نے نجانے کیا سمجھ لیا ہے“۔ عمران نے فوراً ہی اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اچھا۔ یہ بات ہے“..... ٹام نے اس طرح اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ جیسے عمران کی اس وضاحت سے وہ ذہنی طور پر مطمئن ہو گیا ہو۔

”ہیلی کاپٹر بڑا منگوا یا ہے ناں۔ مجھے دراصل ہیلی کاپٹر سے باہر نکلنے سے بڑا خوف محسوس ہوتا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم سب اندر بیٹھ جاؤ اور ہمیں رسیوں سے باندھ کر باہر لٹکا دو۔ پھر تو ہماری لاشیں ہی صدر اور وزیراعظم کے سامنے پیش ہوں گی“..... عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

”فکر مت کرو۔ میں نے تمہیں صدر صاحب کے سامنے زندہ پیش کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور تم زندہ ہی ان کے سامنے پہنچو گے“۔ ٹام نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہیلی کاپٹر آرہا ہے ٹام“..... اچانک جیکی نے کہا اور ٹام اور دوسرے لوگ چونک کر سامنے دیکھنے لگے۔ عمران نے بھی مڑ کر دیکھا واقعی دور سے ایک ہیلی کاپٹر ادھر ہی آتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

”باس..... جیسیں بھی لے جانی ہیں۔ ہیلی کاپٹر میں تو یہ لوگ بھی مشکل سے ہی آئیں گے“..... میجر ہیری نے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا۔

”قیدیوں کے علاوہ میں جیکی اور دو مسلح افراد ہیلی کاپٹر میں جائیں گے تم باقی افراد کے ساتھ جیسیوں میں واپس پہنچو گے اور سنو۔ اگر راستے میں کرنل ڈیوڈ یا اس کے ساتھی تم پر حملہ کریں تو میری طرف سے اجازت ہے کہ تم میزائلوں سے انہیں اڑا دینا۔ میں خود جواب دے دوں گا سمجھے“..... ٹام نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“..... میجر ہیری نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ٹام کے فیصلے سے انتہائی سکون ملا ہو۔ تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کو وہیں اتار لیا گیا۔

”باس۔ ایک بار پھر میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس قدر کمزور نہ سمجھیں۔ یہ لوگ لمحوں میں کپویشن بدل دینے کے عادی ہیں“..... میجر ہیری نے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”پھر۔ پھر وہی بزدلی کی باتیں۔ میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ یہ

کھڑے ٹام نے مڑ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ احمقانہ اور فضول باتیں کر رہا ہے ٹام یہ نجانے کیوں ہمیں جان بوجھ کر بار بار غصہ دلانے کی کوشش کر رہا ہے"..... جیکی نے کہا۔

"اسے شاید امید ہے کہ کسی طرح یہ زندہ بچ جائے گا۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ اس کی زندگی صرف چند گھنٹوں کی رہ گئی ہے اور وہ بھی میں نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو صرف اس لئے بخش دی ہے تاکہ میں انہیں صدر صاحب کے سامنے زندہ پیش کر سکوں"..... ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ میجر ہیری کو کہہ رہا تھا کہ جلد ہی یہ اسے سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ بننے کی مبارک باد پیش کرے گا اور تمہارے متعلق کہہ رہا تھا کہ تم مہمان اداکار لگتے ہو"..... جیکی نے غصے سے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ٹام بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ ان لوگوں کے مخصوص حربے ہوتے ہیں ہنی۔ میں ان کی نفسیات سے اچھی طرح واقف ہوں۔ یہ اس طرح میجر ہیری کو اکسانا چاہتا ہے تاکہ وہ میرے خلاف بغاوت کر دے۔ لیکن اسے نہیں معلوم کہ ایسا ناممکن ہے۔ ٹام ہزار آنکھیں رکھتا ہے"..... ٹام نے اسی طرح مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"واہ۔ کیا ترقی کی ہے کہ پہلے شیر بنے اور اب افریقہ کی وہ مخصوص مکھی جو ہزار آنکھیں رکھتی ہے۔ واقعی ترقی اسے کہتے ہیں"..... عمران

میری لاسٹ وارنگ ہے"..... ٹام نے اس قدر غصے سے کہا کہ جیسے ابھی میجر ہیری کو کچا چبا جائے گا اور پھر وہ ایک جھٹکے سے تیز تیز قدم اٹھاتا سب سے آگے چلتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔

"آئی ایم سوری باس۔ میرا مطلب صرف آپ کو آگاہ کرنا تھا" میجر ہیری نے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے وہ اپنے آپ پر بڑی مشکل سے جبر کر رہا ہو۔

"فکر نہ کرو میجر ہیری۔ جلد ہی میں تمہیں سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ بننے کی مبارک باد پیش کروں گا۔ یہ ٹام صاحب تو مجھے مہمان اداکار لگتے ہیں"..... عمران نے مڑ کر مسکراتے ہوئے میجر ہیری سے کہا اور میجر ہیری کا چہرہ ایک لمحے کے لئے روشن ہوا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے منہ پھیر لیا۔

"بکو اس مت کرو۔ تم جیسے بزدل ٹام کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے سمجھے۔" اچانک جیکی نے جو میجر ہیری کی دوسری طرف چل رہی تھی۔ غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ہاں شاید گیدڑ کو شیر کہا جاتا ہو گا۔ اگر ٹام واقعی شیر ہوتا تو جیکی سے شادی کیوں کرتا۔ جیکی ظاہر ہے جکیک کی مادہ کو ہی کہا جا سکتا ہے"۔ عمران نے بڑے طنزیہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یوشٹ اپ۔ نانسنس۔ ورنہ میں تمہیں خود گولی مار دوں گی۔ جیکی نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے ہنی۔ کیوں چیخ رہی ہو"..... ہیلی کاپٹر کے قریب

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میجر ہیری..... ان سب کی رسیاں ایک بار پھر اچھی طرح چٹیک کرو اور انہیں ایک ایک کر کے ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں سوار کراؤ“..... ٹام عمران کی بات کا جواب دینے کی بجائے ہیری سے مخاطب ہو گیا۔

”یس باس.....“ ہیری نے کہا اور تیزی سے عمران کے عقب میں آکر اس کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسی کو چٹیک کرنے لگا۔
”چلو تم پہلے اوپر“..... میجر ہیری نے عمران کو آگے دھکیلتے ہوئے کہا۔

”ایک منٹ۔ اب میں خود اس کی رسیاں چٹیک کروں گا“..... ٹام نے کہا اور تیزی سے مڑ کر وہ عمران کے عقب میں آیا اور اس کے خصوصی طور پر اس کی کلائیوں میں بندھی ہوئی رسی اور گانٹھ کو چٹیک کیا۔

”ٹھٹیک ہے۔ یہ تمہارا امتحان تھا میجر ہیری اور مجھے خوشی ہے کہ تم اس امتحان میں پورے اترے ہو۔ ورنہ ان لوگوں سے پہلے تمہاری زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتے“..... ٹام نے پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد پیچھے ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”کیسا امتحان باس“۔ میجر ہیری نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے خطرہ تھا کہ کہیں تم اس عمران کی باتوں میں آکر میرے خلاف سازش نہ کر بیٹھو اور جان بوجھ کر اس کی رسی کی گانٹھ ڈھیلی کر

دو۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ سیکرٹ سروس کی سربراہی والی ٹپ میں خاصی کشش ہو سکتی ہے“..... ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس..... پلیز آپ آئندہ میرے متعلق ایسی بات ذہن میں بھی نہ لایا کریں۔ میں اس ٹائپ کا آدمی ہی نہیں ہوں“..... میجر ہیری نے کہا۔

”او۔ کے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ چلو اب باقی افراد کی رسیاں بھی چٹیک کر لو تا کہ میں پوری طرح مطمئن ہو جاؤں“..... ٹام نے مسکراتے ہوئے کہا اور میجر ہیری تیزی سے عمران کے دوسرے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹر کے عقبی حصے میں لے جا کر کھڑا کر دیا گیا۔ جب کہ دو مسلح افراد سیٹوں پر اس طرح بیٹھ گئے کہ ان کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔ ٹام اور جیکی پائلٹ کی عقبی سیٹوں پر اکٹھے بیٹھ گئے اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہوا اور افقی پرواز کرتا ہوا تیزی سے بلند ہوتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر کا جھٹکا لگنے سے عمران کے عقب میں کھڑا ہوا صفر تیزی سے گھوم گیا..... اس کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے وہ اپنے توازن کو برقرار رکھنے کے لئے گھوم گیا ہو۔ مگر جیسے ہی ہیلی کاپٹر نے سیدھی پرواز شروع کی وہ ایک بار پھر گھوم کر پہلے والی حالت میں آگیا

”خیال رکھنا۔ ہو سکتا ہے یہ نیچے کو دکر خود کشی کرنے کی کوشش

کریں۔ تم نے انہیں ہر حالت میں ایسا کرنے سے روکنا ہے۔“ ایک لخت نام نے پیچھے مڑ کر ان دو آدمیوں سے کہا۔ جن کا رخ عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف تھا۔

”یس باس“..... ان میں سے ایک نے جواب دیا۔

”جناب نام صاحب..... سیٹیں تو خالی پڑی ہیں۔ کم از کم ہمیں بیٹھنے کے لئے کہہ دو“..... ایک لخت عمران نے آگے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ تم وہیں کھڑے رہو گے۔ میں دشمن کو اپنے برابر بٹھانے کا قائل نہیں ہوں“..... نام نے مڑ کر انتہائی متکبرانہ لہجے میں کہا۔

”چلو بیٹھنے نہ دو۔ کم از کم کھڑکی کے سامنے کھڑے تو ہونے دو۔ پیچھے تو شدید گرمی ہے۔ مجھے تو یوں لگتا ہے جیسے میں آدھے سے زیادہ پگھل گیا ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ صدر کے سامنے پہنچتے پہنچتے خالی ہڈیاں ہی رہ جائیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے بھی گرمی لگ رہی ہے عمران صاحب“..... اچانک صفدر نے بھی آگے بڑھ کر عمران کے قریب آکر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ یہاں کھڑے ہو سکتے ہو۔ لیکن بیٹھ نہیں سکتے۔“ نام نے مڑ کر انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ مسلح افراد سے اب دو قدم پیچھے کھڑے ہوئے تھے۔

”بہت بہت شکریہ مسٹر نام۔ تمہاری اس رحم دلی کو ہم ہمیشہ یاد رکھیں گے۔“ عمران نے بڑے تشکرانہ لہجے میں کہا۔

”مگر جیسے ہی نام نے اپنا منہ سامنے کی طرف کیا۔ ایک لخت میزائل گنیں نیچے گرنے کے ساتھ ساتھ ان دونوں مسلح افراد کی ہلکی سی چیخیں اور گردنیں ٹوٹنے کی آوازیں سنائی دیں اور نام یہ آوازیں سن کر بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر گھوما ہی تھا کہ کھٹاک کی تیز آواز کے ساتھ ہی وہ چیخ مار کر وہیں سیٹ پر ہی ڈھیر ہو گیا۔ عمران نے مسلح آدمی کے ہاتھ سے نکلنے والی میزائل گن کا بھاری دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مارا۔ نام کی چیخ کے دوسرے ہی لمحے جینکی جو حیرت سے گردن موڑ کر دیکھنے کی ابھی کوشش ہی کر رہی تھی کھوپڑی پر زور دار ضرب کھا کر چیختی ہوئی سیٹ سے نیچے گری اور اسی لمحے عمران سیٹوں کے درمیان دوڑتا ہوا پائلٹ کے سر پر پہنچ چکا تھا جو اس باختہ انداز میں یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں وہ بھی اپنی گردن تڑوا کر کرسی میں ہی ڈھیر ہو چکا تھا۔ ہیلی کاپٹر چونکہ خود کار سسٹم کے تحت ہی پرواز کر رہا تھا۔ اس لئے اس کا ردوائی کے دوران ہیلی کاپٹر کو سوائے معمولی جھٹکوں کے اور کچھ بھی نہ ہوا تھا۔ عمران نے تیزی سے پائلٹ کی لاش کو گھسیٹ کر ایک طرف پھینکا اور خود اس نے پائلٹ سیٹ سنبھال کر ہیلی کاپٹر کا نظام اپنے کنٹرول میں کر لیا تاکہ اس کا متعین رخ بدل سکے۔ ادھر صفدر نے نام اور جینکی دونوں کو اچھی طرح چمک کر کے یہ اطمینان کر لیا تھا کہ وہ دونوں ہی جلد ہوش میں نہیں آ سکتے۔ البتہ دونوں مسلح افراد گردنیں ٹوٹنے کی وجہ سے پائلٹ کی طرح لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے۔ اس لئے ان کی چیکنگ کی ضرورت ہی

نہ تھی۔ اس سارے آپریشن کو مکمل ہونے میں صرف چند لمحے لگے تھے یوں جیسے کوئی شعبہ گرج حیرت انگیز شعبہ دکھاتا ہے اور سچوئیشن مکمل طور پر بدل چکی تھی۔ صفدر نے ساتھیوں کے ہاتھ کھولنے شروع کر دیئے۔ جب کہ عمران نے ہیلی کاپٹر کو نیچے نظر آنے والے جنگل میں علاقے میں اتارنا شروع کر دیا۔ اس جنگل کے علاقے کے بارے میں عمران اچھی طرح جانتا تھا۔ یہ تل ایب کے جنوب میں تقریباً ایک سو چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر تھا اور اس جنگل میں فلسطینیوں کی ایک ایسی خفیہ پناہ گاہ موجود تھی۔ جس کے بارے میں عمران اچھی طرح جانتا تھا۔ ہیلی کاپٹر تیزی سے نیچے اترتا چلا جا رہا تھا اور پھر جنگل کے اندر پہنچ کر عمران نے ایک چھوٹا سا جگر لگایا اور اس کے بعد ہیلی کاپٹر کو اس نے جنگل کے عین درمیان نسبتاً ایک خالی قطعے پر اتار دیا۔

”تم سب اندر ہی رہو گے“..... عمران نے مڑ کر کہا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے کود گیا۔ نیچے اتر کر اس نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اس کے حلق سے انتہائی بلند لیکن عجیب سی آواز نکلی۔ ایسی آواز جیسے دور جنگل میں کوئی لکڑ بھگڑ چننا ہو۔ دو تین بار ایسی آوازیں نکلنے کے بعد عمران ایک لمحے کے لئے خاموش رہا۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے انہیں مخصوص انداز میں ہوا میں اس طرح ہرایا جیسے اوپر سے نازل ہونے والی کسی آفت سے بچنے کی ناکام کوشش کر رہا ہو۔ ہیلی کاپٹر کی کھلی کھڑکیوں سے اس کے ساتھی صالح و عاصم اور سالم تینوں حیرت سے اسے یہ عجیب و غریب

حرکات کرتے دیکھ رہے تھے۔ انہیں یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے عمران اس جنگل میں پہنچتے ہی اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہو۔ لیکن چند لمحوں بعد وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ایک درخت کی اوٹ سے ایک فلسطینی نوجوان کسی جن کی طرح اچانک نمودار ہوا۔ اس کے جسم پر کمانڈوزیو نیفارم تھی اور اس کے ہاتھوں میں ایک عجیب ساخت کی چھوٹی مگر چوڑی نال والی گن تھی۔ وہ درخت کی اوٹ سے نکل کی بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف بڑھا اور اس نے ہاتھ میں موجود عجیب سی ساخت کی گن کا دہانہ اس کے سینے پر رکھ دیا۔ ان کے درمیان چند لمحوں تک عجیب و غریب الفاظ کا تبادلہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی وہ نوجوان مڑا اور جس حیرت انگیز انداز میں وہ نمودار ہوا تھا اسی حیرت انگیز انداز میں وہ درختوں کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔

”اب سب لوگ نیچے آجائیں۔ صفدر تم نام کو اور جولیا جیکی کو نیچے اتارے گی“..... عمران نے ہیلی کاپٹر کے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ نوجوان کون تھا اور یہ کیا تماشا ہے“..... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”صالح اور سالم نے شاید ان کے بارے میں سنا ہوا ہو۔ یہ ریڈ ٹاپ گروپ کہلاتا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ”کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ ریڈ ٹاپ۔ اودہ تو کیا ہم ریڈ ٹاپ کے علاقے میں موجود ہیں“..... کھلی کھڑکی سے نیچے کودتے ہوئے صالح

نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ سالم کا چہرہ بھی حیرت کی شدت سے بری طرح بگڑ گیا تھا۔

”ہاں۔ فلسطینیوں کا سب سے طاقتور اور سب سے خفیہ گروپ ریڈ ٹاپ کا ہیڈ کوارٹر اسی جنگل میں ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ عمران صاحب..... حیرت ہے کہ آپ نہ صرف ان کے بارے میں اس قدر تفصیل سے جانتے ہیں۔ حالانکہ فلسطینی تحریک مزاحمت گروپ کے اعلیٰ ترین افراد نے بھی ان کے بارے میں صرف کہانیاں ہی سنی ہوئی ہیں“..... صالح نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”انہیں جان بوجھ کر افسانوی حیثیت دی گئی ہے۔ ورنہ اس کے ممبرز عام لوگوں کے درمیان ہی رہتے ہیں۔ مجھے ایک بار یہاں خصوصی طور پر لایا گیا تھا اور یہاں میری ملاقات ریڈ ٹاپ کے چیف دانیال کے ساتھ ساتھ شاکر سرات صاحب سے بھی ہوئی تھی“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ابھی وہ نیچے اتر کر باتیں ہی کر رہے تھے کہ اچانک درختوں کی اوٹ سے دس کمانڈوز نمودار ہوئے جن کے آگے ایک لمبے قد اور چوڑے جسم کا آدمی تھا۔ جس کا چہرہ سرخ تانبے کا بنا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کی خوب صورت آنکھوں میں بے پناہ چمک تھی اور چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

”یہ دانیال ہے۔ ریڈ ٹاپ کا سربراہ“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے

سرگوشیاں لہجے میں کہا اور پھر خود تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دانیال سے بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔

”مجھے آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو یہاں دیکھ کر دلی مسرت ہو رہی ہے عمران صاحب“..... دانیال نے حیرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

اور عمران نے باری باری اپنے ساتھیوں کا تعارف کرانے کے ساتھ ساتھ صالح۔ عاصمہ اور سالم کا بھی تعارف کرایا۔ دانیال نے صالح اور سالم سے بھی بڑے گرمجوشانہ انداز میں مصافحہ کیا۔ النبتہ عاصمہ اور جولیا کے سامنے اس نے صرف تعظیمی انداز میں سر جھکایا۔

”یہ ہیلی کاپٹر تو اسرائیلی سیکرٹ سروس کا ہے“..... دانیال نے تعارف وغیرہ سے فارغ ہوتے ہی ہیلی کاپٹر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ نہ صرف ہیلی کاپٹر بلکہ سیکرٹ سروس کے نئے سربراہ مسٹر ٹام اور ان کی بیوی جیکی بھی تمہارے مہمان بنیں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دانیال بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر یک لخت بے پناہ حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے۔

”سیکرٹ سروس کے سربراہ۔ کیا مطلب“..... دانیال کے لہجے میں یقین نہ آنے والا تاثر تھا۔

”پہلے کسی محفوظ جگہ پر چلو دانیال..... میں صرف خیر سگالی کے اظہار کے لئے یہاں نہیں آیا۔ مجھے چند فوری اور ضروری کام بھی

نمٹانے ہیں۔..... عمران کا لہجہ یک لخت سرد اور خشک ہو گیا اور صالح اور سالم یوں چونک کر عمران کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ دانیال کے ساتھ بھی ایسا لہجہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے تو سن رکھا تھا کہ فلسطینیوں کا سب سے بڑا لیڈر شا کر سرات بھی ریڈ ٹاپ کے سربراہ کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے کی جرأت نہیں رکھتا۔ لیکن یہاں عمران کا لہجہ ایسے تھا جیسے دانیال اس کا ماتحت ہو۔

"اوہ اوہ۔ اچھا۔ آئیے۔ آئیے۔..... دانیال نے فوراً ہی کہا اور پھر وہ تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

"ان بے ہوش افراد کو تم اٹھا لو اور باقی افراد یہاں اس ہیلی کاپٹر کو گھسیٹ کر گھنے درختوں کے نیچے لے جائیں۔ تاکہ اوپر سے اسے چمک نہ کیا جاسکے۔..... دانیال نے انتہائی تحکمانہ لہجے میں اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر خود آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک وسیع و عریض زیر زمین پناہ گاہ میں موجود تھے عمران نے راستے میں ہی اسے مختصر طور پر اچانک پیش آنے والے واقعات بتا دیئے تھے۔

"مطلب ہے۔ آپ چھاؤنی میں گھس کر اس سپیشل سیل کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور اس لئے آپ پوری ٹیم کو لے کر یہاں آئے ہیں۔" دانیال نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہ تو معمولی سی بات تھی۔ آپ ہمیں حکم دیتے تو ہم اس سپیشل سیل کو دس بار تباہ کر دیتے۔ میں سمجھا تھا کہ آپ سنیک سرکل کے لئے اس چھاؤنی میں جانا چاہتے ہیں۔..... دانیال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنیک سرکل۔ وہ کیا ہے۔..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تو آپ کو اصل بات کا علم نہیں ہے۔ یہ چھاؤنی تو صرف حفاظت کے لئے بنائی گئی ہے۔ اصل میں چھاؤنی کے نیچے اسرائیل کی ایک ایسی لیبارٹری موجود ہے۔ جہاں انتہائی جدید ترین جنگی ہتھیاروں پر ریسرچ ورک ہو رہا ہے۔ اس لیبارٹری کو اسرائیل نے ایکرمیا سے بھی خفیہ رکھا ہوا ہے۔ اسے وہ لوگ کوڈ میں سنیک سرکل کہتے ہیں اور اسرائیل کے اعلیٰ سطح کے صرف چند افراد کے علاوہ اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے۔ میں نے اس بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں۔ ان سے اتنا ہی سچہ چل سکا ہے اور انہوں نے اس لیبارٹری پر نہ صرف اپنے تمام وسائل جھونک دیئے ہیں۔ بلکہ پوری دنیا کے مالدار یہودیوں سے بھاری رقومات وصول کر کے اسرائیل اس لیبارٹری میں ہونے والی ریسرچ پر خرچ کر رہا ہے۔..... دانیال نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھ گیا۔ سنیک سرکل کا آئیڈیا انہوں نے یقیناً اس عظیم یہودی سلطنت کے نقشے سے لیا ہوگا۔ جس کے گرد ایک سانپ کو لپیٹے

ہوئے دکھایا گیا تھا۔"۔ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "آپ کا خیال درست ہو سکتا ہے۔ ویسے ہم نے بے پناہ کوششیں
 کی ہیں کہ اس سنیک سرکل کے کسی ایسے آدمی کو ٹریس کیا جاسکے۔
 جس کا تعلق براہ راست اس لیبارٹری سے ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکا
 "۔ دانیال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو سنیک سرکل کے بارے میں معلومات کیسے حاصل
 ہوئیں"۔ عمران نے دلچسپی لیتے ہوئے پوچھا۔

"اے آپ اتفاق کہہ سکتے ہیں۔ دو سال پہلے ریڈ ٹاپ کے ایک شخص
 نے اسرائیل کے صدر اور وزیراعظم کے درمیان ہونے والی ایک خفیہ
 بات چیت کا ٹیپ حاصل کر لیا۔ اس میں سنیک سرکل کے بارے میں
 بات ہوئی تھی۔ لیکن صرف اس حد تک کہ سنیک سرکل کے چیف
 ڈاکٹر وائٹ نے جو جدید ہتھیار سنگل ڈراپ تیار کیا ہے۔ اس کا تجربہ
 حد کامیاب رہا ہے اور اس تجربے کی کامیابی نے عظیم اسرائیلی ریاست
 کے خواب کو جلد از جلد پورا کرنے کی راہ ہموار کر دی ہے۔ ظاہر ہے
 اس ٹیپ نے ہمیں تشویش میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ ہم نے اس کی جھان
 بین شروع کر دی۔ بے پناہ تگ و دو کے بعد بس اس قدر معلومات
 حاصل ہو سکی ہیں۔ جو میں نے آپ کو بتائی ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ
 معلوم نہیں ہو سکا۔ ہم نے اس چھاؤنی میں بھی اپنے منبر بھیجے لیکن
 معلوم ہوا کہ چھاؤنی کے اعلیٰ ترین فوجی افسران کو بھی اس لیبارٹری
 کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ البتہ ایک آدمی میجر ڈوم کے

بارے میں سچہ چل سکا ہے کہ اس کا تعلق لیبارٹری سے ہے۔ اسے ہم
 اغوا کرنے کا پلان بنا ہی رہے تھے کہ وہ اچانک غائب ہو گیا اور آج
 تک پھر اس کا کچھ سچہ نہیں چل سکا کہ اس کا کیا ہوا..... دانیال نے
 تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن لیبارٹری میں بہر حال کام تو ہو ہی رہا ہوگا۔ اس کے لئے
 مشینری خام مال اور دوسری ضروری اشیاء تو حاصل کی جاتی ہوں گی۔"
 عمران نے کہا۔

"ظاہر ہے۔ لیکن انہوں نے کوئی ایسا خفیہ سیٹ اپ بنایا ہوا ہے
 کہ جو کسی بھی صورت میں ٹریس نہیں ہو رہا۔ بہر حال ہم اپنی
 کوششوں میں لگے ہوئے ہیں۔ کبھی نہ کبھی تو بہر حال کامیاب ہو ہی
 جائیں گے"..... دانیال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چھاؤنی کا انچارج کون ہے"..... عمران نے چند لمحے خاموش
 رہنے کے بعد پوچھا۔

"آپ کو تو معلوم ہی ہوگا عمران صاحب کہ اسرائیلی فوج میں سب
 سے بڑا عہدہ کرنل کا ہوتا ہے۔ اس چھاؤنی کا انچارج کرنل لارک ہے
 ہم نے اسے بھی اپنے مخصوص ذرائع سے ٹھولا ہے۔ وہ بھی اس
 لیبارٹری سے بے خبر ہے"۔ دانیال نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے سپیشل سیل سے زیادہ اہمیت سنیک سرکل کی
 ہے۔ اگر سنیک سرکل کو تباہ کر دیا جائے تو اسرائیل پر انتہائی کاری
 ضرب لگائی جاسکتی ہے۔ ایسی ضرب جس کے زخم وہ نجانے کب تک

چاٹتا رہ جائے گا"..... عمران نے کہا تو دانیال کا چہرہ قرط مسرت سے چمک اٹھا۔

"اوہ اوہ۔ کیا آپ واقعی اس مشن پر کام کریں گے....." دانیال نے اتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیوں۔ کیا ہمیں نہیں کرنا چاہئے"..... عمران نے کہا۔

"یہ بات نہیں عمران صاحب۔ اصل بات یہ ہے کہ جب ہم بے

پناہ کوششوں کے باوجود سنیک سرکل کے خلاف کوئی کامیابی حاصل

نہ کر سکے۔ تو میں نے ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں جناب شاکر سرات

صاحب کو یہ تجویز پیش کی کہ اس مشن پر کام کرنے کے لئے پاکیشیا

سیکرٹ سروس سے بات کی جائے۔ لیکن شاکر سرات صاحب نے کہا

کہ ہمیں بھی کچھ کرنا چاہئے اور ہر بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تکلیف

نہیں دینی چاہئے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے انکار کر دیا

تو ہماری بے حد سبکی ہوگی۔ چنانچہ ہم خاموش ہو گئے۔ لیکن ہمارا دل

چاہتا تھا کہ آپ اس مشن پر کام کریں۔ سنیک سرکل اس وقت

اسرائیل کی ریڑھ کی ہڈی بن چکا ہے۔ اگر اس کی ریڑھ کی ہڈی ہٹ

جائے تو یوں سمجھیں اسرائیل کی آدھی سے زیادہ طاقت کا خاتمہ ہو

جائے گا۔ اس لئے جب مجھے اطلاع ملی کہ آپ صاحبان یہاں اچانک

تشریف لائے ہیں۔ تو سب سے پہلا خیال مجھے یہی آیا کہ شاکر سرات

صاحب نے یقیناً اس مشن کے لئے آپ کی خدمات حاصل کی ہوں گی

لیکن جب آپ نے سپیشل سیل کی بات کی تو مجھے بے حد مایوسی ہوئی۔

لیکن اب آپ نے جب خود اس مشن پر کام کرنے پر آمادگی ظاہر کی ہے تو یقین کریں میرا دل بلیوں اچھل رہا ہے....." دانیال نے اتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"ہم یہاں آئے تو سپیشل سیل کے لئے تھے۔ کیونکہ اس سپیشل

سیل کے ذریعے اسرائیل ہمارے ایک دشمن ہمسایہ ملک کے ساتھ

مل کر پاکیشیا میں دہشت گردی کی کارروائیوں میں ملوث ہے اور اس

کی پلاننگ بہت لمبی چوڑی ہے۔ لیکن یہاں پہنچنے کے بعد ہمیں یہ سمجھ

نہ آ رہی تھی کہ ہم اس مشن کی تکمیل کیسے کریں۔ کیونکہ ایک بار

سپیشل سیل کو تباہ کرنے سے مسئلہ مستقل طور پر تو حل نہیں ہو

سکتا۔ وہ لوگ دوبارہ بھی تو ایسا سیل قائم کر سکتے ہیں۔ بہر حال ہم کام

میں لگے ہوئے تھے۔ لیکن اب آپ سے سنیک سرکل کے بارے میں

سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ اگر اس لیبارٹری کو تباہ کر دیا جائے تو

اسرائیل کو خاصا بڑا نقصان پہنچایا جاسکتا ہے۔ سپیشل سیل کے بارے

میں تو بعد میں بھی سوچا جاسکتا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

"اس بارے میں آپ بے فکر رہیں۔ ہمیں بھی اس سپیشل سیل

کے بارے میں اطلاعات ملی تھیں۔ چونکہ پاکیشیا کو ہم اپنا دوسرا وطن

سمجھتے ہیں۔ اس لئے جناب شاکر سرات صاحب نے اس سلسلے میں

ایک خاص گروپ کی ڈیوٹی لگا دی ہے کہ وہ اس سپیشل سیل میں تیار

کئے جانے والے افراد کا کھوج لگا کر ان کا خاتمہ کرنے کا مشن مکمل

صدیقی کا قد و قامت اور جسامت ٹام سے خاصی ملتی جلتی تھی۔ اسی لئے
ہی تو وہ اسے اپنے ساتھ لے جا رہا تھا۔

کرے اور وہ گروپ جس کا چیف ابو عبید ہے۔ اس سلسلے میں کافی
پیش رفت بھی کر چکا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں ابو عبید کو یہاں بلوا کر
اس سے آپ کی ملاقات بھی کر سکتا ہوں۔..... دانیال نے کہا۔

”ضرور۔ میں ضرور ابو عبید سے ملوں گا۔ لیکن ابھی نہیں۔ سنیک
سرکل کے خاتمے کے بعد۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
دانیال نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”جیسے آپ چاہیں۔ لیکن سنیک سرکل کے سلسلے میں آپ کام کی ابتداء
کیسے کریں گے۔..... دانیال نے کہا۔

”اس کے لئے پہلے مجھے سیکرٹ سروس کے نئے چیف ٹام سے
تفصیلی مذاکرات کرنے پڑیں گے۔ اس کے بعد کوئی لائحہ عمل ہو جو
گا۔..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹام اور اس عورت کو میں نے ایک خصوصی کمرے میں پہنچا دیا
ہے۔ اگر آپ یہاں اس سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں تو میں اسے
یہیں بلوا لیتا ہوں۔“ دانیال نے بھی اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ آخر وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے۔ ہمیں خود اس کے
پاس جانا چاہئے۔ صدیقی تم میرے ساتھ آؤ۔ باقی سا تھی فی الحال آرا
کریں گے۔..... عمران نے صدیقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

صدیقی تیزی سے آگے بڑھ کر عمران کے قریب آکھڑا ہوا۔ اس کے
آنکھوں میں چمک ابھرائی تھی۔ کیونکہ اتنی بات تو وہ بھی سمجھ گیا تھا کہ

کرسی پر وزیراعظم بیٹھ گئے اور ان کے بیٹھنے کے بعد وہ تینوں بھی خاموشی سے اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”اس خصوصی میٹنگ کی وجہ ایک ایسے خطرے سے نمٹنا ہے۔ جو اسرائیل کے لئے انتہائی خوف ناک حد تک خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔“ صدر نے پراسرار سے لہجے میں کہا اور وہ تینوں حیرت سے صدر کے چہرے کو دیکھنے لگے۔

”آپ حضرات جانتے ہیں کہ اس پوری دنیا میں سنیک سرکل کے بارے میں سوائے ہم پانچ افراد کے اور کسی کو اس کا تفصیلی علم نہیں ہے اور میں نے جس خطرے کی بات کی ہے وہ سنیک سرکل کے سلسلے میں ہی ہے۔“..... صدر نے کہا۔

”کیا آپ اس خطرے کی وضاحت فرمائیں گے جناب صدر۔“..... ایک ادھیڑ عمر آدمی نے جس کی ناک طوطے جیسی تھی۔ بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”پرائم منسٹر صاحب آپ کو ضروری پس منظر سے آگاہ فرمائیں گے۔“ صدر نے وزیراعظم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جیسا کہ آپ حضرات جانتے ہیں کہ سنیک سرکل لیبارٹری میں ایک ایسے ہتھیار پر کام ہو رہا ہے۔ جس کی تکمیل کی صورت میں اسرائیل دنیا کے باقی ممالک تو ایک طرف رہے۔ ایکریمیا اور روسیہ جیسی عظیم مملکتوں پر بھی چشم زدن میں قبضہ کر سکتا ہے۔ اس ہتھیار کی تیاری میں نہ صرف اسرائیل نے اپنے تمام وسائل جھونک دیئے ہیں

پریزیڈنٹ ہاؤس کے ایک خصوصی کمرے میں اس وقت گہری خاموشی طاری تھی۔ یہاں ایک میز کے گرد پانچ کرسیاں موجود تھیں۔ جن میں سے تین کرسیوں پر تین ادھیڑ عمر افراد خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ دو کرسیاں خالی تھیں۔ وہ تینوں آپس میں کوئی بات چیت کرنے کی بجائے خاموش بیٹھے اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے۔ سچند لمحوں بعد ہلکی سی مترنم گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ سب یہ آواز سننے پر چونک کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کی نظریں کمرے کے کونے پر موجود ایک دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ سچند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور اس میں سے پہلے اسرائیل کے صدر اور ان کے پیچھے وزیراعظم اندر داخل ہوئے۔ وہ دونوں باوقار انداز میں چلتے ہوئے آگے بڑھے۔

”تشریف رکھیے۔“..... صدر نے گھمبیر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ خود بھی ایک خالی کرسی پر بیٹھ گئے۔ ان کے ساتھ

بلکہ دنیا بھر کے مالدار یہودیوں سے بھی بھاری رقومات اس سلسلے میں ایک باقاعدہ نظام کے تحت حاصل کر کے استعمال میں لائی جا رہی ہیں۔ یہ ہتھیار جس کا کوڈ نام سنگل ڈراپ ہے۔ یا ایس۔ ڈی ہے۔ یہ ہتھیار اب تکمیل کے قریب ہے۔ ہم نے اس لیبارٹری اور اس ہتھیار کو خفیہ رکھنے کے لئے بے پناہ تنگ و دو کی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ اکیبریمیا اور روسیہ کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ لیکن اب ایک ایسی رپورٹ ہمیں ملی ہے۔ جس نے ہمیں بے پناہ تشویش میں مبتلا کر دیا ہے اور وہ رپورٹ یہ ہے کہ دنیا کی سب سے خطرناک سیکرٹ سروس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں تک اس کی بھٹک پہنچ چکی ہے اور آپ جانتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اگر سنیک سرکل کی تباہی کے درپے ہو گئی تو ہمارے لئے بے پناہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی اور اگر وہ لوگ اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے یعنی سنیک سرکل کو اس موقع پر تباہ کر دیا گیا تو پھر یہ اسرائیل کے لئے اور پوری دنیا کے یہودیوں کے لئے قدر نقصان ہو گا کہ شاید اس کا ازالہ ہی ممکن نہ ہو سکے۔ وزیراعظم نے کہا۔

”لیکن جناب پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اسرائیل میں داخل ہونے سے تو روکا جاسکتا ہے۔ آخر وہ لوگ انسان ہی ہیں مافوق الفطرت تو نہیں ہیں۔“ ایک اور گنہ سر والے آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”انہیں داخل ہونے سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ لیکن

وہ جہاں نہ صرف داخل ہو گئے بلکہ ان کی وجہ سے ہماری سیکرٹ سروس کا بھی خاتمہ ہو گیا ہے اور ہمیں مجبوراً ہنگامی طور پر ایک بالکل نئی سیکرٹ سروس قائم کرنی پڑی ہے۔“ وزیراعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی آمدستی۔ پی۔ ٹی۔ کی بمباری اور سیکرٹ سروس کے خاتمے تک کی پوری تفصیل بتا دی اور صدر کے علاوہ وہاں موجود وہ تینوں افراد حیرت سے منہ پھاڑے یہ سب کچھ سنتے رہے۔

”اب آپ تازہ ترین رپورٹ بھی سنئے۔“ وزیراعظم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد دوبارہ بولتے ہوئے کہا۔

”جی۔ پی۔ ٹی۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ اور سیکرٹ سروس کے نئے چیف نام نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خفیہ ٹھکانے کا کھوج لگا لیا۔ یہ لوگ قصبہ ابو نجم کے ایک مکان میں چھپے ہوئے تھے۔ وہاں دونوں تنظیموں نے چھاپہ مارا۔ لیکن وہ وہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن ان کا سراغ لگا لیا گیا۔ وہ وہاں سے کچھ دور فلسطینیوں کی ایک خفیہ زیر زمین پناہ گاہ میں چھپے ہوئے تھے۔ سیکرٹ سروس نے ایکشن لیتے ہوئے اس خفیہ پناہ گاہ پر میزائل برسائے اور اسے تباہ کر دیا اور اس کے بلے میں سے انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سارے ارکان بے ہوشی کے عالم میں مل گئے۔ سیکرٹ سروس کے سیکنڈ چیف میجر میری نے ان کے فوری خاتمے کی سفارش کی۔ لیکن نئے چیف نام نے اس مشورے کو رد کر دیا۔ وہ انہیں زندہ صدر صاحب اور میرے

”لیکن جناب اس سے سنیک سرکل کو خطرہ کیسے پیدا ہو گیا۔ آپ نے بتایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سپیشل سیل کے خاتمے کے مشن پر یہاں آئی ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ سپیشل سیل کے خلاف ہی کام کرے گی کرتی رہے۔“..... تمیرے لمبے قد لیکن دبے پتلے آدمی نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

”مسٹر جو فکسی۔ مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔“..... وزیراعظم نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”سوری سر.....“ اس لمبے قد اور دبے پتلے آدمی نے فوراً ہی معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

”سپیشل سیل اسی چھاؤنی میں قائم کیا گیا تھا۔ جس کے نیچے سنیک سرکل ہے۔ لیکن چونکہ چھاؤنی اور سنیک سرکل کے درمیان کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اس لئے اس بارے میں ہمیں کوئی تشویش نہ تھی۔ لیکن اب یہ تشویش ایک رپورٹ سے پیدا ہوئی ہے اور وہ رپورٹ چھاؤنی سے صدر مملکت کو براہ راست بھیجی گئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ ٹام سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر میں سوار اپنے ایک ساتھی کے ساتھ چھاؤنی پہنچا اور اس نے چھاؤنی کے انچارج کرنل لارک سے خفیہ ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ چنانچہ کرنل لارک ٹام اور اس کے ساتھی کو خصوصی میٹنگ روم میں لے گیا۔ لیکن اس بند اور محفوظ کمرے میں پہنچتے ہی کرنل لارک کو اچانک قابو کر کے اسے بے بس کر دیا گیا اور اس کے بعد کرنل لارک

سلمنے پیش کرنا چاہتا تھا۔ جی۔ پی۔ فائیو کے کرنل ڈیوڈ نے بھی کوشش کی کہ ان کا فوری خاتمہ کر دیا جائے لیکن ٹام نے اس کی بات بھی نہ مانی اور کرنل ڈیوڈ اور جی۔ پی۔ فائیو کے آدمیوں کو واپس بھیج دیا۔ پھر میجر ہیری کے مشورے پر اس نے ہیڈ کوارٹر سے ہیلی کاپٹر منگوایا۔ اس دوران یہ سب افراد ہوش میں آچکے تھے۔ لیکن ان کے ہاتھ عقب میں باندھ کر انہیں بے بس کر دیا گیا تھا۔ ٹام کے ساتھ اس کی بیوی جیکی بھی تھی۔ کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کھوج لگانے میں اس نے بنیادی کردار ادا کیا تھا۔ بہر حال اس بندھی ہوئی حالت میں انہیں ہیلی کاپٹر پر سوار کرایا گیا۔ ٹام اس کی بیوی جیکی اور سیکرٹ سروس کے دو مسلح آدمی ان کے ساتھ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے جب کہ میجر ہیری سیکرٹ سروس کے دوسرے افراد کے ساتھ جیسوں میں واپس ہیڈ کوارٹر آئے۔ اور کرنل ڈیوڈ چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اس نے اس ہیلی کاپٹر کا باقاعدہ تعاقب کیا اور اس کی نگرانی کی۔ ہیلی کاپٹر تل ایسب کی طرف آ رہا تھا کہ اچانک اس کا رخ مڑا اور وہ انتہائی تیز رفتاری سے جنوب کی طرف ٹکل کر ان کی نظروں سے غائب ہو گیا اور اس کے بعد باوجود بے پناہ کوششوں کے اب تک اس ہیلی کاپٹر کا سراغ نہیں لگایا جاسکا اور نہ ہی سیکرٹ سروس کا سربراہ ٹام۔ اس کی بیوی جیکی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کوئی سراغ مل سکا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے وہ سب اچانک فضا میں تحلیل ہو گئے ہوں۔“..... وزیراعظم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا

پر انتہائی خوف ناک قسم کا تشدد کر کے اس سے چھاؤنی کے نیچے موجود سنیک سرکل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن چونکہ کرنل لارک اس کے وجود سے ہی بے خبر تھا۔ اس لئے یہ لوگ اس سے کچھ حاصل نہ کر سکے چنانچہ کرنل لارک کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس کے بعد ان دونوں نے آپس میں ایسی گفتگو کی جس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اس کے بعد انہوں نے کرنل لارک کے خصوصی دفتر کی تلاشی بھی لی اور پھر وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو کر واپس چلے گئے۔ بعد میں کرنل لارک کی لاش دریافت ہوئی۔ تب چھاؤنی والوں کو اس واقعے کا علم ہوا۔ چونکہ وہاں خفیہ سسٹم موجود ہے کہ چھاؤنی ہیڈ کوارٹر میں ہونے والی ہر قسم کی گفتگو ٹیپ کر لی جاتی ہے۔ بلکہ فلم بھی تیار ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ کرنل لارک کی لاش ملنے کے بعد چھاؤنی کے سیکنڈ انچارج ڈسٹریکٹ نے فوری طور پر وہ ٹیپ اور فلم حاصل کی۔ تب اصل صورت حال سامنے آئی۔ اس کے بعد کرنل ڈسٹریکٹ نے یہ ٹیپ اور فلم اپنی رپورٹ کے ساتھ فوری طور پر براہ راست صدر مملکت کو بھجوائی جس کے نتیجے میں یہ ہنگامی اور خصوصی میٹنگ کال کی گئی ہے۔..... وزیراعظم نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا اور ان کے ان آخری فقرات کو سن کر میٹنگ میں موجود تینوں افراد کے چہروں پر پریشانی اور تشویش کے واضح آثار نمودار ہو گئے۔

”اس کا مطلب ہے کہ سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ نام اور اس کی

ہیلی اس ہیلی کاپٹر سمیت پاکیشیا سیکرٹ سروس کے قابو چڑھ گئے ہیں لیکن کیا نام کو سنیک سرکل کے بارے میں علم تھا..... طوطے کی ناک والے نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بات کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اسے اس بارے میں قطعی علم نہیں تھا اور نہ ہو سکتا تھا۔ میں نے اور صدر صاحب نے بھی اس پوائنٹ پر غور کیا ہے کہ آخر پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں کو سنیک سرکل کا اچانک علم کیسے ہو گیا بہت غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس ہیلی کاپٹر پر قبضے کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس والے فلسطینیوں کے سب سے خطرناک گروپ ریڈ ٹاپ کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ کیونکہ کچھ عرصہ پہلے ایسے ہی اڑتی اڑتی خبریں ملتی رہی تھیں کہ ریڈ ٹاپ کو سنیک سرکل کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم ہے اور وہ اس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن ہم اپنی جگہ مطمئن تھے کہ ریڈ ٹاپ یا کوئی بھی گروپ کسی صورت میں سنیک سرکل تک پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کی بات دوسری ہے۔ یہ انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں۔ اس لئے اب ہمیں سنیک سرکل شدید خطرے میں محسوس ہو رہا ہے۔..... وزیراعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ حضرات نے پوری تفصیل سن لی ہے۔ اب آپ فرمائیں کہ اس سلسلے میں کون سے ایسے اقدامات کئے جائیں کہ سنیک سرکل کو یقینی طور پر اس خطرناک ترین گروپ سے بچایا جاسکے“..... صدر

مملکت نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔
لیکن تینوں میں سے کسی نے ان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ان
سب کی پیشانیوں پر شکستیں ابھری ہوئی تھیں اور صاف ظاہر ہو رہا تھا
کہ وہ گہری سوچ میں غرق ہیں۔ لیکن ذہنی طور پر کسی نتیجے پر پہنچنے میں
کامیاب نہیں ہو رہے۔

”مسٹر فریڈرک۔ آپ ڈیفینس سیکورٹی کے سربراہ ہیں اور یہ
معاملہ براہ راست آپ کے ادارے سے متعلق ہے۔ اس لئے آپ
فرمائیں کہ اب کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔“..... صدر مملکت نے
طوطے کی ناک والے ادھیر عمر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سر۔ بنیادی بات تو یہ ہے کہ ہمیں بہر صورت پاکیشیا سیکورٹ
سروس کا فوری خاتمہ کرنا ہے۔ کیونکہ نہ ہی لیبارٹری کو بند کیا جاسکتا
ہے اور نہ اسے شفٹ کیا جاسکتا ہے۔ گو لیبارٹری کے حفاظتی
انتظامات اس قدر سخت اور جدید ہیں کہ یہ لوگ اس کے اندر کسی
صورت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ لیکن پھر بھی ان کا فوری خاتمہ انتہائی
ضروری ہے۔ ورنہ لیبارٹری کو کوئی نقصان پہنچے یا نہ پہنچے۔ اس کا راز
افشا ہو جائے گا اور ایکریمیا اور روسیہ کے ایجنٹوں تک اگر اس کا
بھٹک پہنچ گئی تو ہمارے لئے بے پناہ پریشانیاں پیدا ہو جائیں گی۔
فریڈرک نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

”مسٹر جیمسن۔ آپ تمام دفاعی لیبارٹریوں اور فیکٹریوں کے
انچارج ہیں۔ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں۔“..... صدر مملکت نے

فریڈرک کے ساتھ بیٹھے ہوئے بھاری بدن کے آدمی سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”جناب صدر..... سنیک سرکل ہر لحاظ سے انتہائی محفوظ لیبارٹری
ہے۔ یہ تمام کی تمام کمپیوٹرائزڈ ہے۔ صرف ڈاکٹر وائٹ کی سرکردگی میں
چار سائنسدانوں کی ٹیم اس میں کام کرتی ہے اور یہ پانچوں کے پانچوں
لیبارٹری کے ایک ایسے حصے میں رہتے ہیں جہاں سے لیبارٹری میں
کسی طرح بھی داخل نہیں ہو سکتے۔ لیبارٹری کا اپنا سیلف ڈیفینسنگ
سسٹم ہے۔ جسے دنیا کا جدید ترین ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کرتا ہے۔ اس
لئے میرا خیال ہے۔ اس معاملے میں کسی تشویش کی ضرورت نہیں ہے
البتہ جی۔ پی۔ فائیو۔ سیکرٹ سروس یا کسی دیگر اس قسم کی ایجنسی کو
آپ سخت ہدایات دے دیں کہ وہ ہر صورت میں پاکیشیائی ایجنٹوں کا
خاتمہ کر دیں۔ آخر یہ لوگ اسرائیل میں ہی موجود ہیں آسمان پر تو
نہیں چڑھ گئے۔ اگر صحیح سمت میں کام کیا جائے۔ تو ان کا خاتمہ کیا جا
سکتا ہے۔“..... جیمسن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مسٹر جو فسکی۔ آپ دفاعی مشیر ہیں۔ آپ کی اس بارے میں کیا
راے ہے۔“..... صدر مملکت نے لمبے اور دبلے پتلے آدمی کی طرف
دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے جناب کہ یہ پاکیشیائی ایجنٹ خطرناک
لوگ ہیں۔ ان سے لیبارٹری کو حقیقی خطرہ درپیش ہے۔ ہمیں اسے
عام گروپ کی طرح ذیل نہیں کرنا چاہئے۔ بلکہ اس کے خلاف جی۔ پی۔

ان کی مخبری کر رہے ہوں گے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کے خاتمے کے لئے کوئی ایسا نیا گروپ تشکیل دیا جائے۔ جس کے بارے میں نہ تو فلسطینی گروپوں کو علم ہو۔ نہ جی۔ پی۔ فائیو کو اور نہ سیکرٹ سروس کو۔ وہ اچانک انہیں چھاپ لے اور انہیں سختی سے حکم دے دیا جائے کہ وہ انہیں بغیر کوئی وقت ضائع کئے موت کے گھاٹ اتار دے۔ جو ففسکی نے جواب میں پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ نیا گروپ انہیں تلاش کیسے کرے گا۔“ اس بار صدر مملکت نے پوچھا۔

”جناب مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ بہر حال سنیک سرکل کو تلاش کر لیں گے۔ اس لئے اگر یہ گروپ سنیک سرکل کے گرد خفیہ پہرہ دینا شروع کر دے تو ایک روز ان کا ٹکراؤ بہر حال ان لوگوں سے ہو ہی جائے گا۔“ جو ففسکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔۔۔۔۔ اس طرح اس گروپ کے سامنے سنیک سرکل کا راز افشا ہو جائے گا۔ جب کہ میں اسے کسی صورت میں بھی کسی دوسرے پر افشا نہیں کرنا چاہتا۔ جس قدر کم لوگوں کو اس کا علم ہو گا اس قدر ہی یہ لیبارٹری محفوظ رہے گی۔“ صدر نے دو ٹوک اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”جناب جو ففسکی کی تجویز بے حد عمدہ ہے۔ لیکن میں اس میں ایک ترمیم کرنا چاہتا ہوں۔“ فریڈرک نے کہا۔

”کھل کر بات کرو مسٹر فریڈرک۔“ صدر مملکت نے چونک کر

فائیو تشکیل دینا چاہئے۔“ جو ففسکی نے کہا۔

”اس کی کیا ضرورت ہے۔“ وزیراعظم نے چونک کر پوچھا۔

”جناب میں نے ان کے متعلق بہت کچھ سنا ہوا ہے۔ کرنل ڈیوڈ گون ان لوگوں سے کئی بار ٹکرا چکا ہے۔ لیکن اس میں جانتا ہوں کہ یہ لوگ کرنل ڈیوڈ یا جی۔ پی۔ فائیو کے بس کا روگ نہیں ہیں۔ جس طرح آپ کو معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس کا چیف جم مارکر جو ان لوگوں کی ٹکر کا تھا۔ جی۔ پی۔ فائیو سے ٹکراؤ اور اتفاقی حادثے کی وجہ سے ختم ہو گیا ہے۔ وہ اب ہسپتال میں مفلوج اور بے بس پڑا ہوا ہے۔ اسے نہ تو موت آتی ہے اور نہ زندگی اس کے قریب آتی ہے۔ وہ پنڈولم کی طرح موت اور زندگی کے درمیان لٹک رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے قومی سلامتی کے ادارے کے چیف ڈاکٹر ہڈسن کے کہنے پر نام کو سیکرٹ سروس کا نیا سربراہ بنا دیا۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ نام کا کیا حشر ہوا۔ اسے چونکہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کی صلاحیتوں کا کوئی علم نہ تھا۔ اس لئے اس نے انہیں پکڑ لینے کے باوجود انہیں عام ایجنٹ سمجھا اور چھاونی میں نام کے روپ میں پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے پہنچ جانے کا مطلب بھی یہی نکلتا ہے کہ نام ان کے قبضے میں ہے۔ یا پھر انہوں نے اسے ہلاک کر دیا ہو گا۔ اس طرح یہ دونوں تنظیمیں ان کے سامنے ہیں اور وہ پوری طرح ان سے ہوشیار ہوں گے۔ فلسطینی گروپ بھی ان کی بھرپور مدد کر رہے ہیں اور یقیناً ان دونوں تنظیموں کے مقابلے کیلئے وہ

کرنل ڈیوڈ بہر حال ان لوگوں کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا۔ ویسے بھی اصل سیکرٹ سروس ختم ہو چکی ہے اور جو نیا گروپ بنایا گیا ہے۔ اس کا حشر آپ نے دیکھ لیا ہے۔..... جیمسن نے کہا۔

”میں جیمسن کی بات کی تائید کرتا ہوں جناب۔..... جو فسکی نے فوراً جیمسن کی بات کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

”جناب صدر..... میجر ہیری اب کرنل ڈیوڈ کے ساتھ کام نہ کر سکے گا اور میجر ہیری کے تجربے سے ہمیں فائدہ بھی اٹھانا چاہئے۔ اس لئے اگر ہم میجر ہیری کو سیکرٹ سروس کا چیف بنادیں اور فوری طور پر سپیشل سیل کے خاتمے کا باقاعدہ اعلان کر دیں۔ تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس مطمئن ہو جائے۔ ہو سکتا ہے وہ لوگ اس پر اکتفا کر کے واپس چلے جائیں..... سپیشل سیل کے افراد کو التبتہ فوری طور پر سیکرٹ سروس میں شامل کیا جاسکتا ہے۔..... وزیراعظم نے تجویز پیش کرتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی رائے مجھے تسلیم ہے۔ لیکن آپ براہ راست سیکرٹ سروس کے انچارج ہوں گے۔ ان سے باقاعدہ رپورٹ لیں گے اور انہیں احکامات دیں گے اور میں جی۔ پی۔ فائیو کو براہ راست کنٹرول کروں گا اور آپ کا اور میرا تو بہر حال رابطہ ہے ہی۔ اس طرح ہمیں ساتھ ساتھ ساری کارروائی کا بھی علم ہوتا رہے گا اور ہم ضروری احکامات بھی بروقت دے سکیں گے۔..... صدر مملکت نے کہا۔

”یس سر۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمیں ڈاکٹر وائٹ کو بھی اس معاملے

فریڈرک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”جناب سیکرٹ سروس کا نیا چیف ٹام تو ایک لحاظ سے ختم ہو چکا ہے۔ جب کہ اس کا سینڈ چیف میجر ہیری پہلے کرنل ڈیوڈ کا نمبر ٹو تھا۔ اس لحاظ سے اسے بھی کرنل ڈیوڈ کی طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نکلوانے کا بخوبی تجربہ ہے۔ آپ میجر ہیری کو سیکرٹ سروس کا نیا چیف بنادیں اور نیا گروپ بنانے کی بجائے میجر ہیری کی سرکردگی میں کوئی ایسا گروپ تیار کریں جو وسیع پیمانے پر مخبری کا کام کرے۔ تو مجھے یقین ہے کہ میجر ہیری ان لوگوں سے باآسانی نمٹ لے گا۔“ فریڈرک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جناب میرا خیال مسٹر فریڈرک سے مختلف ہے۔..... اچانک جیمسن نے بولتے ہوئے کہا۔

”بولیئے۔..... صدر نے فوراً اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”جناب کرنل ڈیوڈ نے کئی بار پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ آپ نے خود بتایا ہے کہ ٹام کے ساتھ ساتھ کرنل ڈیوڈ نے بھی ان کا کھوج نکال لیا تھا۔ لیکن پر اہم یہ ہے کہ دونوں ادارے ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کے خلاف چلتے ہیں۔ جی۔ پی۔ فائیو کے پاس مخبروں کا وسیع جال پہلے سے موجود ہے۔ خاص طور پر فلسطینیوں میں اس کے بے شمار مخبر موجود ہیں۔ اس لئے اگر سیکرٹ سروس کو ختم کر کے صرف اکیلی جی۔ پی۔ فائیو کو آگے بڑھایا جائے تو مجھے یقین ہے کہ

میں بریف کر دینا چاہئے۔ تاکہ وہ اور زیادہ محتاط اور ہوشیار ہو جائے۔
..... وزیراعظم نے کہا اور صدر مملکت نے اثبات میں سرہلایا اور پھر
وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ میٹنگ درخواست ہونے کا کاشن تھا
اس لئے ان کے اٹھتے ہی وزیراعظم سمیت باقی افراد بھی اٹھ کر کھڑے
ہو گئے اور پھر صدر مملکت مڑے اور اسی دروازے کی طرف بڑھنے لگے
جہاں سے وہ آئے تھے۔ وزیراعظم بھی مودبانہ انداز میں ان کے پیچھے
چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

کرنل ڈیوڈ اپنے دفتر میں بے انتہائی بے چینی اور اضطراب کے عالم
میں ٹہل رہا تھا۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے صدر مملکت سے مل کر آیا تھا
اور صدر مملکت نے اسے خصوصی میٹنگ میں ہونے والی تمام
کارروائی سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ حکم بھی دیا تھا کہ وہ پاکیشیا
سیکٹ سروس کا خاتمہ ہر صورت میں جی۔ پی۔ فائیو کے ہاتھوں ہی
چاہئے ہیں۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ کو اس مشن پر اپنی پوری صلاحیتیں
بہر کر کرنی ہوں گی اور روزانہ اپنی کارکردگی کی انہیں رپورٹ دینی ہو
گی۔ گوٹام کے خاتمے سے کرنل ڈیوڈ کو خوشی ہوئی تھی۔ لیکن اس کی
بے چینی اور اضطراب کی وجہ میجر ہیری کا سیکٹ سروس کا چیف بن
نا تھا۔ وہ میجر ہیری کی صلاحیتوں سے واقف تھا۔ اس لئے اسے خطرہ
کہ کہیں میجر ہیری اس سے زیادہ اپنی کارکردگی کا مظاہرہ نہ کرے۔
نا طرح کرنل ڈیوڈ کی پوزیشن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے صدر مملکت اور

سوالات کرتے ہوئے کہا۔

"ییس باس۔ میں نے ان کا سراغ لگایا ہے۔"..... دوسری طرف سے میجر ٹاڈ کی اطمینان بھری با اعتماد آواز سنائی دی۔ تو کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

"کہاں۔ کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ کہاں ہیں وہ۔ فوراً بتاؤ۔" کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چہچہتے ہوئے کہا۔

"جناب۔ میرے ایک مخبر نے اطلاع دی ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی دفاعی مشیر جناب جو فکس کی کو آج رات ان کی رہائش گاہ سے اغوا کرنا چاہتے ہیں۔"..... میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ دفاعی مشیر کے اغوا کا کیا مطلب اور تمہارے مخبر کو اس قدر اہم بات کا کیسے علم ہو گیا ہے۔"..... کرنل ڈیوڈ نے اہتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اس کی تفصیلات فون پر نہیں بتانا چاہتا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کے دفتر آکر تفصیل عرض کر دوں۔ بہر حال خبر سو فیصد درست ہے۔ تفصیلات سننے کے بعد آپ کو بھی اس کے سچ ہونے پر یقین ہو جائے گا۔"..... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آجاؤ۔ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔ فوراً آجاؤ کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح چہچہتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کرپڈل پر رکھ دیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ مخبر کو اس قدر اہم بات کا علم ہو جائے۔"

وزیراعظم کے سامنے خراب ہو کر رہ جائے گی۔ وہ اب اپنے دفتر میں ٹہلتا ہوا اس بات پر غور کر رہا تھا کہ آخر عمران اور اس کے ساتھیوں کو اب وہ کہاں تلاش کرے۔ وہ نام اور ہیلی کاپٹر سمیت اچانک اس طرح غائب ہو گئے تھے کہ باوجود بے پناہ کوششوں کے۔ پھر شہر عمران کا سراغ مل سکا تھا اور نہ ہی اس ہیلی کاپٹر کا اور اب جب کہ صدر مملکت نے اسے بتایا تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو آدمی نام اور اس کے ساتھی کے میک اپ میں ماسوری چھاؤنی پہنچ کر چھاؤنی انچارج کرنل لارک کو ہلاک کر آئے ہیں تو اسے یقین ہو گیا تھا کہ نام عمران کے ہاتھوں ہلاک ہو چکا ہے۔ لیکن کیا جسکی کو بھی ساتھ ہلاک کر دیا گیا ہے یا نہیں۔ اسے معلوم تھا کہ اگر جسکی کسی طرح اس کے ساتھ مل جائے تو وہ آسانی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا سکتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے نام کے ساتھ ساتھ جسکی بھی گدھے کے سر سے سینک کی طرح غائب تھی۔ ابھی وہ اسی سوچ بچار میں غرق تھا کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی مترنم آواز میں بج اٹھی اور ٹہلتا ہوا کرنل ڈیوڈ تیزی سے میز کی طرف لپکا اور اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"ییس۔"..... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور سخت لہجے میں کہا۔

"میجر ٹاڈ بول رہا ہوں جناب۔"..... دوسری طرف سے میجر ٹاڈ

مؤذبانہ آواز سنائی دی۔

"ییس۔ کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے۔ کیا عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ مل گیا ہے۔"..... کرنل ڈیوڈ نے بیک وقت

ہو گئے ہیں۔ اس نے وعدہ کر لیا اور پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد اس نے مجھ سے رابطہ کیا۔ اس نے بتایا کہ ایک اتفاق کی وجہ سے اسے میرے مطلب کی معلومات حاصل ہو گئی ہیں اور وہ یہی معلومات ہیں جو میں نے آپ کو فون پر بتائی تھیں۔ میں زیر کو میک اپ میں ساتھ لے آیا ہوں۔ آپ اس سے براہ راست تفصیلات حاصل کر سکتے ہیں۔..... میجر ٹاڈ نے کہا۔

”اوہ۔ کہاں ہے وہ۔ بلاؤ اسے فوراً“..... کرنل ڈیوڈ نے سر ملاتے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ اٹھ کر مڑا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا۔ تو اس کے پیچھے ایک اکیڑی نوجوان تھا۔

”یہ زیر ہے اکیڑی میک اپ میں“..... میجر ٹاڈ نے اس اکیڑی نوجوان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جس نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے مودبانہ لہجے میں کرنل ڈیوڈ کو سلام کیا۔

”بیٹھو اور مجھے تفصیل بتاؤ کہ تمہیں یہ اطلاع کیسے ملی۔“ کرنل ڈیوڈ نے صحت لہجے میں کہا۔

”جناب۔ میجر ٹاڈ صاحب نے جب میرے ذمے یہ اہم کام لگایا تو میں نے گروپ کی ایک خاص عورت کلثوم سے رابطہ قائم کیا۔ کلثوم ابو عبد اللہ گروپ کے ایک اہم ترین عہدے دار کی بیوی ہے۔ انتہائی لالچی عورت ہے۔ میں نے اسے جب بہت بڑی رقم کا لالچ دیا تو وہ اس کام کے لئے تیار ہو گئی۔ پھر دو گھنٹے بعد اس نے ایک باغ میں مجھے طلب کیا اور جب میں وہاں پہنچا تو اس نے مجھے بتایا کہ عمران اور اس

بہر حال اگر واقعی یہ درست ہے تو پھر عمران اور اس کے ساتھی اس بار میرے ہاتھوں سے بچ کر نہ جاسکیں گے۔..... کرنل ڈیوڈ نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا۔ اس کی آنکھیں دروازے پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ بار بار مٹھیاں بھینچ اور کھول رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔

”یس کم ان“..... اس نے چیختے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ

کھلا اور میجر ٹاڈ اندر داخل ہوا۔

”بیٹھو اور جلدی سے مجھے بتاؤ کہ اس خبر کا کیا پس منظر ہے اور کیا تفصیلات ہیں۔ میرے لئے ایک ایک لمحہ قیامت بنا ہوا ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی اضطراب بھرے لہجے میں کہا۔

”جناب..... ہمارا ایک مخبر ابو عبد اللہ کے گروپ میں ایک اہم عہدے پر کام کرتا ہے۔ اس کا نام زیر ہے۔ فرسٹ کلتیگری کا مخبر ہے۔“ میجر ٹاڈ نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے۔ وہ انتہائی کارآمد مخبر ہے۔ لیکن.....“ کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے کہا۔

”میں آج صبح مخبروں کی فائلیں چیک کر رہا تھا کہ زیر کی فائل میں نے دیکھی..... تو مجھے ایک خیال آگیا۔ میں نے اس سے رابطہ کیا اور اسے ایک اکیلی جگہ بلوایا اور میں نے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق تمام تفصیلات بتا کر اسے ہدایت کی کہ وہ گروپ میں اندرونی طور پر نوہ لے کہ عمران اور اس کے ساتھی آخر کہاں غائب

کے ساتھی سیکرٹ سروس کے ہیلی کاپٹر سمیت فلسطینیوں کے سب سے خفیہ گروپ ریڈ ٹاپ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ ریڈ ٹاپ کے مخبر پریذیڈنٹ ہاؤس میں موجود ہیں۔ ان مخبروں نے ریڈ ٹاپ کو اطلاع دی کہ صدر مملکت نے انتہائی ٹاپ سیکرٹ میٹنگ کال کی ہے۔ جس میں ان کے ساتھ وزیراعظم اور دفاعی مشیر مسٹر جو فسکی بھی شامل ہوئے ہیں۔ دوسرے کا علم نہیں ہو سکا۔ کیونکہ وہ خفیہ راستہ سے آئے اور گئے تھے۔ جب کہ وزیراعظم اور دفاعی مشیر عام راستے سے آئے اور واپس گئے تھے اور یہ میٹنگ بڑی چھاؤنی کے انچارج کرنل لارک کے قتل کی رپورٹ صدر مملکت کو ملنے کے بعد ہی کی گئی تھی اور گو اس میٹنگ میں ہونے والی باتوں کا تو کسی کو علم نہیں ہو سکا۔ لیکن اس قدر بہر حال معلوم ہو گیا کہ یہ میٹنگ کسی اہم ترین لیبارٹری کے تحفظ کے سلسلے میں بلائی گئی تھی اور اس میں اہم فیصلے کئے گئے تھے۔ اس اطلاع کے بعد پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے دفاعی مشیر جو فسکی کو اغوا کرنے کا پروگرام بنایا تاکہ اس سے مزید معلومات حاصل کی جاسکیں اور اس کے ساتھ ہی پاکیشیائی ایجنٹ ریڈ ٹاپ کے اڈے سے ابو عبداللہ کے کسی خفیہ اڈے میں منتقل ہو چکے ہیں اور ان کا پروگرام آج رات دفاعی مشیر جو فسکی کو اغوا کرنا ہے۔

ذیر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں۔ کیونکہ ذیر نے جو کچھ بتایا تھا۔ اس کی باتوں کی تائید صدر مملکت کی بتائی ہوئی باتوں سے بھی ہوتی تھی۔ گو صدر

مملکت نے کسی لیبارٹری کا تو کوئی ذکر نہ کیا تھا۔ لیکن بہر حال میٹنگ کا ذکر ہوا تھا۔

”میجر ٹاڈ۔ ذیر کو دل کھول کر انعام دو اور اسے اس رقم سے دو گنی رقم دو جو اس نے اس عورت کو دینے کا وعدہ کیا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کی عنایت ہے جناب۔ میں ہمیشہ آپ کی خدمت کرتا رہوں گا۔“ ذیر نے انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”سنو ذیر۔ اگر تم کسی طرح اس اڈے کا پتہ چلا سکو جہاں یہ لوگ چھپے ہوئے ہیں تو میں تمہارا منہ ہیروں اور جواہرات سے بھر دوں گا۔ تمہیں اتنا بڑا انعام دوں گا کہ تمہاری آئندہ سات نسلوں کو بھی کمانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”میں وعدہ کرتا ہوں جناب کہ میں جلد ہی اس اڈے کا پتہ چلا لوں گا۔“ ذیر نے فوراً ہی حامی بھرتے ہوئے کہا۔

”میجر ٹاڈ۔ ذیر کو رخصت کر کے میرے پاس واپس آؤ۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ سر ہلاتا ہوا اٹھا اور پھر وہ ذیر کو ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے ایک طرف علیحدہ رکھے ہوئے فون کا رسیور اٹھا لیا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"فریڈ - صدر کے دفاعی مشیر جو فسکی کی رہائش گاہ کا اور اس کے بیرونی علاقے کا تفصیلی نقشہ ریکارڈ روم سے نکال کر فوراً میرے پاس آؤ گئے۔..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔..... دوسری طرف سے اسی طرح ہبے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک ہوئی۔ تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا۔ کیونکہ اتنی جلدی فریڈ کی آمد متوقع نہ ہو سکتی تھی۔

"یس - کم ان۔..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور میجر ٹاڈ اندر داخل ہوا۔

"زیر کو فارغ کر آئے ہو۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر۔..... میجر ٹاڈ نے جواب دیا اور مودبانہ انداز میں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"جو فسکی تعاون نہیں کر رہا۔ میں نے اس سے فون پر بات کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس نے کہا کہ وہ اہم کام میں مصروف ہے۔ میرا تو دل چاہتا ہے کہ اسے اغوا ہونے دوں۔..... کرنل ڈیوڈ نے تیز اور غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ باس۔ اگر اسے اس اغوا کا علم ہو گیا تو وہ رہائش گاہ سے فوراً ہی غائب ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس کی باقاعدہ خبری کی جا رہی ہو۔ اس طرح اس کے غائب ہونے کی اطلاع ملتے ہی عمران اور اس کے ساتھی وہاں نہ آئیں گے۔..... میجر ٹاڈ نے جلدی جلدی بات کرتے

"دفاعی مشیر جناب جو فسکی جہاں بھی ہوں ان سے مری بات کراؤ۔" کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد ہی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"جناب جو فسکی صاحب اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ وہ اس وقت انتہائی اہم کام میں مصروف ہیں۔ اس لئے آپ کل ان سے رابطہ کریں۔" دوسری طرف سے سیکرٹری نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کا چہرہ غصے کی شدت سے تلبنے کی طرح تپ اٹھا۔

"ٹھیک ہے۔ ریکارڈ روم انچارج فریڈ سے بات کراؤ۔" کرنل ڈیوڈ نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے اس طرح رسیور کریڈل پر پٹا جیسے سارا غصہ کریڈل پر ہی اتارنا چاہتا ہو۔

"ہو نہہ۔ دفاعی مشیر نجائے اپنے آپ کو سمجھتا کیا ہے۔ میں اس سے نمٹ لوں گا۔..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصے کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ابھی تک شدید غصے اور برہمی کے تاثرات نمایاں تھے۔

"اسی لمحے فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی۔

"یس۔" کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھا کر غصیلے لہجے میں ہی کہا۔

"فریڈ بول رہا ہوں جناب۔..... دوسری طرف سے ایک سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

پھر اس سے پہلے کہ میجر ٹاڈ کوئی جواب دیتا۔ دروازے پر دستک ہوئی۔

”یس۔ کم ان“..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک دبلا پتلا نوجوان ہاتھ میں ایک فائل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ یہ ریکارڈ روم انچارج فریڈ تھا۔

”اب تمہاری ضرورت نہیں رہی فریڈ۔ جاؤ جا کر کام کرو“۔ کرنل ڈیوڈ نے سخت اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس سر“۔ فریڈ نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور لئے قدموں واپس مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم انتظامات کرو۔ لیکن یہ سن لو کہ وہ عمران بہت بڑا شیطان ہے۔ خطرات کی بومیوں دور سے سونگھ لیتا ہے۔ اس لئے پوری طرح ہوشیار رہ کر تمام انتظامات کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ہمیں معبد کے تہہ خانوں میں ہی زندہ دفن کر دے“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب۔ میں ایسے انتظامات کروں گا کہ انہیں معمولی سا شک بھی نہ پڑ سکے گا اور ان کی لاشیں ٹکڑوں کی صورت میں اس میدان میں پلک جھپکنے میں بکھر جائیں گی“..... میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے جاؤ اور جب انتظامات مکمل ہو جائیں تو مجھے اطلاع کر دینا میں اس دوران کچھ آرام کر لینا چاہتا ہوں“..... کرنل ڈیوڈ نے

ہوئے کہا۔

”اوہ۔ تمہارا خیال درست ہے۔ چلو اچھا ہوا کہ اس سے رابطہ نہیں ہو سکا۔ میں نے ریکارڈ روم انچارج کو بلایا ہے۔ تاکہ جو فسکی کی رہائش گاہ اور اس کے بیرونی علاقے کے متعلق تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں“..... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں جانتا ہوں جناب کہ وہ سپر کالونی میں رہتے ہیں۔ وہاں فوجی پہرے کا سخت ترین انتظام ہے۔ لیکن سپر کالونی کی جنوبی طرف ایک وسیع میدان ہے۔ اس طرف صرف خاردار تار کی باڑ لگائی گئی ہے اور بس۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس خاردار تار والی باڑ کو توڑ کر اندر داخل ہوں گے۔ وہاں قریب ہی ایک پرانا معبد بھی ہے جو ویران پڑا رہتا ہے۔ اس کے نیچے تہہ خانے بھی ہیں۔ ہم اگر ان تہہ خانوں میں ٹیلی ویو مشینز فٹ کر دیں تو اس طرح ہم عمران اور اس کے ساتھیوں کی نقل و حرکت آسانی سے ان تہہ خانوں کے اندر بیٹھ کر ہی دیکھتے رہیں گے اور چونکہ وہ وسیع میدان ہے۔ اس لئے جب چاہیں معبد سے نکل کر ان پر فائر بھی کھول سکتے ہیں“..... میجر ٹاڈ نے کہا۔

”گڈ۔ تمہارا آئیڈیا بہترین ہے۔ اس میدان میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا آسانی سے شکار کھیلا جاسکتا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور میجر ٹاڈ کرسی سے اٹھا اس نے کرنل
ڈیوڈ کو سلام کیا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

سیکرٹ سروس کے خفیہ ہیڈ کوارٹر کے انتہائی شاندار انداز میں
سجے ہوئے وسیع و عریض دفتر کی کرسی پر میجر ہمیری بیٹھا ہوا تھا اس کے
چہرے پر انتہائی مسرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ اسے ٹام کی بجائے
سیکرٹ سروس کا چیف بنا دیا گیا تھا اور اس نے بحیثیت چیف چارج
بھی سنبھال لیا تھا۔ وزیراعظم نے اسے طلب کر کے اسے خصوصی
ہدایات دی تھیں اور اس پر زور دیا تھا کہ وہ ہر قیمت پر جی۔ پی۔ فائیو
سے پہلے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا کر ان کا خاتمہ کر دے
اور میجر ہمیری نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ وزیراعظم
نے ہی اسے بتایا تھا کہ وہ سپیشل سیل جس کے خلاف عمران اور اس
کے ساتھی یہاں آئے ہوئے ہیں ختم کر دیا گیا ہے اور اس کا باقاعدہ
اعلان بھی اخبارات میں کر دیا گیا ہے۔ سپیشل سیل میں ٹریننگ لینے
والے افراد کو جن کا زیادہ تر تعلق فوج سے تھا۔ واپس ان کی یونٹوں

میں بھجوا دیا گیا ہے۔ جب کہ سپیشل سیل کا انچارج میجر کو برا اور اس کے دس ساتھیوں کو سیکرٹ سروس میں شامل کر دیا گیا ہے اور وہ اب میجر ہیری کے تحت کام کریں گے۔ اس وقت میجر ہیری میجر کو برا کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ میجر کو برا کا اصل نام تو رونا لڈ تھا۔ لیکن چونکہ اس کے بالوں کا سائل ایسا تھا کہ جیسے کو برا پھن اٹھائے کھڑا ہو۔ اس لئے اسے سب میجر کو برا کے نام سے ہی پکارتے تھے اور اب یہ نام اس قدر مشہور ہو چکا تھا کہ شاید میجر کو برا بھی اپنا اصل نام بھول چکا ہو۔ میجر کو برا اور میجر ہیری دونوں نے اکٹھے ہی فوجی ٹریننگ حاصل کی تھی ٹریننگ اکیڈمی میں وہ نہ صرف اکٹھے تھے بلکہ ہوٹل میں بھی وہ ایک ہی کمرے میں رہتے تھے۔ اس کے بعد دونوں نے اکٹھے ہی کمانڈو ٹریننگ حاصل کی۔ مگر اس کے بعد میجر کو برا نے ملٹری انٹیلی جنس جاسن کر لی۔ جب کہ میجر ہیری جی۔ پی۔ فائیو میں آگیا تھا۔ ان کے درمیان انتہائی بے تکلفانہ اور گہرے دوستانہ تعلقات قائم تھے اور اب ایک بار پھر وہ دونوں سیکرٹ سروس میں اکٹھے ہو گئے تھے۔ گو میجر ہیری اب چیف تھا۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ میجر کو برا اسے چیف صرف دوسروں کے سامنے ہی تسلیم کرے گا۔ اسے میجر کو برا کی بے پناہ صلاحیتوں کا بخوبی علم تھا۔ اس لئے اس نے فوری طور پر میجر کو برا کو سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف تعینات کر دیا تھا اور اس وقت وہ میجر کو برا کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا۔ سب جند لمحوں بعد دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور دوسرے لمحے ایک لمبا ترنکا اور مضبوط ورزشی جسم کے ساتھ

ساتھ بھاری جبروں، فراخ پیشانی اور چمکدار آنکھوں والا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر موجود بال واقعی اس طرح تھے جیسے کو برا پھن اٹھائے کھڑا ہوا یہ میجر کو برا تھا۔ اس وقت وہ بڑے بڑے خانوں والے سلیٹی رنگ کے سوٹ میں ملبوس تھا۔

”آہ۔ واہ میرا یار۔ ہری اپ۔ اب سیکرٹ سروس کا چیف بن گیا ہے۔ واہ ری قسمت“..... نوجوان نے اندر داخل ہوتے ہی دونوں بازو پھیلاتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ کو برا ہمیشہ میجر ہیری کو ہری اپ ہی کہتا تھا۔

”شکر کرو۔ میری وجہ سے تمہیں بھی سیکرٹ سروس کا سیکنڈ چیف بننا نصیب ہو گیا ہے۔ ورنہ تم تو کو برا کی بجائے کینچوے بن جاتے۔“ میجر ہیری نے کرسی سے اٹھ کر میز کی سائیڈ سے باہر آتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے انتہائی پر جوش انداز میں بغل گیر ہو گئے۔

”اچھا تو تم اب مجھ پر رعب بھی جماؤ گے۔ منہ دھو رکھو۔ میں تمہارے رعب میں آنے والا نہیں ہوں“..... میجر کو برا نے علیحدہ ہو کر ہنستے ہوئے کہا۔

”تم پر رعب جما کر میں نے موت خریدنی ہے۔ کہتے ہیں کو برا کا ڈسا پانی نہیں مانگتا“..... میجر ہیری نے جواب دیا اور کو برا بے اختیار ہنسمار کر ہنس پڑا۔

”کوئی قیمتی شراب پلاؤ یار۔ اب تو تم با اختیار ہو۔ واہ مزہ آگیا۔“

کیا عہدہ ملا ہے۔ واقعی مزہ آگیا۔..... کو برانے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا

"اس عہدے کے زعم میں نہ رہنا۔ یہ اس وقت عہدہ نہیں

سلگتا ہوا بارود ہے۔..... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور

کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کارسیور اٹھا کر سیکرٹری کو شراب

بوتلیں لے آنے کا کہہ دیا۔

"سلگتا ہوا بارود۔ کیا مطلب۔ کیا کوئی پرابلم ہے۔..... میجر

نے یک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ایسی ویسی پرابلم۔ یوں سمجھو کہ آتش فشاں ٹائپ پرابلم ہے۔

میجر ہیری نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ کیا پرابلم ہے۔ بتاؤ۔ تم بھی منحوس آدمی ہو۔ ابھی پوچھنے کو

طرح جشن بھی نہیں منایا کہ تم نے نحوست بھری خبریں سنائی۔

کر دی ہیں۔..... میجر کو برانے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی کے دور پوری

کھلا اور ایک خوب صورت لڑکی ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر والے سے واقفیت ہو جائے۔..... میجر ہیری نے سنجیدہ لہجے میں کہا

ہوئی۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ان دونوں کو سلام کیا اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق پوری تفصیل

ٹرے میں رکھی ہوئی دو بوتلیں اور دو خالی جام میز پر رکھ کر وہ واپس آئے کے ساتھ ساتھ ان کی اسرائیل میں آمد سے لے کر نام سمیت ان

گئی۔

"پہلے ایک دو جام پی لو۔ تاکہ تمہارا دماغ ٹھکانے پر آجائے۔ پراکٹم سے ہونے والی ملاقات تک پوری تفصیل بتا دی۔

بتاتا ہوں۔..... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے ساتھی کو برا منہ پھاڑے حیرت بھرے انداز میں یہ ساری تفصیل

رکھی ہوئی بوتل کھول کر اس میں سے جام بھرنے لگا۔ لیکن میجر کو

نے جام میں شراب ڈالنے کا تکلف ہی نہ کیا تھا۔ اس نے بوتل کھولی حیرت ہے۔ کمال ہے۔ صرف چند اجنبی آدمیوں کے ایک گروپ

رائیل کی پوری حکومت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ حیرت ہے۔ میجر

منہ سے لگا کر اس وقت علیحدہ کیا۔ جب بوتل میں موجود آدھی

زیادہ شراب اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گئی۔

"ہاں۔ اب بتاؤ کیا چکر ہے۔ کس لئے تم اس قدر پریشان ہو۔"

برانے ایک دھماکے سے بوتل کو میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا اسپیشل سیل کیوں ختم کیا گیا ہے۔"

ہیری نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔ صرف اتنا بتایا گیا ہے کہ پالیسی بدل گئی ہے۔ اس لئے

اسپیشل سیل کی ضرورت نہیں رہی۔..... میجر کو برانے جواب

اچھا۔ کیا پرابلم ہے۔ بتاؤ۔ تم بھی منحوس آدمی ہو۔ ابھی پوچھنے کو

طرح جشن بھی نہیں منایا کہ تم نے نحوست بھری خبریں سنائی۔

کر دی ہیں۔..... میجر کو برانے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اسی کے دور پوری

کھلا اور ایک خوب صورت لڑکی ہاتھ میں ٹرے اٹھائے اندر والے سے واقفیت ہو جائے۔..... میجر ہیری نے سنجیدہ لہجے میں کہا

ہوئی۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ان دونوں کو سلام کیا اور اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے متعلق پوری تفصیل

ٹرے میں رکھی ہوئی دو بوتلیں اور دو خالی جام میز پر رکھ کر وہ واپس آئے کے ساتھ ساتھ ان کی اسرائیل میں آمد سے لے کر نام سمیت ان

گئی۔

"پہلے ایک دو جام پی لو۔ تاکہ تمہارا دماغ ٹھکانے پر آجائے۔ پراکٹم سے ہونے والی ملاقات تک پوری تفصیل بتا دی۔

بتاتا ہوں۔..... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنے ساتھی کو برا منہ پھاڑے حیرت بھرے انداز میں یہ ساری تفصیل

رکھی ہوئی بوتل کھول کر اس میں سے جام بھرنے لگا۔ لیکن میجر کو

نے جام میں شراب ڈالنے کا تکلف ہی نہ کیا تھا۔ اس نے بوتل کھولی حیرت ہے۔ کمال ہے۔ صرف چند اجنبی آدمیوں کے ایک گروپ

رائیل کی پوری حکومت کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ حیرت ہے۔ میجر

نہ کوئی اطلاع آجائے گی۔" میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "کیا بندوبست کیا ہے۔ کچھ مجھے بھی تو بتاؤ۔" میجر کو برانے
 چونک کر پوچھا۔

"تمہیں میں نے بتایا ہے کہ جب ٹام کے ساتھ مل کر ہم نے
 عمران اور اس کے ساتھیوں کو پکڑ لیا تھا تو کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھیوں
 کے ساتھ انہیں ہم سے چھیننے آیا تھا۔ اسے تو بہر حال ٹام نے واپس
 جانے پر مجبور کر دیا تھا۔ لیکن ٹام اس بات پر پریشان ہو گیا تھا کہ آخر
 کرنل ڈیوڈ کو ہمارے متعلق بروقت خبریں کیسے مل جاتی ہیں۔ چنانچہ
 مخصوص آلے سے سب کی چیکنگ کی گئی تو میرے لباس میں سے ایک
 وسیع رینج کا مخصوص ڈکٹافون نکل آیا۔ جس پر سچی بات یہ ہے کہ میں
 بے حد شرمندہ ہوا تھا۔ بہر حال واپس آکر جب میں نے انکوائری کی تو
 مجھے پتہ چل گیا کہ یہ حرکت کرنل ڈیوڈ کے سنئے اسسٹنٹ میجر ٹاڈ کی
 ہے۔ اس نے میرے ڈرائی کلینرز سے مل کر میرے لباس میں یہ ڈکٹافون
 چھپایا تھا۔ میں نے جب اس ڈرائی کلینرز کو سزا کا خوف دلا کر اس
 بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اب میجر ٹاڈ کے خلاف میرے لئے کام کرے گا۔
 کیونکہ جس ڈرائی کلینرز سے میجر ٹاڈ کے کپڑے دھلتے ہیں یہ آدمی وہاں
 بھی پارٹ ٹائم کام کرتا ہے۔ چنانچہ میرے کہنے پر اس نے اس کے
 سارے لباسوں میں ایک مخصوص وسیع رینج کا ڈکٹافون فٹ کر دیا ہوا
 ہے۔ اس کی رینج اتنی ہے کہ جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر سے یہاں
 تک آسانی سے بات چیت سنی جاسکتی ہے۔ لیکن میجر ٹاڈ شاید ابھی

کو برانے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔
 "تم ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہو۔ کیونکہ تمہارا ان سے
 واسطہ نہیں پڑا۔ جب کہ میرا ان سے بہت عرصے سے واسطہ پڑ چکا
 میں تمہیں ان کے سابقہ کارنامے بتاتا ہوں تاکہ تمہیں معلوم ہو
 کہ تم جنہیں چند اجنبی افراد کا گروپ کہہ رہے ہو وہ درحقیقت ہیں
 چیز۔" میجر ہیری نے کہا اور پھر اس نے عمران اور اس
 ساتھیوں کے سابقہ کارناموں کی تفصیل بتانی شروع کر دی۔
 وقت کے کارنامے جب وہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھ جی۔ پی۔ فائیو میں
 اور میجر کو برا کا چہرہ ان کارناموں کی تفصیل سن کر جیسے ہنسنے لگا
 ہو گیا۔

"اوہ اوہ۔ یہ تو واقعی دنیا کے انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ
 ہیں۔ اب مجھے احساس ہوا ہے کہ حکومت کیوں بوکھلا گئی ہے۔
 ہیری کے خاموش ہوتے ہی میجر کو برا نے کہا۔
 "اور سنو۔ وزیراعظم صاحب نے حکم دیا ہے کہ ہم نے ان لوگوں
 خاتمہ جی۔ پی۔ فائیو سے پہلے کرنا ہے اور فوری طور پر کرنا ہے۔
 لئے میں تمہارا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ تاکہ اس سلسلے میں
 لائحہ عمل تیار کیا جاسکے۔" میجر ہیری نے کہا۔
 "لیکن ہم انہیں تلاش کہاں کریں گے۔" میجر کو برا نے
 ہوتے ہوئے پوچھا۔

"میرے اس کا بندوبست بھی کر لیا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر

عمران، تنویر، صفدر اور کپٹن شکیل ایک جیپ میں بیٹھے تل ایب کی فراخ سڑکوں پر سے تیزی سے گزر رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر صفدر اور عقبی سیٹ پر تنویر اور کپٹن شکیل موجود تھے۔ وہ سب ایکری میک اپ میں تھے۔ اس وقت گواڈی رات کا وقت تھا۔ لیکن سڑکوں پر اس قدر رش تھا کہ جیسے یہاں کسی کو رات کا احساس ہی نہ ہوتا ہو۔ ایک چوک سے عمران نے جیپ کو دائیں طرف موڑا اور پھر وہ ایک نسبتاً سنسان سڑک پر پہنچ گیا۔ ان سب کے جسموں پر گہرے رنگ کے سوٹ تھے۔

”کیا وہ جو فسکی اکیلا رہتا ہے“..... اچانک عقبی سیٹ پر بیٹھے ہونے تنویر نے پوچھا۔

”اس کے بیوی بچے بھی ساتھ رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ملازموں کی

ہیڈ کوارٹر واپس نہیں آیا جیسے ہی وہ واپس آئے گا ڈکٹافون کارسیور کام شروع کر دے گا اور مجھے اطلاع مل جائے گی“..... میجر ہیری نے تیز لہجے میں کہا۔

”لیکن کیا میجر ٹاڈان لوگوں کا سراغ لگالے گا“..... میجر کو برانے کہا۔

”ہاں..... مجھے یقین ہے۔ کیونکہ وہ بے حد ہوشیار اور شاطر آدمی ہے اور پہلے وہ اس سیکشن کا انچارج تھا جس کا کام فلسطینیوں کے خلاف مخبری کرنا ہے“..... میجر ہیری نے جواب دیا اور میجر کو برانے نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر تک وہ شراب پیتے رہے کہ اچانک میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور میجر ہیری نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

”باس۔ اے۔ ون نے کام شروع کر دیا ہے“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”آؤ۔ کے۔ میں آرہا ہوں“..... میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”آؤ کو برا۔ میجر ٹاڈس جی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ہے۔ شاید کوئی مطلب کی بات معلوم ہو جائے“..... میجر ہیری نے میجر کو برا سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر کو برا اثبات میں سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

پوری فوج ہے اور ساتھ ہی محافظوں کا پورا لشکر۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم اسے اغوا کر کے لے آنے کی بجائے اس سے وہیں پوچھ گچھ کر لیں۔..... سائیڈ سیٹ پر بیٹھے صفدر نے کہا۔

”یہ تو وہاں پہنچنے کے بعد حالات پر منحصر ہوگا۔ فی الحال تو وہاں تک پہنچنا اصل مسئلہ ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ روڈ پر جیپ موڑی اور تھوڑا آگے جا کر اس نے جیپ کو ایک گھنے درخت کے نیچے روک دیا۔

”یہاں سے میدان پار کرنا ہوگا۔ پھر خاردار تاروں کی باڑا ہے گی اور اس کے بعد ہم سپر کالونی میں داخل ہو چکے ہوں گے۔..... عمران نے جیپ سے نیچے اترتے ہوئے کہا اور ایک ایک کر کے باقی تینوں بھی نیچے اتر آئے۔ سامنے وسیع و عریض میدان نظر آ رہا تھا۔ جہاں گھپ اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بجلی کے دو تین کھمبے تو موجود تھے۔ لیکن ان پر لائٹ نہ تھی۔

”وہ دور کوئی پرانا معبد ہے شاید۔..... صفدر نے میدان کے تقریباً وسط میں ایک ہیولے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیا اسلحہ وغیرہ لے لیا ہے تم نے۔..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران نے جیپ سے اُلو میٹک ہسٹل نکال کر ہاتھ میں لیا اور پھر وہ اس طرح میدان کے اندر

داخل ہو کر چلنے لگے جیسے رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ جہل قدمی کے لئے اس میدان میں آئے ہوں۔ لیکن دو چار قدم اٹھاتے ہی عمران یکفٹ ٹھٹھک کر رک گیا۔

”کیا ہوا۔..... تنویر نے چونک کر پوچھا۔ باقی ساتھی بھی ظاہر ہے رک گئے تھے۔

”اس معبد میں لوگ موجود ہیں۔ میں نے کسی کی جھلک دیکھی ہے۔“ عمران نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہاں بھی خفیہ پہرہ موجود ہے۔..... صفدر نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تو پہلے اس معبد کا آپریشن نہ مکمل کر لیا جائے۔“ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”لیکن اگر فائرنگ کرنی پڑی تو سپر کالونی کی حفاظتی فوج ہوشیار ہو جائے گی اور اس کے بعد ہمارا آپریشن ناممکن ہو جائے گا۔ آؤ میرے ساتھ۔ ہمیں فوری واپس جانا ہوگا۔..... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس ایک سائیڈ پر کھڑی جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد جیپ انہیں اٹھائے انتہائی تیز رفتاری سے واپس سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کافی لمبا چکر کاٹ کر وہ سپر کالونی کی شمالی سمت پہنچ گئے۔ عمران نے جیپ ایک بار پھر ایک درخت کے نیچے روکی اور باقی ساتھیوں کو نیچے اترنے کا اشارہ کر کے وہ جیپ سے نیچے کود آیا۔ وہاں سے تھوڑی دور ہی کالونی کا سائیڈ گیٹ تھا۔ جہاں تیز

”ہمارا تعلق ایکریمین سفارت خانے سے ہے اور ہمیں مسٹر مائیکل چیف سیکرٹری صاحب سے فوری طور پر ملنا ہے۔ ہم نے ان سے فون پر بات کی تھی۔ انہوں نے کہا ہے کہ ہم جنوبی گیٹ پر آجائیں۔ وہ اپنی کار وہاں بھیج کر ہمیں بلوالیں گے اور یہ ہدایت بھی انہی کی تھی کہ ہم اپنی کار کالونی کے گیٹ سے کافی دور چھوڑ کر پیدل گیٹ تک آئیں تاکہ مسلح محافظ ہمیں باآسانی دیکھ سکیں.....“ عمران نے کچھ قریب پہنچنے پر خالصٹا ایکریمین لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم وہیں رکو۔ میرا آدمی پہلے تمہاری تلاشی لے گا.....“ کیپٹن نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر ایک سپاہی کو آگے جا کر ان کی تلاشی لینے کا حکم دیا اور سپاہی مشین گن کو کاندھے پر لگا کر تیزی سے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔

”ہم معزز سفارت کار ہیں۔ کوئی چور یا ڈاکو تو نہیں ہیں کہ یہاں کھلی جگہ پر ہماری تلاشی لے رہے ہو۔ کیا یہ تلاشی کین میں نہیں لی جا سکتی.....“ عمران نے انتہائی عصبیلے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ آجائیں.....“ یہ شاید عمران کے لہجے کا اثر تھا کہ کیپٹن نے فوراً ہی اپنا پہلا حکم واپس لے لیا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھتا ہوا سپاہی واپس مڑ گیا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت تیزی سے آگے بڑھا۔

”آپ کا نام کیپٹن.....“ عمران نے قریب جا کر اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

روشنی ہو رہی تھی اور دو مشین گنوں سے مسلح فوجی وہاں کھڑے تھے۔ لوہے کا راڈ ٹریفک کو روکنے کے لئے لگایا گیا تھا..... ایک سائیڈ پر ایک بڑا سا کمرہ تھا۔ جس کے روشدانوں سے روشنی چھن چھن کر باہر آ رہی تھی۔

”زیادہ سے زیادہ اندر کمرے میں بھی دو ہی آدمی ہوں گے۔ ہم نے ان پر قابو پانا ہے.....“ عمران نے کہا اور جیب سے سائیلنسر نکال کر اس نے آٹومیٹک پستل کی نال پر اسے فٹ کرنا شروع کر دیا۔ باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی شروع کر دی اور جب ان سب کے مشین پستلوں پر سائیلنسر فٹ ہو گئے تو عمران نے انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور وہ پستل جیب میں رکھے درخت کے نیچے پھیلے ہوئے اندھیرے سے باہر نکلے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ تھوڑا آگے بڑھتے ہی انہیں شاید مسلح فوجیوں نے دیکھ لیا۔ کیونکہ انہوں نے فوری طور پر کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گنیں اتار کر ہاتھوں میں لے لی تھیں۔

”کون ہو تم.....“ وہیں رک جاؤ.....“ ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا۔

”گھبراؤ نہیں۔ ہم دوست ہیں.....“ عمران نے اونچی آواز میں کہا لیکن اس نے اپنے قدم نہ روکے تھے۔

اسی لمحے دو اور فوجی بھی جن میں سے ایک کیپٹن تھا کمرے سے باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں ربوہ لور تھے۔

”کیپٹن شالڈون“..... کیپٹن نے جواب دیا۔

”شکریہ میرا نام رچرڈ ہے اور میں ایکریمین سفارت خانے میں تھرو سیکرٹری ہوں۔ یہ میرے ساتھی ہیں۔ اندر آپ بے شک ہماری جس طرح چاہیں تلاشی لے لیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ ایک رسمی کارروائی ہو گی۔ اصل میں ہمیں انتہائی سخت احکامات ملے ہوئے ہیں۔ اس لئے مجبوری ہے“..... کیپٹن شالڈون نے کہا اور پھر وہ دو سپاہیوں کے ساتھ ان چاروں کو لے کر اس کمرے میں آگیا۔ جسے ایک دفتر کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ عمران نے اس دوران چمک کر لیا تھا کہ اس چوکی پر صرف وہی چار ہی فوجی ہیں۔ تین اندر تھے اور ایک باہر۔

”فرینک۔ میرا بٹوہ باہر گر گیا ہے۔ دیکھو تو“..... اچانک عمران نے مڑ کر کیپٹن تشکیل سے کہا اور کیپٹن تشکیل خاموشی سے مڑا اور تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔

”صرف گردنیں ہی ٹوٹنی چاہئیں“..... یکفخت عمران نے اپنی مقامی زبان میں اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن شالڈون اور اس کے دو ساتھی کچھ سمجھتے۔ عمران، صفر اور تنویر یکفخت

اچھل کر ان پر ٹوٹ پڑے۔ عمران کا شکار اس کے سامنے کھڑا کیپٹن شالڈون تھا۔ چونکہ کیپٹن شالڈون اور اس کے ساتھی مطمئن انداز میں کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ سرے سے سنبھل ہی نہ سکے۔ تین گھٹی گھٹی چیخوں کے ساتھ ہی گردنیں ٹوٹنے کی مخصوص آوازوں کے

ساتھ ہی وہ تینوں فرش پر نیچے ہوئے میٹ پر پڑے پھرنک رہے تھے۔ اسی لمحے کیپٹن تشکیل بھی باہر والے فوجی کو کاندھے پر اٹھائے اندر داخل ہوا۔

”میں نے اسے صرف بے ہوش کیا ہے“..... کیپٹن تشکیل نے اسے فرش پر لٹاتے ہوئے کہا۔

”گردن توڑ دو اور اس کی یونیفارم اتار کر خود پہن لو۔ جلدی کرو اور باقی ساتھی بھی یونیفارم پہن لیں۔ تنویر تم جا کر درخت کے نیچے کھڑی جیپ کو یہاں لے آؤ۔ ورنہ اسے مشکوک سمجھا جاسکتا ہے۔“ عمران نے تیز لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا اور وہ سب عمران کی ہدایت کے مطابق حرکت میں آگئے۔ تنویر جب جیپ لے کر واپس آیا تو اس وقت تک عمران کیپٹن شالڈون اور باقی ساتھی بھی یونیفارم پہن چکے تھے۔ جس کو یونیفارم کھلی تھی اس نے اسے لباس کے اوپر پہن لیا تھا اور جس کو تنگ تھی اس نے اپنا لباس اتار کر اسے پہن لیا تھا۔ بہر حال غور سے دیکھنے پر ہی ان کی صحیح فٹنگ نہ ہونے کا پتہ چلتا تھا۔ ورنہ عام حالات میں چمک نہ ہو سکتے تھے۔ تنویر نے وہیں آکر یونیفارم پہننی شروع کر دی۔

”تنویر اور میں جیپ میں بیٹھ کر جو فسکی کی رہائش گاہ پر جائیں گے جب کہ تم دونوں نے یہیں پہرہ دینا ہے۔ البتہ میک اپ بدل لو۔“ عمران نے جیپ کی سائیڈ سیٹ اٹھا کر نیچے موجود ڈبے سے میک اپ باکس نکالتے ہوئے کہا اور پھر پہلے عمران نے شالڈون کا میک اپ اپنے

اوپر کیا۔ پھر اس نے ایک سپاہی کا میک اپ تنویر کے چہرے پر کر کے میک اپ باکس صفدر کے حوالے کیا اور تنویر کو جیب پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ گھوم کر جیب کی دوسری طرف کو بڑھ گیا۔ جس طرف ڈرائیونگ سیٹ تھی۔ چند لمحوں بعد جیب سپر کالونی کی فراخ سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ وہاں چو کوں پر اور تقریباً ہر کوٹھی کے گیٹ پر فوجیوں کا مسلح پہرہ نظر آ رہا تھا۔ لیکن ان سے کسی نے بھی تعرض نہ کیا تھا اور وہ اطمینان سے آگے بڑھتے چلے گئے تھے۔ عمران چونکہ سپر کالونی کے اندرونی نقشے کو چیک کر چکا تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے جیب بھگاتا تھوڑی دیر بعد ہی ایک منزلہ لیکن وسیع رقبہ میں پھیلی ہوئی کوٹھی کے بند گیٹ پر پہنچ چکا تھا۔ گیٹ پر جو فوجی کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ لیکن وہاں گیٹ پر دو کی بجائے چار مسلح فوجی موجود تھے۔ جیب کو گیٹ کی طرف آتے دیکھ کر وہ چاروں ہی چو کنا ہو گئے۔ عمران نے جیب گیٹ کے قریب جا کر روکی اور پھر اچھل کر نیچے اتر آیا۔ تنویر بھی نیچے آگیا تھا۔ چونکہ عمران کیپٹن شالڈون کی یونیفارم میں تھا۔ اس لئے فوجی سپاہیوں نے اس کے جیب سے نیچے اترتے ہی اسے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کئے۔

”گیٹ کھولو۔ میں نے مشیر صاحب سے ملنا ہے۔ انتہائی امیر جنسی مسئلہ“..... عمران نے کیپٹن شالڈون کے لہجے اور انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”سوری سر۔ اس وقت تو ملاقات ناممکن ہے۔ بڑے صاحب

تھوڑی دیر پہلے ہی سوئے ہیں“..... ایک سپاہی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ کوئی تو ان کے بعد بھی یہاں کا انچارج ہوگا۔ اس سے ہی ملوادو۔ میں نے کہا ہے کہ اسٹاز امیر جنسی“۔ عمران نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

”بٹلر مارٹن ہے۔ وہ ابھی جاگ رہا ہوگا“..... ایک سپاہی نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”چلو اسی سے فون پر بات کرادو“۔ عمران نے جلدی سے کہا۔

”آئیے جناب ادھر کیبن میں“۔ سپاہی نے سر ملاتے ہوئے کہا اور گیٹ کی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے چھوٹے سے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

”فائر“..... عمران نے یک لخت مڑ کر اپنے پیچھے کھڑے تنویر سے آہستہ سے کہا اور دوسرے لمحے ٹھس ٹھس کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی وہ چاروں مسلح فوجی ہلکی سی چیخیں مارتے ہوئے زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے۔

”ان کی لاشیں کیبن میں ڈالنی ہیں“..... عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے دو پھرکتے ہوئے فوجیوں کو بازوؤں سے پکڑ کر گھسیٹا اور بجلی کی سی تیزی سے آگے لا کر انہیں کیبن میں اچھال دیا۔ تب تک وہ ختم ہو چکے تھے۔ تنویر نے بھی اس کی پیروی کی۔

”چلو اب پھانک پر چڑھ کر اسے کھول دو۔ کہیں گشت کرتے ہوئے فوجی نہ آجائیں یہاں فون موجود ہے“..... عمران نے تیز لہجے

”مگر اس طرح آپ کیپٹن بغیر کسی اطلاع کے“..... بٹلر نے چلتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خاموش رہو۔ یہ سرکاری مسئلہ ہے“..... عمران نے اسے آہستہ سے جھڑکتے ہوئے کہا اور بٹلر نے اس طرح سر ہلایا جیسے اب اسے احساس ہوا ہے کہ واقعی سرکاری مسائل اسی طرح ہی نمٹائے جاتے ہوں گے۔

ایک کمرے کے دروازے پر جا کر وہ رک گیا۔ دروازہ بند تھا اور اس کے باہر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔

”یہ ہے بڑے صاحب کا بیڈ روم۔ مگر“..... بٹلر نے مڑ کر پیچھے آتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ان کے بچے اور دوسرے ملازم“۔ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”وہ تو عقبی طرف ہوتے ہیں۔ صرف دولٹر کے ہیں۔ ان کی بیگیم تو فوت ہو چکی ہے اور ملازم کو ارٹھر میں ہوں گے“..... بٹلر نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر جیسے ہی اس کا فقرہ ختم ہوا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور بٹلر چیختا ہوا وہیں راہداری میں گرا اور ایک لمحہ ٹرپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ کنپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب نے اسے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا۔ اس دوران تنویر بھی راہداری میں نمودار ہوا۔

عمران نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر زور سے دستک دی۔ وہ چند لمحوں تک مسلسل دستک دیتا رہا۔

میں کہا اور تنویر کسی پھرتیلے بندر کی طرح لوہے کے بڑے اور اونچے پھانک پر تیزی سے چڑھا اور دوسرے لمحے اندر کود گیا۔ چند لمحوں بعد پھانک کھل گیا۔ عمران اس دوران جیب میں بیٹھ چکا تھا۔ اس لئے جیسے ہی پھانک کھلا عمران بجلی کی سی تیزی سے جیب کو اندر لے گیا۔

”پھانک بند کر کے مین لائٹ آف کر دو۔ تاکہ فون دور سے نظر نہ آئے۔ چھوٹی لائٹیں بے شک چلتی رہیں“..... عمران نے پھانک کو اس کرتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور جیب کو پورچ کی طرف لے گیا جہاں پہلے ہی ایک بڑی سی سفید رنگ کی کار موجود تھی۔ جیب جیسے ہی کار کی سائیڈ میں جا کر رکی۔ اسی لمحے سامنے برآمدے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیر عمر آدمی جس کے جسم پر بٹلر کی یونیفارم تھی۔ تنویر سے باہر نکلا۔ وہ شاید جیب کی آواز سن کر باہر آیا تھا۔

”تم بٹلر ہو۔ بڑے صاحب کا کمرہ کون سا ہے“..... عمران نے چھلانگ مار کر جیب سے اتر کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”مگر آپ کون ہیں.....“ بٹلر نے حیرت بھرے لہجے میں عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”وقت مت ضائع کرو۔ اسٹازائمر جنسی نائنسنس“..... عمران نے اس کے قریب جا کر انتہائی درشت لہجے میں کہا اور ساتھ ہی بازو پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے اندرونی طرف کو موڑ دیا۔

”آئیے“..... بٹلر نے اس کے اس انداز سے شاید گھبرا کر کہا اور تیزی سے سائیڈ پر موجود ایک راہداری کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہے“..... اچانک سائیڈ سٹون پر لگی ہوئی جالی سے ایک چیختی ہوئی غصیلی آواز سنائی دی۔

”بٹلر مارٹن جناب۔ وزیراعظم صاحب تشریف لائے ہیں۔“ عمران نے جالی کے قریب منہ کر کے بٹلر کے لہجے میں کہا۔

”پرائم منسٹر اور یہاں میری کوٹھی میں“۔ دوسری طرف سے حیرت بھری بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد دروازے پر موجود جلتا ہوا سرخ رنگ کا بلب یک تخت بجھ گیا۔

”اسے ہم نے اغوا کر کے لے جانا ہے۔ یہاں بات چیت کا موقع نہیں ہے“..... عمران نے سرگوشیاں لہجے میں کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلنے کے آثار پیدا ہوئے اور پھر ایک دبلا پتلا مگر لمبے قد کا آدمی سیلپنگ گاؤن پہنے نمودار ہوا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتا عمران کے ساتھ کھڑے ہوئے تنویر نے یک تخت اس پر چھلانگ لگا دی اور اسے رگیدتا ہوا اندر لے گیا۔ اس آدمی کے حلق سے ہلکی سی چیخ اور پھر چند کراہیں سنائی دیں۔ مگر عمران کو معلوم تھا کہ تنویر کا شکار زیادہ دیر تک جدوجہد ہی نہیں کر سکتا۔ اس لئے تنویر کے حملہ آور ہوتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور واپس برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ تاکہ اگر کوئی مداخلت ہو تو اسے بروقت سنبھال سکے۔ لیکن ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ چند لمحوں بعد تنویر بے ہوش جو فسکی کو کاندھے پر لادے راہداری میں پہنچا اور پھر وہ روپوٹوں کی طرح حرکت میں آگئے۔ تنویر نے جو فسکی کو جیب کی عقبی سیٹ میں لٹایا اور خود وہ تیزی سے

پھانک کی طرف بڑھ گیا۔ جب کہ عمران اچھل کر جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور چند لمحوں بعد جیب مڑ کر تیزی سے پھانک کی طرف بڑھ گئی۔ عمران نے جیب باہر نکال کر روکی تو تنویر بڑا پھانک بند کر کے سائیڈ پھانک سے باہر آیا اور اس نے سائیڈ پھانک کو باہر سے بند کیا اور دوڑ کر وہ جیب میں سوار ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیب سڑکوں پر دوڑتی ہوئی واپس چوکی پر پہنچ گئی۔ عمران نے جب وہاں سکون دیکھا تو اس نے بے اختیار اطمینان بھرا سانس لیا۔ کیونکہ اسے سب سے زیادہ فکر صفدر اور کیپٹن شکیل کی طرف سے تھی۔

”آجاؤ“..... عمران نے جیب روکتے ہوئے کہا اور وہ دونوں تیزی سے جیب میں سوار ہوئے اور دوسرے لمحے جیب ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پوری رفتار سے دوڑتی ہوئی سڑک پر پہنچ کر مڑی اور پھر آگے بڑھ گئی۔ تقریباً دو تین میل تک وہ سڑکوں پر دوڑتی رہی۔ پھر عمران نے اسے ایک سائیڈ روڈ پر موڑا اور تیزی سے آگے بڑھالے گیا۔ کچھ دور جا کر وہ ایک پختہ سے مکان کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئے۔ عمران نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو مکان کا چھوٹا گیٹ کھلا اور ایک فلسطینی نوجوان باہر نکل آیا۔ مگر جیب میں سوار فوجیوں کو دیکھ کر وہ بری طرح چونکا اور تیزی سے واپس چھوٹے گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

”میں عمران ہوں۔ پھانک کھولو ہاشم“..... عمران نے اصل لہجے میں کہا تو نوجوان تیزی سے مڑا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہوئے۔ دوسرے لمحے وہ سر ہلاتا ہوا مڑ کر چھوٹے گیٹ

کرنل ڈیوڈ اور میجر ٹاڈ دونوں ہی اس پرانے معبد کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانے میں موجود تھے۔ ایک طرف بیڑی سے چلنے والا ایک چھوٹا سا لیمپ جل رہا تھا۔ جس کی مدھم سی روشنی میں وہ ہیولے ہی نظر آرہے تھے۔ تہہ خانے کو گوصاف کر دیا گیا تھا لیکن اب بھی اس کی حالت ایسی تھی جیسے اس میں صدیوں سے کوئی داخل نہ ہوا ہو۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ لوہے کے سٹینڈ پر ایک مستطیل شکل کی مشین رکھی ہوئی تھی۔ جس پر بے شمار چھوٹے چھوٹے مختلف رنگوں کے بلب جل رہے تھے۔ وہ دونوں اس مشین کے سامنے لوہے کی فولڈنگ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ مزید چار افراد تھے۔ جنہیں اوپر معبد کے ٹوٹے ہوئے کمروں میں چھپایا گیا تھا۔ تاکہ کرنل ڈیوڈ کے حکم پر وہ فوری طور پر کارروائی کر سکیں۔ جب کہ دس مزید افراد کو میدان کے دوسرے کونوں پر مختلف سپاٹس پر چھپا کر بٹھایا گیا

کے اندر غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھانک کھلا اور عمران جیب اندر لے گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ اب وہ مکمل طور پر محفوظ ہو چکے تھے

نہ دیا۔

وہ شام سے ہی یہاں پہنچ گئے تھے اور اس وقت آدھی رات سے زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ لیکن ابھی تک سوائے انتظار کے وہ اور کچھ نہ کر سکے تھے۔ اچانک مشین میں سے باریک سیٹی کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں بے اختیار اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ میجر ٹاڈ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ ڈسمینڈ بول رہا ہوں۔ نمبر تھری ون زیرو اوور“۔ بٹن پریس ہوتے ہی ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”یس میجر ٹاڈ۔ انڈنگ یو اوور“..... میجر ٹاڈ نے تیز لہجے میں کہا۔ ”سر۔ ایک جیپ جس میں چار افراد سوار ہیں۔ اچانک سڑک سے مڑ کر میدان کی طرف رخ کر کے رکی ہے اور اس میں موجود چار افراد نیچے اتر آئے ہیں۔ لیکن وہ اکیڑی لگتے ہیں اور..... دوسری طرف سے ڈسمینڈ نے کہا۔

”ان کا خیال رکھو۔ جب تک وہ خار دار تار تک نہ پہنچ جائیں۔ تم نے حرکت نہیں کرنی اور“..... میجر ٹاڈ نے تیز آواز میں کہا۔

”یس سر۔ اوور اینڈ آل“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی آواز بند ہو گئی۔ میجر ٹاڈ نے بٹن آف کر دیا۔

”وہی۔ یقیناً وہی ہوں گے۔ انہوں نے اکیڑی میک اپ کر رکھا ہو گا۔ کاش آج یہ مارے جاسکیں تو میری زندگی کی سب سے بڑی حسرت پوری ہو جائے گی“..... کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار دونوں ہاتھ

تھا۔ لیکن ان سب کو سختی سے حکم دے دیا گیا تھا کہ جب تک کرنل ڈیوڈ ٹرانسمیٹر پر حکم نہ دے۔ انہوں نے نہ ہی کسی صورت میں سامنے آنا ہے اور نہ ہی کوئی کارروائی کرنی ہے۔ مشین کے درمیان ایک چھوٹی سی سکریں روشن تھی۔ اس پر سپر کالونی کی اس سائیڈ کا منظر موجود تھا۔ جہاں سپر کالونی کی عمارتیں اور ان کے سامنے خار دار تار موجود تھی۔

”اب یہ دعا کرو میجر ٹاڈ کہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرف کا رخ کریں“..... خاموش بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے میجر ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باقی ہر طرف حفاظتی چوکیاں موجود ہیں سر اور وہاں مسلح فوجی ہیں اور رات کو تو کسی بھی صورت میں کسی کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ میں نے ویسے اپنے طور پر سپر کالونی کے چیف سیکورٹی آفیسر کیپٹن جرموک کو ہوشیار بھی کر دیا تھا۔ یہی ایک راستہ ایسا ہے جہاں سے کوئی داخل ہو سکتا ہے“..... میجر ٹاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم اس بدروح کو نہیں جانتے..... اس عمران کو..... وہ ایسی الٹی سیدھی باتیں سوچتا ہے اور پھر ان پر عمل کر گزرتا ہے کہ جسے بظاہر ناممکن ہی کہا جاسکتا ہے۔ بس ایک پوائنٹ تمہارے حق میں جاتا ہے کہ انہیں یہ علم نہیں ہے کہ ہمیں ان کے پروگرام کا علم ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ لیکن میجر ٹاڈ نے اس کی بات کا کوئی جواب

ملتے ہوئے انتہائی حسرت آمیز لہجے میں کہا۔

”ابھی معلوم ہو جائے گا سر۔ اگر واقعی یہ وہی ہیں تو کسی صورت بھی آج بچ کر نہیں جاسکتے۔“ میجر ٹاڈ نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ یک طت مشین میں سے ایک بار پھر ہلکی سیٹی کی آواز سنائی دی اور میجر ٹاڈ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر ایک بار پھر اسی پہلے والے بٹن کو پریس کر دیا۔

”ڈسمینڈ بول رہا ہوں باس اور۔“ ڈسمینڈ کی آواز سنائی دی۔

”یس اور۔“ میجر ٹاڈ نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ وہ ایکریمین جیپ سے اتر کر دس بارہ قدم ہی آگے بڑھے تھے کہ پھر رک گئے۔ آپس میں چند لمحے باتیں کرتے رہے پھر مڑے اور واپس جیپ میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں اور۔“ ڈسمینڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیوں۔ واپس کیوں چلے گئے ہیں۔ اور۔“ میجر ٹاڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس۔ اور۔“ ڈسمینڈ نے جواب دیا۔

”بہر حال تم نے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے اور اینڈ آل۔“ میجر ٹاڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور بٹن اف کر دیا۔

”انہیں یقیناً شک پڑ گیا ہو گا۔ اس لئے وہ واپس چلے گئے ہیں۔ وہ وہ ایسے ہی ہیں۔“ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے باس کہ یہ وہ لوگ نہ ہوں۔ شک کسی کو کیا پڑتا ہے کوئی چیز نظر آنے لگی تو شک بھی پڑے گا۔“ میجر ٹاڈ نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا۔ مشین میں سے وقفے وقفے سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ وہ دونوں یہ آوازیں سنتے ہی بری طرح چونک پڑے۔ کیونکہ یہ ڈسمینڈ کی بجائے دوسرے گروپ کی کال کا کاشن تھا۔ میجر ٹاڈ نے جلدی سے ہاتھ بڑھا کر اس جالی کے نیچے والا بٹن پریس کر دیا۔ جہاں سے وقفے وقفے سے سیٹی کی آواز سنائی دے رہی تھی۔

”ہیلو ہیلو۔ جیکب بول رہا ہوں۔ زیر و زبر دایٹ اور۔“ تیز لہجے میں کہا گیا۔

”یس اور۔“ میجر ٹاڈ نے کہا۔

”باس۔ ایک جیپ میدان کے کنارے پر آ کر رکی۔ اس میں سے چار ایکریمی اترے اور میدان کی طرف جانے لگے۔ لیکن دس بارہ قدم چل کر ہی وہ رکے اور پھر واپس آ کر جیپ میں بیٹھے اور جیپ مڑ کر جدھر سے آئی تھی ادھر ہی واپس چلی گئی اور۔“ جیکب نے وہی ڈسمینڈ والی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”میں پہلے یہ رپورٹ سن چکا ہوں اور۔“ میجر ٹاڈ نے برا سامنے بناتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ کا پر جوش چہرہ بھی وہی پرانی رپورٹ سن کر سمجھ سا گیا۔

”باس۔ مجھے معلوم ہے کہ ڈسمینڈ نے آپ کو رپورٹ دے دی ہو

میں یقیناً اس کے مخبر موجود ہیں۔ انہوں نے اسے ہمارے چھاپے کی اطلاع دے دی ہوگی۔ اوہ اوہ۔ لیکن وہ اس جیپ کے پیچھے کیوں گیا ہے۔ اوہ کہیں یہ لوگ عمران اور اس کے ساتھی نہ ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم یہاں بیٹھے انتظار ہی کرتے رہے اور میجر ہیری ان کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب ہو جائے۔..... کرنل ڈیوڈ نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے ہذیانی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن اگر اسے شک تھا تو وہ اس جیپ کو روک بھی سکتا تھا۔ اس کے پیچھے جانے اور وہ بھی کچھ دیر بعد کیا مطلب ہوا۔..... میجر ٹاڈ نے بھی بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔

”وہ یہاں ہماری موجودگی سے واقف تھا۔ اس لئے اس نے انہیں یہاں نہیں چھوڑا۔ تاکہ ہم درمیان میں نہ گلوڈ پڑیں۔ وہ ان کا مقابلہ کسی اور جگہ کرے گا اور مقابلہ کیا کرے گا۔ وہ ہم پھینک کر اس جیپ کو اڑا دے گا۔ وہ ایسے معاملات میں رسک لینے کا قائل نہیں ہے اوہ۔ اوہ کاش مجھے پہلے علم ہو جاتا کہ میجر ہیری یہاں ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے پاگلوں کے سے انداز میں اپنے بال نوچتے ہوئے کہا۔ اس کی حالت خاصی غیر دکھائی دے رہی تھی۔ جیسے وہ بے بسی اور غصے کی انتہا پر بیک وقت پہنچ گیا ہو۔ اسی لمحے مشین سے ایک بار پھر وقفہ وقفہ سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور میجر ٹاڈ نے جلدی سے آگے بڑھ کر بٹن پریس کر دیا۔

”جیکب بول رہا ہوں باس۔ اس عمارت میں ہم نے ایک آدمی کو پکڑ

گی۔ لیکن میں سڑک کے پار اوپر والی عمارت پر موجود ہوں۔ میں نے ایک دوسری بات چیک کی ہے۔ اس جیپ کے واپس جانے کے چند منٹ بعد شمال کی طرف ایک عمارت سے ایک کار باہر نکلی اور اس طرف کو تیزی سے چلی گئی۔ جس طرف وہ جیپ گئی تھی اور باس میں نے اس کی سائیڈ سیٹ پر میجر ہیری کو بیٹھے خود دیکھا ہے اور۔..... جیکب نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ میجر ہیری اور یہاں اور۔..... کرنل ڈیوڈ نے یک لخت چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم میجر ہیری کی شناخت میں تو غلطی نہیں کر سکتے اور۔..... جیکب کی آواز سنائی دی۔

”اس عمارت کو فوراً چیک کرو۔ اگر میجر ہیری کا کوئی اور ساتھی وہاں موجود ہو تو اسے پکڑ لو اور پھر مجھے اطلاع دو۔ تمام کام انتہائی خاموشی سے ہونا چاہئے سمجھ گئے اور۔..... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر حکم دیتے ہوئے کہا۔

”یس چیف اور۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل ڈیوڈ نے اور اینڈ آل کہا اور میجر ٹاڈ نے ہاتھ بڑھا کر بٹن آف کر دیا۔

”میجر ہیری کی یہاں موجودگی کا کیا مطلب ہوا۔..... میجر ٹاڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ شیطان کی اولاد۔ وہ یقیناً ہمارے پیچھے آیا ہوگا۔ ہیڈ کوارٹر

لیا ہے۔ وہ بے ہوش ہے اور باس وہاں بھی اے۔ وی مشین موجود ہے اور وہ آدمی اس مشین کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کے علاوہ وہ یہاں اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ اب کیا حکم ہے اور..... جیکب نے پوچھا۔

”اس آدمی اور اس مشین کو اپنے سپاٹ میں لے جاؤ۔ لیکن انتہائی خاموشی سے۔ ہو سکتا ہے کہ میجر ہمیری کے دوسرے آدمی یہاں بکھرے ہوئے ہوں۔ سپاٹ پر لے جا کر اس سے ساری بات معلوم کرو۔ بے شک اس کا ایک ایک ریشہ علیحدہ کر دینا۔ لیکن مکمل معلومات حاصل ہونی چاہئیں اور فوراً رپورٹ دو مجھے اور..... کرنل ڈیوڈ نے میجر ٹاڈ کے بولنے سے پہلے چیخ کر کہا۔

”یس چیف اور..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل ڈیوڈ نے ہاتھ کے اشارے سے میجر ٹاڈ کو اور اینڈ آل کہنے کے لئے کہا اور خود وہ بے چینی اور اضطراب کے عالم میں اسی تہہ خانے میں ٹھلنے لگ گیا۔

”چیف ہم خود نہ جا کر پوچھ گچھ کر لیں..... میجر ٹاڈ نے اور اینڈ آل کہہ کر ہٹن آف کرنے کے بعد کہا۔

”نہیں۔ اگر اس دوران وہ عمران اور اس کے ساتھی آگئے تو سارا منصوبہ ہی تلیٹ ہو جائے گا۔ جب تک یہ بات طے نہ ہو جائے کہ جیپ میں سوار افراد واقعی اکیڑی تھے یا عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ ہمیں اوپن نہیں ہونا چاہئے..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ ایسی نظروں سے کرنل ڈیوڈ کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ اس قدر

جذباتی آدمی ان حالات میں اس قدر دانشمندانہ انداز میں بھی سوچ سکتا ہے۔ وہ دونوں اپنی اپنی سوچوں میں گم تھے کہ تھوڑی دیر بعد مشین سے ایک بار پھر وقفے وقفے سے سیٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں ہی چونک پڑے۔ میجر ٹاڈ نے جلدی سے آگے بڑھ کر مشین کا ہٹن آن کر دیا۔

”جیکب بول رہا ہوں باس اور..... مشین سے جیکب کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے اور..... میجر ٹاڈ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”باس۔ اس آدمی نے بے پناہ تشدد کے بعد زبان کھولی ہے۔ اس کا نام راجر ہے اور اس کا تعلق پہلے بڑی چھاونی کے سپیشل سیل سے تھا۔ لیکن پھر حکومت نے سپیشل سیل کو ختم کر دیا ہے اور اس کے تمام آدمیوں کو سیکرٹ سروس میں شفٹ کر دیا گیا ہے۔ سپیشل سیل کا انچارج میجر کو براہ سیکرٹ سروس کا نمبر ٹو ہے اور میجر ہمیری کا نائب ہے۔ راجر نے بتایا ہے کہ میجر ہمیری نے سچہ چلایا تھا کہ کرنل ڈیوڈ صاحب کو یہ اطلاع مل گئی ہے کہ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ آج رات دفاعی مشیر جناب جو فسکی کو ان کی رہائش گاہ سے اغوا کریں گے اور جی پی۔ فائیو نے سپر کالونی کے جنوبی طرف والے میدان میں ان کو مارنے کے لئے مورچہ بندی کی ہے۔ میجر ہمیری کو اس ساری منصوبہ بندی کی تفصیلات کا بھی علم تھا سب جتناچہ میجر ہمیری اور میجر کو برانے مختلف جگہوں پر سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو تعینات کر دیا اور ایسا

انداز میں چیتے ہوئے کہا۔

"کرنل۔ کیوں نہ اس مشین سے فائدہ اٹھایا جائے جو راجر کے ساتھ ہمارے قبضے میں آئی ہے۔ اس کی مدد سے ہم آسانی سے میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس بھی کر سکتے ہیں اور ان کا تعاقب بھی کر سکتے ہیں"..... میجر ٹاڈ نے کہا۔

"اگر ایسا ہو سکے تو پھر کیا کہنا۔ جلدی کرو۔ ختم کرو اس سارے ڈرامے کو"..... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور میجر ٹاڈ نے پہلے جیکب کو اور پھر بٹن آف کر کے دوسرے سیکشنز کو باری باری ہدایات دیں اور اس کے بعد وہ دونوں تہہ خانے سے نکل کر معبد میں آگئے۔ تھوری دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ چکے تھے جہاں راجر شدید زخمی حالت میں بے ہوش پڑا ہوا تھا اور مشین وہاں موجود تھی۔ میجر ٹاڈ نے وہاں پہنچتے ہی مشین آپریٹ کرنی شروع کر دی اور پھر جیسے ہی مشین کا ایک بلب تیزی سے جلنے لگھنے لگا تو میجر ٹاڈ کے حلق سے بے اختیار مسرت بھری آواز نکلی۔

"کرنل..... ہم کامیاب ہو گئے۔ یہ تو ہماری مشین سے بھی زیادہ ایڈوانس مشین ہے۔ اس سے تو ہم میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو سکرین پر بھی دیکھ سکتے ہیں اور ان کی باتیں بھی سن سکتے ہیں"..... میجر ٹاڈ نے جلدی جلدی ایک ناب کو دائیں طرف گھماتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کی آنکھیں مسرت کی وجہ سے چراغوں کی طرح جلنے لگیں میجر ٹاڈ نے جلدی سے مختلف بٹن دبائے۔ مختلف نابوں کو دائیں بائیں گھما کر ایڈجسٹ کیا اور پھر اس نے جیسے ہی ایک بٹن دبایا۔

منصوبہ بنایا کہ اگر پاکیشیائی بمبجٹ آئیں اور جی۔ پی۔ فائیو جیسے ہی ان پر حملہ آور ہو۔ سیکرٹ سروس فوری طور پر ایکشن میں آکر ان کے ساتھ ساتھ جی۔ پی۔ فائیو کا بھی خاتمہ کر دے۔ اس کے بعد جی۔ پی۔ فائیو کے آدمیوں کی لاشیں غائب کر دی جائیں اور پاکیشیائی بمبجٹوں کی لاشیں سیکرٹ سروس کا کارنامہ بنا کر حکومت کے حوالے کر دی جائیں۔ راجر نے بتایا ہے کہ میجر ہیری کو یقین تھا کہ پاکیشیائی بمبجٹوں کو ذرا سی بھی خطرے کی بو محسوس ہوئی تو وہ فوری طور پر نکل جائیں گے۔ اس لئے اس نے انہیں چیک کرنے کے لئے متبادل انتظامات بھی کر لئے تھے۔ انہی انتظامات کے تحت جیسے ہی ایکریمیوں کی جیپ آکر رکی۔ میجر ہیری نے اس جیپ پر دور سے فائر کر کے سپیشل کاشن دی۔ ٹی بٹن چپکا دیا اور پھر جب جیپ واپس گئی تو اس کاشن کے ذریعے اس کا تعاقب کیا گیا اور ہمارے حملہ کرنے سے پہلے میجر ہیری نے راجر کو بتا دیا ہے کہ جیپ میں واقعی پاکیشیائی بمبجٹ ہیں۔ اس نے ان میں سے عمران کا نام بھی لیتے سنا ہے اور یہ ہدایت کی ہے کہ سیکرٹ سروس کے آدمیوں کو واپس بھیج دیا جائے۔ لیکن راجر کے اطلاع دینے سے پہلے ہم نے اس پر حملہ کر دیا تھا اور..... جیکب نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ۔ ویری بیڈ۔ تو یہ میجر ہیری ہم سے آگے نکل گیا۔ اب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو مار ڈالے گا اور ہم یہاں بے بس چوہوں کی طرح بلوں میں چھپے بیٹھے رہیں گے"..... کرنل ڈیوڈ نے ہڈیانی

لوگ ہیں۔ جیسے ہی ہم حرکت میں آئیں گے یہ اس طرح غائب ہو جائیں گے کہ پھر انہیں تلاش کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ اس لئے ہمیں انتظار کرنا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جو فسکی کو اغوا کرنے سے ان کا مقصد اس سے کسی خاص بات کی پوچھ گچھ کرنی ہے۔ اس لئے فوری طور پر اس کی موت کا خطرہ نہیں ہے۔ یہ جیسے ہی اپنے کسی اڈے پر پہنچیں گے۔ ہم انہیں گھیر لیں گے اور پھر ان کے نکل جانے کا کوئی سکوپ باقی نہیں رہے گا۔..... میجر ہیری نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم واقعی فولادی اعصاب کے مالک ہو میجر ہیری۔..... کو برانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ان سے مقابلے میں ایسا بننا ہی پڑتا ہے۔ ورنہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔ کرنل ڈیوڈ، جم مارکر اور ٹام تینوں اسی جذباتی پن کا شکار ہو کر ان کے مقابلے میں ناکام ہوتے رہے ہیں۔ اس لئے میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔..... میجر ہیری کی آواز سنائی دی اور پھر کار میں خاموشی طاری ہو گئی۔

”میں نے یہ جگہ پہچان لی ہے کرنل۔ یہ سپر کالونی کی جنوبی طرف کی چیک پوسٹ ہے۔..... میجر ٹاڈ نے کہا۔

”یہ مشین اٹھاؤ اور چلو۔ سب ساتھیوں کو بھی روانگی کا آرڈر دے دو۔ ہم نے فوری طور پر ہیری کے پیچھے جانا ہے۔ میں اس میجر ہیری کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ کرنل ڈیوڈ کیا حیثیت رکھتا ہے۔ ہم ان کی نگرانی

مشین پر موجود ایک چھوٹی سی سکرین روشن ہو گئی اور پہلے تو سکرین پر روشنی کی آڑی ترچھی سی لکیریں دوڑتی رہیں پھر ایک منظر ابھر آیا۔ یہ منظر ایک کار کے اندرونی حصے کا تھا اور کار کے اندر بیٹھے ہوئے افراد صاف نظر آ رہے تھے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی تھا جس کے سر کے بالوں کا انداز ایسے تھا جیسے کو برا پھن اٹھائے کھڑا ہو۔ اس کے ساتھ میجر ہیری بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹوں پر تین مسلح افراد موجود تھے کار ساکت تھی اور کار کی سکرین سے باہر دور ایک عمارت سی نظر آ رہی تھی..... جس پر تیز روشنی تھی اور دو مسلح فوجی وہاں موجود تھے۔

”یہ تو اس عمران کے ساتھ ہیں، ہیری۔ وہ عمران کہاں گیا۔..... مشین سے اچانک ایک آواز سنائی دی۔ لہجہ بے تکلفانہ تھا اور انہوں نے چونکہ سکرین پر اس کو برے کے پھن والے بالوں کے ہونٹ ہلتے دیکھ لئے تھے۔ اس لئے وہ سمجھ گئے کہ یہی میجر کو برا ہے اور وہی بات کر رہا ہے۔

”وہ جو فسکی کو اغوا کرنے گیا ہو گا۔ تم نے دیکھا کو برا کہ ان لوگوں نے کس عیاری اور ہوشیاری سے چیک پوسٹ پر قبضہ کیا ہے۔ میجر ہیری کی آواز سنائی دی۔

”مگر میجر ہیری۔ ہمیں فوراً ان پر چھاپہ مارنا چاہئے۔ ہم یہاں کیوں رکے ہوئے ہیں۔..... کو برانے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”تم بھی کرنل ڈیوڈ کی طرح جذباتی پن کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی عام مجرم نہیں ہیں۔ یہ دنیا کے شاطر ترین

مکان کے نیچے بنے ہوئے تہہ خانے میں پہنچ کر عمران نے جو فسکی کو کرسی پر بٹھا کر باندھنے کا حکم دیا ہی تھا کہ اچانک سیزھیوں سے ہاشم بچتا ہوا نیچے اتر اور وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔

”حملہ۔ حملہ۔ پورے مکان کو گھیرا جا چکا ہے“..... ہاشم نے چیختے ہوئے کہا اور اسی لمحے دور سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

”کوئی خفیہ راستہ ہے یہاں“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”نہیں یہاں کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے“..... ہاشم نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیپٹن شکیل اسے اٹھاؤ اور سب اسلحہ سنبھال لیں۔ آؤ میرے بچے“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ دوڑتا ہوا سیزھیاں چڑھ کر اوپر والے کمرے میں پہنچ گئے۔ ہاشم کے چار ساتھی

کریں گے اور پھر جیسے ہی یہ حرکت میں آنے لگیں گے ہم بھی بھرپور انداز میں حرکت میں آجائیں گے اور اس کے بعد اگر عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ تو مجھے پرواہ نہیں رہے گی“..... کرنل ڈیوڈ نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور میجر ٹاڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی پھانک کے قریب پہنچ گئی۔ دوسرے لمحے چرر کی تیز آوازیں سنائی دیں اور جیپ بالکل پھانک کے قریب جا کر رک گئی۔ تنویر جو عمران کی سائیڈ پر بیٹھا ہوا تھا اچھل کر نیچے اترا۔ اندرونی طرف سے فائرنگ بند ہو جانے کی وجہ سے اب باہر سے بھی فائرنگ بند ہو چکی تھی۔

”صرف ایک پٹ کھولنا اور جھٹکا دے کر“..... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تنویر نے بڑا کندھ ہٹایا اور دوسرے لمحے اس نے ایک زور دار جھٹکے سے پٹ کھولا اور اس کے ساتھ ہی اس نے چھلانگ لگائی اور پلک جھپکنے میں وہ اس طرح سیٹ پر واپس بیٹھ چکا تھا۔ جیسے بندوق سے نکلنے والی گولی اپنے شکار پر جھپٹتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے فل ایکسیلیٹر دیا اور جیپ آندھی اور طوفان کی طرح آگے بڑھی ہی تھی کہ یک طت سامنے ایک جیپ آگئی۔ عمران نے تیزی سے سٹیرنگ کاٹا اور جیپ چاں کی تیز آواز کے ساتھ دو پہیوں پر سائیڈ پر اٹھی اور سامنے والی جیپ سے ٹکرائے بغیر اس کی بائیں سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھتی گئی۔ اسی لمحے یک طت جیپ پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ مگر جیپ کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ فائرنگ اسے نشانہ نہ بنا سکی۔ البتہ جواب میں تنویر۔ صفدر اور کیپٹن شکیل کی فائرنگ سے فائرنگ کرنے والے چند لمحوں میں ہی خاموش ہو گئے۔ عمران تھوڑا ہی آگے بڑھا تھا کہ یلخت دو کاریں بجلی کی سی تیزی سے دائیں بائیں سے جھپٹ کر سڑک پر آئیں اور یہ دونوں اس قدر اچانک

باہر جوابی فائرنگ کر رہے تھے۔ لیکن چاروں طرف سے فائرنگ کا دباؤ اس قدر شدید تھا کہ صحن میں گولیاں بارش کی طرح برس رہی تھیں۔ ”اوپر والی منزل پر چلو“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ برآمدے میں سے اوپر جانے والی سیڑھیوں پر چڑھتے ہوئے دوسری منزل پر پہنچ گئے۔ لیکن یہاں پہنچ کر عمران کے ہونٹ بے اختیار بھیج گئے۔ کیونکہ مکان کی ساخت ایسی تھی کہ اس کے چاروں طرف چوڑی گلیاں تھیں اور ملحقہ مکانات ان گلیوں کے پار تھے جب کہ فائرنگ چاروں طرف سے کی جا رہی تھی۔ جو فسکی کا مسئلہ بھی خاصا ٹیڑھا تھا۔ ”اب اور کوئی صورت نہیں۔ جیپ میں بیٹھ کر فائرنگ کرتے ہوئے نکلنا ہے ہم نے۔ آؤ“..... عمران نے ایک لمحے میں جائزہ مکمل کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے سیڑھیاں اتر کر نیچے آئے۔ فائرنگ مسلسل جاری تھی۔ عمران نے اشارہ کیا اور وہ سب پورچ میں کھڑی جیپ میں تیزی سے سوار ہو گئے۔

”فائرنگ روک دو اور جس طرح نکلنا چاہو نکل جاؤ“..... عمران نے ہاشم اور اس کے ساتھیوں سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ سٹارٹ کی اور پھر اسے تیزی سے گھما دیا۔

”جب تک میں نہ کہوں فائر نہ کھولنا“..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ جو مشین گنیں لئے جیپ کی کھڑکیوں میں اس انداز میں جے ہوئے تھے کہ براہ راست نشانہ نہ بن سکیں۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے کچھ چھوڑ کر پوری قوت ایکسیلیٹر پر ڈالی تو جیپ بجلی

سے نیچے اتر کر اس نے کال ہیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ پھانک کھلا اور ایک بوڑھا آدمی باہر آیا۔ اس کے جسم پر پتلا اور شکنوں سے بھرپور لباس تھا۔ عمران نے اس کے کان میں سرگوشی کی تو وہ تیزی سے پیچھے ہٹا اور عمران واپس مڑ کر دوبارہ جیپ پر سوار ہو گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا پھانک کھلا اور عمران جیپ اندر لے گیا۔ یہ واقعی انتہائی جدید انداز کی خوب صورت کوٹھی تھی۔ جیسے ہی جیپ جا کر وسیع و عریض پورچ میں رکی برآمدے میں ایک خوب صورت سی لڑکی نمودار ہوئی۔ جس نے جینز اور ہاف شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر پر بال لڑکوں کے سے انداز میں کٹے ہوئے تھے وہ حیرت سے جیپ کو دیکھ رہی تھی کہ عمران جیپ سے نیچے اتر آیا اور تیزی سے آگے بڑھ کر اس نے لڑکی کو کچھ کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔

"اوہ اوہ۔ آؤ میرے ساتھ۔ نیچے تہہ خانوں میں آؤ جلدی کرو....." لڑکی نے تیز لہجے میں کہا۔ اسی لمحے وہ بوڑھا بھی پھانک بند کر کے واپس آگیا۔

"جبراذ کو کہو۔ یہ جیپ یہاں سے نکال کر کہیں دور چھوڑ آئے۔" لڑکی نے اس بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا اور بوڑھا سر ہلاتا ہوا ایک طرف کو بڑھ گیا۔ عمران کے اشارے پر اس کے ساتھ نیچے اتر آئے تھے۔ جو فسکی جسے راستے میں ہوش آگیا تھا کو کیپٹن شکیل نے سر پر ضرب لگا کر دوبارہ بے ہوش کر دیا تھا۔ اسے بھی نیچے اتارا گیا اور پھر اس لڑکی کی رہنمائی میں وہ سب ایک خفیہ راستے سے نیچے ایک وسیع

سامنے آئی تھیں کہ بچ نکلنے کی کوئی راستہ بظاہر نظر نہ آ رہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ ان دونوں کے بونٹ آپس میں ٹکراتے عمران کی جیپ درمیان سے نکلی اور خوفناک دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں کاریں لٹو کی طرح گھومیں اور ان کی ڈگیاں گھوم کر ایک دوسرے کے ساتھ پوری قوت سے ٹکرائیں۔ مگر اس دوران جیپ وہاں سے کافی دور جا چکی تھی۔ اب راستہ صاف تھا۔ مگر عمران اسی رفتار سے جیپ دوڑاتا ہوا لئے چلا جا رہا تھا۔ سائیڈ روڈ سے جیسے ہی مین روڈ پر پہنچے عمران نے جیپ کو دائیں طرف موڑا اور کچھ آگے جانے کے بعد اس نے اسے اسی رفتار سے ایک بار پھر دائیں طرف موڑا۔ پھر جیپ سائیڈ پر جانے والی ایک پختہ سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس سڑک کے دونوں طرف درختوں کے جھنڈ تھے۔ آگے جا کر سڑک بائیں طرف کو گھومی اور پھر ایک خوب صورت پارک کے گیٹ پر جا کر ختم ہو گئی۔ لیکن عمران پارک کی سائیڈ پر بنی ہوئی ناپختہ سڑک پر جیپ کو دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ یہ سڑک قدرے ڈھلوان تھی اس لئے جیپ کی رفتار اور بھی تیز ہو گئی تھی۔ پارک کے خاتمے کے بعد ایک پختہ سڑک پر اس کرتی ہوئی گزر رہی تھی۔ عمران نے جیپ اس پر ڈالی۔ یہ سڑک اب کھیتوں میں سے گزرنے لگی تھی۔ کافی دور جا کر انہیں درختوں کے درمیان ایک وسیع و عریض کھلا مکان نظر آنے لگا۔ جو انتہائی جدید انداز میں بنایا گیا تھا۔ اس پر اسرائیل کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ عمران نے جیپ اس کے بند پھانک کے سامنے جا کر روکی اور پھر بجلی کی سی تیزی

دعریض تہہ خانے میں پہنچ گئے جہاں دفتر کے انداز میں فریج موجود تھا۔
دیوار پر اسرائیل کا ایک بہت بڑا نقشہ چسپاں تھا اور میز پر بھی اسرائیل
کا جھنڈا تھا۔ میز ساگو ان کی بنی ہوئی اور انتہائی وسیع دعریض تھی۔
جس پر تین رنگوں کے فون بھی موجود تھے۔

”آپ لوگوں نے یہ جگہ صبح سات بجے سے پہلے ہر صورت میں خالی
کر دینی ہے میرا نام لیزا ہے“..... لڑکی نے تہہ خانے میں پہنچتے ہی
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”تم فکر نہ کرو لیزا۔ ہم زیادہ دیر نہیں رکھیں گے“..... عمران نے
کہا اور وہ لڑکی جس کا نام لیزا تھا سر ملاتی ہوئی واپس چلی گئی۔
”یہ کس کا دفتر ہے۔ کسی اسرائیلی عہدے دار کا لگتا ہے اور یہ لڑکی
..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ لیزا نائب انچارج ہے اور فلسطینیوں کے ایک انتہائی طاقتور
گروپ جسے ابو عبداللہ گروپ کہا جاتا ہے کے لئے مخبری کرتی ہے۔ بلکہ
اس دفتر کے تمام ملازم مخبری کرتے ہیں اور بھاری رقومات حاصل
کرتے ہیں۔ ابو سلام نے مجھے ایمر جنسی کے لئے اس کا سہ دیا تھا اور
ساتھ ہی معاون کو ڈورڈ بھی بتا دیا تھا۔ کو ڈورڈ ہے ”گریٹ اسرائیل“
اور یقیناً اس نے یہاں اطلاع بھی کر دی ہوگی۔ یہ دراصل سروے آف
اسرائیل کا صدر دفتر ہے“..... عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں نے
اثبات میں سر ملادیا۔

”چلو اس جو فسکی کو ہوش میں لے آؤ۔ ہمیں یہاں زیادہ دیر نہیں

رکنا۔ دشمن کسی بھی وقت یہاں پہنچ سکتے ہیں۔ گو مجھے یقین ہے کہ لیزا
انہیں آسانی سے سنبھال لے گی۔ لیکن پھر بھی ہمیں محتاط رہنا چاہیے۔“
عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے کاندھے پر لدے ہوئے جو فسکی
کو ایک کرسی پر بٹھا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے یکے بعد دیگرے
اس کے دونوں گالوں پر تین چار زور دار ٹھہر جڑ دیتے۔ چند لمحوں بعد
جو فسکی چیخ مار کر ہوش میں آیا۔ تو کیپٹن شکیل تیزی سے مڑ کر اس کے
عقب میں گیا اور اس نے گردن سے پکڑ کر جو فسکی کو ایک جھٹکے سے
کھڑا کیا اور دوسرے لمحے انتہائی پھرتی سے اس کا سیلنگ گاؤن آدھے
سے زیادہ اس کے بازوؤں کے نیچے اتار کر اس کے کاندھوں پر دو باؤ ڈال
کر اسے دوبارہ کرسی پر بٹھا دیا۔ اس ساری کارروائی میں صرف چند لمحے
فرج ہوئے اور جو فسکی جو ہوش میں آکر ابھی ذہنی طور پر سنبھل ہی پا
رہا تھا کہ اس حیرت انگیز کارروائی سے بری طرح ہراساں ہو گیا۔

”تمہارا نام جو فسکی ہے اور تم ملکی سلامتی کے دفاعی مشیر ہو۔“
عمران نے آگے بڑھ کر غراتے ہوئے لہجے میں جو فسکی سے بات کرتے
ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے پناہ درشت تھا۔ جیسے کوئی بھوکا بھیریا اپنے
شکار پر غرار رہا ہو۔

”ہاں۔ ہاں۔ مگر۔ مگر۔ تم کون ہو۔ تم تو ایکری ہو۔ مگر زبان
مقامی بول رہے ہو۔ کلب۔ کون ہو تم۔ اور میں کہاں ہوں۔ یہ تو
کوئی دفتر ہے۔ اسرائیل کا کوئی سرکاری دفتر“..... جو فسکی نے ادھر
ادھر دیکھتے ہوئے مگر گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنو جو فسکی۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں سنیک سرکل نامی لیبارٹری کے بارے میں مکمل تفصیلات کا علم ہے اور ہم تمہیں تمہاری رہائش گاہ سے اس لئے اغوا کر کے لائے ہیں تاکہ تم ہمیں سنیک سرکل کی اندرونی اور بیرونی تمام تفصیل بتا دو“..... عمران نے اسی لمحے میں کہا۔

”س۔ سنیک سرکل۔ کک۔ کک۔ کیسا سنیک سرکل۔ میں تو کسی سنیک سرکل کے بارے میں نہیں جانتا۔ تمہیں یقیناً غلط فہمی ہوئی ہے“..... جو فسکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تتویر۔ اب یہ تمہارا شکار ہے۔ لیکن دیکھو اسے مرنا بھی نہیں چاہئے اور وقت بھی ضائع نہیں ہونا چاہئے“..... عمران نے دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”اس مجھ نے میرا کیا شکار بننا ہے۔ بہر حال میں ابھی اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر اس کی روح سے بھی سب کچھ اگوا لیتا ہوں“۔ تتویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھ کر جو فسکی کے سامنے تن کر کھڑا ہو گیا۔

”میں تمہیں آخری چانس دے رہا ہوں جو فسکی۔ سنیک سرکل کے بارے میں سب کچھ بتا دو“..... تتویر نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”میں جب کچھ جانتا ہی نہیں تو“..... جو فسکی نے کہنا شروع ہی کیا تھا کہ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا تتویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور اس کے ساتھ ہی جو فسکی کے حلق سے

انتہائی کر بناک چیخ نکلی اور وہ کرسی پر بری طرح پھڑکنے لگا۔ تتویر نے انتہائی بے دردی سے انگلی اس کی دائیں آنکھ میں کسی نیزے کی طرح مار دی تھی۔

”اب بھی وقت ہے بتا دو۔ ورنہ ورنہ دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا“..... تتویر نے اپنی خون اور زرد رنگ کے مادے سے لتھری ہوئی انگلی جو فسکی کے سیلینگ گاؤن سے صاف کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

جو فسکی کی حالت بے حد غراب تھی۔ اگر کیپٹن شکیل نے اسے عقب سے کاندھوں پر دباؤ ڈال کر پکڑا ہوا نہ ہوتا تو جو فسکی شاید پورے فرش پر لوٹن کبوتر کی طرح پھڑکتا پھرتا۔ وہ مسلسل چیخ رہا تھا اور پھر اس کی آواز ڈوبتی چلی گئی اور اس کا سر ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ دوسرے لمحے کمرہ تتویر کے زوردار تھپڑوں کی آواز سے گونج اٹھا اور ایک بار پھر جو فسکی چیخ مار کر ہوش میں آ گیا۔ اس کے چہرے سے پسینہ بہہ رہا تھا۔ جیسے سر سے آتش چہرے پر بہتی ہوئی نیچے جا رہی ہو۔ رنگ زرد پڑ گیا تھا اور باقی ماندہ ایک آنکھ تکلیف اور خوف کی وجہ سے پھٹ سی گئی تھی۔ چہرے کے عضلات تکلیف کی شدت سے بری طرح بگڑ گئے تھے۔

”بولو۔ ورنہ دوسری آنکھ نکال دوں گا۔ اس کے بعد کان کاٹ دوں گا۔ ناک کاٹ دوں گا۔ جبڑے توڑ دوں گا۔ بازوؤں اور لاتوں کی ساری ہڈیاں توڑ دوں گا اور پھر تمہارا یہ مفلوج اور بے بس جسم

اسرائیل کے کسی چوک میں پڑا نظر آئے گا۔ بولو ورنہ..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”بتاتا ہوں بتاتا ہوں۔ فارگا ڈسک۔ مجھے اندھانہ کرو۔ تم ظالم ہو تم بے رحم ہو۔ مم۔ مم۔ میں بتاتا ہوں“..... آخر کار جو فسکی نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔

”بولنا شروع کرو۔ ورنہ..... تنویر نے پہلے سے بھی زیادہ سرد لہجے میں کہا اور پھر جیسے ٹیپ ریکارڈ چل پڑتا ہے۔ اس طرح جو فسکی نے سنیک سرکل کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔ چونکہ وہ اب ذہنی طور پر انتہائی خوف زدہ ہو چکا تھا۔ اس لئے عمران نے مسلسل سوالات کر کے اس سے اپنے مطلب کی ہر بات پوچھ لی۔

”او..... کے۔ تم نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے جو فسکی۔ اس لئے اب تمہیں مزید کوئی تکلیف نہ دی جائے گی۔ اسے پانی پلواؤ..... عمران نے مسکراتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا اور خود وہ مڑ کر اس راستے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ لوگ اس تہہ خانے میں پہنچے تھے۔ لیکن ابھی وہ سیرھویوں تک پہنچا ہی تھا کہ وہ بوڑھا تیزی سے سیرھیاں اترتا ہوا نیچے آیا۔ اس کے چہرے پر گھبراہٹ اور پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

”وہ۔ وہ۔ جی۔ پی۔ فانیو کا کرنل ڈیوڈ اور سیکرٹ سروس کا میجر ہیری آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے لیزا کو گرفتار کر لیا ہے اور وہ پورے دفتر کی تلاشی لے رہے ہیں۔ وہ۔ وہ۔ یہاں پہنچ جائیں گے“..... بوڑھے کا

لہجہ انتہائی پریشانی والا تھا۔

”یہاں ایک خفیہ راستہ ہے۔ وہ بتاؤ کہاں ہے۔ جلدی بتاؤ۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہی تو بتانے آیا ہوں۔ لیزا نے مجھے اشارہ کر کے کہا ہے کہ میں تم لوگوں کو یہاں سے نکال دوں۔ ورنہ ہم سب بے موت مارے جائیں گے۔ آؤ میرے ساتھ“..... بوڑھے نے کہا اور تیزی سے میز کی عقبی سمت دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر اس کے اندر ہاتھ ڈال کر کوئی ہتک کھینچا تو الماری تیزی سے سائیڈ پر ہٹ گئی اور خلا میں نیچے جاتی ہوئی سیرھیاں صاف دکھائی دینے لگیں۔

”جلدی کریں۔ آپ سب یہاں سے نکل جائیں یہ سرنگ یہاں سے کچھ دور کھیتوں کے اندر بنے ہوئے ایک ہٹ میں نکلے گی۔ وہ بڑے صاحب کاریسٹ ہاؤس ہے۔ وہاں سے آپ نکل سکتے ہیں۔ پلیز جلدی کریں۔ ابھی میں نے یہاں کی چیزوں کو بھی درست کرنا ہے۔“ بوڑھے نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جو فسکی کو بھی لے آؤ۔ اگر یہ کوئی غلط حرکت کرے تو گردن توڑ دینا“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کچھ نہیں کروں گا“..... جو فسکی نے ہسے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر جب وہ سب تیزی سے سیرھیاں اتر گئے۔ تو ان کے عقب میں الماری کا تختہ آگیا۔ سیرھویوں کے اختتام پر ایک سرنگ تھی

جو کافی دور تک چلی گئی تھی۔ سرنگ میں باقاعدہ دری نما میٹ بکھا ہوا تھا اور سائیدوں پر تصاویر کے فریم موجود تھے۔ وہ سب تیزی سے آگے بڑھتے گئے اور پھر وہ واقعی سرنگ کے اختتام پر ایک دروازہ کھول کر دوسری طرف آئے تو وہ ایک خوب صورت انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔ اس کمرے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں سے ہوتے ہوئے اس خوب صورت انداز میں بنے ہوئے ہٹ سے باہر آگئے۔ یہ ہٹ درختوں کے ایک گھنے جھنڈ میں بنا ہوا تھا اور اس کے چاروں طرف دور دور تک کھیتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا۔ جن میں قد آور فصلیں کھڑی تھیں۔

”اوپر درخت پر چڑھ کر صورت حال چیک کرو“..... عمران نے تنویر سے کہا اور تنویر تیزی سے ایک درخت پر چڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ نیچے اتر آیا۔

”یہاں سے شمال میں ایک زرعی فارم نظر آ رہا ہے۔ اس میں ایک سبزی لادنے والی بڑی سی ویگن بھی کھڑی ہے“..... تنویر نے کہا۔ تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ سب تنویر کی ہی رہنمائی میں فصلوں کے درمیان احتیاط سے چلتے ہوئے اس زرعی فارم کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ جو فسکی کو انہوں نے درمیان میں رکھا ہوا تھا اور وہ انتہائی سعادت مندی سے اور خاموشی سے سر جھکائے ان کے درمیان چل رہا تھا۔

جب زرعی فارم کی عمارت انہیں نظر آنے لگی تو عمران نے انہیں

وہیں رکنے کے لئے کہا اور خود وہ تنویر کو ساتھ لے کر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ چونکہ اب صبح کی ہلکی ہلکی روشنی نمودار ہونے لگ گئی تھی۔ اس لئے انہیں ہر چیز واضح طور پر نظر آنے لگ گئی تھی۔ فارم کا پھانک بند تھا۔ لیکن اس کی دیواریں کچھ زیادہ بلند نہ تھیں اور اس کی چھت پر بنی ہوئی چھنی سے دھواں بھی نکلنا شروع ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے اس کے مکین اب نیند سے بیدار ہوئے ہوں۔ عمران نے تنویر کو رکنے کا اشارہ کیا اور خود دوڑ کر اس نے جمپ لگایا اور پھر جیسے کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ایک لمحے کے لئے دیوار پر نظر آیا۔ دوسرے لمحے ایک ہلکے سے دھماکے سے اندر فارم کے صحن میں کود گیا۔ جہاں شیلے رنگ کی ایک بڑی سی سبزی لے جانے والی ویگن کھڑی تھی۔ دوسرے لمحے تنویر بھی عمران کی طرح اڑتا ہوا صحن میں کود گیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے چلتے ہوئے فارم کی اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

”کون ہے۔ کون ہے باہر۔ بیٹی زیخا دیکھنا باہر کون ہے۔ مجھے کسی کے کودنے کے دھماکے سنائی دیئے ہیں“..... اچانک ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز سے ہی لگتا تھا کہ کوئی بوڑھا آدمی چیخ رہا ہے۔ ”کون ہے باہر“..... اسی لمحے ایک دروازے کے پیچھے ایک عورت کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی اور پھر دروازہ کھلا اور ایک ادھیر عمر کی عورت باہر آ گئی۔ اس کے لباس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کسان عورت ہے۔ وہ قدرے ڈری ہوئی اور سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔ جیسے ہی وہ باہر آئی۔ عمران برآمدے کے ستون کی اوٹ سے بجلی کی سی تیزی

سے نکلا اور دوسرے لمحے عورت کی ہلکی سی چیخ سے فارم گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی وہ عمران کے بازوؤں میں جھول گئی۔
 ”زیلخا۔ زیلخا۔ کیا ہو رہا ہے۔ کون ہے۔ کیوں چیختی ہو تم۔“ اندر سے وہی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اندر جا کر اس بوڑھے کو بے ہوش کر دو۔ لیکن خیال رکھنا اسے زیادہ تکلیف نہ ہو۔“..... عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور تنویر سر ملاتا ہوا وہی دروازہ کھول کر جس میں سے وہ عورت نکلی تھی اندر غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اندر سے بوڑھے کی ہلکی سی چیخ سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران اس بے ہوش عورت زیلخا کو گھسیٹتا ہوا اندر لے گیا۔

”جا کر ساتھیوں کو لے آؤ۔ ہم نے فوری میک اپ وغیرہ صاف کر کے یہاں سے نکلنا ہے۔ جلدی کرو۔“..... عمران نے تنویر سے کہا اور پھر اس عورت کو اس نے کمرے میں موجود دوسرے بستر پر لٹا دیا۔ جب کہ پہلے بستر پر ایک بوڑھا آدمی بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کی سوکھی ہوئی ٹانگیں صاف نظر آرہی تھیں۔ وہ یقیناً اس زیلخا کا باپ ہوگا اس لئے وہ بے چارہ صرف چیختا ہی رہا تھا حرکت میں نہ آسکا تھا۔
 ”مجھے افسوس ہے۔ تم دونوں کو بے ہوش کرنا لازمی تھا۔ ورنہ تم

اس کرنل ڈیوڈ کے تشدد کی تاب نہ لا سکتے۔“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے باہر نکل آیا۔ تھوڑی دیر بعد صفدر اور کیپٹن شکیل پھانک کے راستے تنویر کے ساتھ اندر آ گئے۔ جو فسکی بھی ان کے

ساتھ تھا۔ پھر جو فسکی جیسے ہی برآمدے میں پہنچا پھانک عمران کا بازو حرکت میں آیا اور وہ چیخ مار کر اچھل کر پہلو کے بل نیچے فرش پر گرا ہی تھا کہ عمران کی لات چلی اور دوسری چیخ کے ساتھ ہی جو فسکی ساکت ہو گیا۔

”اسے مار کیوں نہیں دیتے۔ خواہ مخواہ لٹکائے پھرتے ہو۔“ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ابھی نہیں۔ ورنہ یہ غریب کسان اس کی لاش ملنے پر عتاب کا شکار ہو جائیں گے اور وہاں سے یہ اپنے پیروں پر چل کر آیا ہے۔ ورنہ تمہیں خواہ مخواہ لاش کا وزن اٹھانا پڑتا۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس نے صفدر کو بے ہوش جو فسکی کو اٹھانے کا اشارہ کیا اور مڑ کر اندرونی طرف کو بڑھ گیا۔

لجے میں کہا۔

”دفاعی مشیر جو فسکی کی ایک آنکھ ہتھائی بے دردی سے نکالی گئی ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان پر انتہائی بے رحمانہ تشدد کیا گیا ہے اور یقیناً ایسا اس لئے کیا گیا ہوگا کہ ان سے سنیک سرکل کے بارے میں تفصیلات پوچھی جائیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیسے لوگ ہیں کہ جو اس قدر سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود سپر کالونی میں داخل ہوتے ہیں اور ملکی سلامتی کے دفاعی مشیر جیسے حکومت کے اعلیٰ ترین عہدیدار کو اغوا کر کے لے جاتے ہیں۔ آخر یہ کیا کرتے ہیں کس طرح ایسا کرتے ہیں“..... وزیراعظم نے دانت پیسنے کے سے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”پلیز۔ ایس۔ ایس کا نام مت لیں“..... صدر مملکت نے کہا۔
”اب کیا رہ گیا ہے باقی چھپانے کے لئے جناب۔ جب دشمنوں کو اس کی تفصیلات کا علم ہو گیا ہے تو پھر اب اسے چھپانے کا کیا فائدہ۔“
وزیراعظم نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان لوگوں کو ہر چیز کے بارے میں کیسے علم ہو جاتا ہے۔ انہیں کیسے علم ہو گیا کہ جو فسکی ایس ایس کے بارے میں جانتا ہے“..... صدر نے کہا۔

”جناب۔ ان لوگوں نے ہر طرف مخبری کے جال بکھار رکھے ہیں۔ انہیں ان کی جیب کو واضح طور پر سروے آف اسرائیل کے مرکزی دفتر لیا جاتے اور پھر وہاں سے نکلتے ہوئے چیک کیا تھا۔ لیکن پھر کافی دور

”صورت حال انتہائی مخدوش ہو چکی ہے۔ دفاعی مشیر جو فسکی کا اغوا اور پھر اس کی لاش کا ایک چوک پر سے ملنے کا مطلب ہے کہ ہم سب ان کے مقابلے میں قطعی بے بس ہو چکے ہیں“..... صدر مملکت نے انتہائی غصیلے لہجے میں اپنے وقار کے خلاف قدرے چیختے ہوئے کہا۔
”جناب“..... سامنے بیٹھے ہوئے کرنل ڈیوڈ نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا۔

”خاموش رہیں۔ میں آپ کی ساری کہانی سن چکا ہوں۔ آپ کے پاس سوائے یہ کہانیاں سنانے کے اور باقی رہ ہی کیا گیا ہے اب تک آپ نے کیا کیا ہے۔ چند افراد کا ایک گروپ ہے جو پورے اسرائیل میں کھلے عام دندناتا پھرتا ہے جس کو چاہے مار ڈالتا ہے۔ جس کو چاہے اغوا کر لیتا ہے اور تم لوگ صرف کہانیاں ہی سناتے رہ جاتے ہو۔ بولو کیا کیا ہے تم لوگوں نے“..... صدر مملکت نے کاٹ کھانے والے

وہ جیب ہمیں خالی کھڑی نظر آئی۔ ہم نے سروے آف اسرائیل کے مرکزی دفتر کی مکمل تلاش لی۔ لیکن وہاں سے کچھ نہ ملا۔ ہم نے ارد گرد کا سارا علاقہ چھان مارا۔ لیکن ان لوگوں کا کہیں کوئی پتہ نہیں چلا۔ اس کا مطلب ہے کہ سروے آف اسرائیل کے محکمے کے ملازمین فلسطینیوں کے مخبر ہیں۔ انہوں نے ان لوگوں کو کسی ایسی جگہ چھپا دیا ہے جہاں وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں۔ ہم آپ سے اجازت چاہتے ہیں کہ اس محکمے کے تمام ملازمین کو ضروری تفتیش کے لئے ہیڈ کوارٹر لے جانے کی اجازت دیں۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”کیا یہ ملازمین فلسطینی ہیں؟..... صدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”جی نہیں۔ سب یہودی ہیں۔ ویسے ہم نے ان کے سابقہ ریکارڈز چھان بین کی ہے۔ ان کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے لیکن پھر ہم مزید تفتیش چاہتے ہیں۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”جنتاب مجھے اجازت دیں تو میں عرض کروں۔..... میجر ہیری نے بولتے ہوئے کہا۔

”تم بھی کہو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو؟..... صدر نے ہزار سے زائد میں کہا۔

”جنتاب۔ عمران اور اس کے ساتھی سروے آف اسرائیل کے دفتر

میں داخل ضرور ہوئے۔ لیکن وہ ان کے ریسیٹ ہاؤس کے راستے وہاں سے نکل کر کچھ فاصلے پر موجود ایک زرعی فارم پہنچے۔ وہاں ایک معذور کسان اپنی بیٹی کے ساتھ رہتا ہے۔ انہوں نے ان دونوں کو بے ہوش

کیا اور وہاں سے ان کی سبزی لادنے والی ویگن لے اڑے اور یہ ویگن ہمیں تل ایسب کی مرکزی بارکیٹ کے قریب جنرل پارکنگ میں خالی کھڑی ملی ہے اور جنتاب جو فسکی کی لاش جس چوراہے سے ملی ہے۔ وہ اسی راستے میں پڑتا ہے۔ سیکرٹ سروس اب بھی انہیں تلاش کر رہی ہے اور ہمیں یقین ہے کہ ہم انہیں بالآخر تلاش کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن اس سلسلے میں میری ایک گزارش ہے۔..... میجر ہیری نے کہا۔

”کیا؟..... صدر نے چونک کر پوچھا۔

”جنتاب۔ جب سے عمران اور اس کے ساتھی اسرائیل میں داخل ہوئے ہیں۔ سیکرٹ سروس اور جی۔ پی۔ فائیو نے کئی بار ان کا سراغ لگایا۔ ایک بار تو سیکرٹ سروس انہیں گرفتار کر لینے میں بھی کامیاب ہو گئی۔ لیکن اس سارے چکر میں ناکامی صرف اس لئے بار بار پیش آ رہی ہے کہ جی۔ پی۔ فائیو اور سیکرٹ سروس دونوں ادارے ان لوگوں کو گرفتار یا ہلاک کرنے کا کریڈٹ حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے رابطے کی بجائے ایک دوسرے کے خلاف اقدام کر رہے ہیں اور اس سے عمران اور اس کے ساتھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔..... میجر ہیری نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ایک ادارے کو ڈراپ کر دیا جائے۔“ صدر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”نہیں جنتاب۔ میری گزارش اتنی ہے کہ ایک ادارے کو ان کی

تلاش میں اور دوسرے ادارے کو اس جگہ تعینات کیا جائے۔ جو ان کا ٹارگٹ ہے۔ اس طرح اگر ایک ادارہ انہیں تلاش یا گرفتار نہ کر سکا تو دوسرا ادارہ بہر حال اس ٹارگٹ پر پہنچتے ہی انہیں ہلاک کر دے گا۔“

میجر ہیری نے کہا۔

”میجر ہیری کی تجویز درست ہے جناب۔ میں نے بھی یہی محسوس کیا ہے کہ دونوں اداروں کی کارکردگی ایک دوسرے سے متصادم ہونے کی وجہ سے پاکیشیائی ایجنٹس مسلسل فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب جب کہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹوں نے جو فسکی پر تشدد کر کے اس سے یقیناً سنیک سرکل کی پوری تفصیل معلوم کر لی ہوگی۔ تو اب اسے مزید چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بلکہ اب ہمیں اس کی حفاظت کا جامع بندوبست کرنا چاہیے۔“

وزیراعظم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ اس سلسلے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔“

صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ میرے ذہن کے مطابق ایس۔ ایس کی حفاظت کے لئے دو حصار قائم کئے جائیں۔ ملٹری انٹیلی جنس کی سرکردگی میں ملٹری سیکورٹی کے افراد کو بیرونی سرکل میں اور سیکرٹ سروس کو سیکنڈ سرکل میں ایس۔ ایس کے قریب رکھا جائے اور جی۔ پی۔ فائیو کو آزاد کر دیا جائے کہ وہ پورے اسرائیل میں انہیں تلاش کر کے ان کا خاتمہ کر دے۔“

وزیراعظم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”او۔ کے۔ آپ آرڈر کر دیں اور اب آپ ایس۔ ایس کو ذاتی

سرکردگی میں لے لیں۔ خود وہاں سیکورٹی اور سیکرٹ سروس کو تعینات کریں اور اس کی حفاظت کے لئے جس قدر ممکن ہو وسائل استعمال کریں۔“

صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ لیکن ان کے چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھی تک نمایاں تھے۔ ان کے ساتھ ہی وزیراعظم، کرنل ڈیوڈ اور میجر ہیری بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔

”کرنل ڈیوڈ۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔“

صدر نے دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ خاموشی سے صدر مملکت کے پیچھے چلتا ہوا اس دروازے سے باہر نکل گیا۔ جب کہ وزیراعظم کے اشارے پر میجر ہیری واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا اور وزیراعظم نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کسی کو ہدایات دیں اور پھر رسیور رکھ دیا۔

”میں نے سنیک سرکل کے تفصیلی نقشے منگوائے ہیں تاکہ ہمیں اس کی پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی کرنل ڈیوڈ اور جی۔ پی۔ فائیو کے بس کے نہیں ہیں اس لئے وہ لازماً ایس۔ ایس پر حملہ آور ہوں گے اور اگر تم انہیں ہلاک کر لینے میں کامیاب ہو گئے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ کرنل ڈیوڈ کو برطرف کر کے سیکرٹ سروس اور جی۔ پی۔ فائیو کو ایک کر دیا جائے گا اور تمہیں اس کا سربراہ بنا دیا جائے گا۔“

وزیراعظم نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر ہیری کا چہرہ فرط مسرت سے چمک اٹھا۔

سنیک سرکل لیبارٹری کے متعلق جان بوجھ کر یہ بات پھیلا دی گئی تھی کہ یہ لیبارٹری ماسوری چھاؤنی کے نیچے بنائی گئی ہے۔ جب کہ جو فسکی کے مطابق یہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری تل اویب سے دس کلو میٹر دور اربابہ کی پہاڑیوں کے اندر بنائی گئی ہے اور یہ نقشہ ان پہاڑیوں کا ہے۔ اربابہ کی پہاڑیوں پر سوائے چھاڑیوں کے اور کچھ نہیں ہے اور اس کی سب سے اونچی چوٹی پر باقاعدہ اسرائیلی ایئر فورس کے جنگی ہیلی کاپٹروں کا اڈہ بنایا گیا ہے اور اس پورے علاقے کی چیکنگ کا نظام قائم کیا گیا ہے۔ جو فسکی کے بقول وہ ایک بار ڈاکٹر وائٹم جو کہ اس لیبارٹری کا انچارج ہے۔ کے ساتھ اس لیبارٹری میں گیا تھا۔ اس کے مطابق اس لیبارٹری کا راستہ کسی چٹان کے ہٹ جانے کی وجہ سے نمودار ہوا تھا اور یہ راستہ ڈاکٹر وائٹم نے فضا میں ہی کسی مخصوص آلے سے کھولا تھا اس لئے وہ اس راستے کی نشاندہی کرنے سے قاصر تھا۔ اندر بھی ایک خاص حد تک ریسرچ سنٹر، سائنسدانوں کے رہائشی کمرے اور سنور وغیرہ ہیں۔ اس کے بعد اصل لیبارٹری ہے۔ جس کو ایک ایڈ بلاک دیوار اس حصے سے علیحدہ کر دیتی ہے اور یہ دیوار اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ اسے کسی صورت میں بھی توڑا نہیں جاسکتا۔ اصل لیبارٹری مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ ہے اور صرف بیرونی حصے میں موجود مخصوص مشینوں کے ذریعے ڈاکٹر وائٹم اور اس کے ساتھی اس لیبارٹری کی مشینوں کو کنٹرول کر کے سنگل ڈراپ نامی ہتھیار پر تجربات اور ریسرچ کرتے ہیں۔ میں نے جو فسکی سے ملنے والی معلومات

عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ابو عبد اللہ گروپ کی ایک خفیہ پناہ گاہ کے بڑے سے کمرے میں موجود تھا۔ وہ سب درمیان میں موجود ایک نقشے پر جھکے ہوئے تھے۔ اس نقشے کے ساتھ ساتھ ایک اور نقشہ بھی تھا جسے ہاتھ سے بنایا گیا تھا۔ عمران نے جو فسکی کا خاتمہ کر کے اسے ایک چوراہے پر ڈالا اور پھر وہ زرعی فارم سے ملنے والی سبزی لادنے والی ویگن کو جنرل پارکنگ میں چھوڑ کر وہاں سے ابو سلام کے ایک چھوٹے سے اڈے پر پہنچے۔ وہاں عمران نے سنیک سرکل کے سلسلے میں براہ راست ابو سلام سے بات کی تو ابو سلام نے اسے بتایا کہ اس سلسلے میں ان کی بھرپور مدد ابو عبد اللہ گروپ ہی کر سکتا ہے۔ سہتاچہ ابو سلام کے ذریعے عمران کی براہ راست ابو عبد اللہ سے بات ہوئی اور پھر وہ ابو عبد اللہ کے ایک اہم ساتھی کی مدد سے اس کے ایک خفیہ اڈے پر پہنچے تھے۔

کی بنا پر اندرون طور پر اس لیبارٹری کا یہ نقشہ بنایا ہے اور جو فسکی کی لاش ملنے کے بعد لازماً صدر اور وزیراعظم یہ سمجھے گئے ہوں گے کہ ہم نے جو فسکی کو اغوا کر کے اس سے سنیک سرکل کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ اس لئے اب اربابہ کی پہاڑیوں اور لیبارٹری کے گرد ہمارے لئے قدم قدم پر موت کے جال بچھائے جا چکے ہوں گے اور یہ لیبارٹری عام اسلحے سے بھی تباہ نہیں ہوگی۔ اس کے لئے خصوصی اسلحے کی ضرورت ہوگی۔ اب تم لوگوں کا کیا خیال ہے؟

..... عمران نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں فوری طور پر یہ اقدام نہیں کرنا چاہئے لیکن ہم کب تک چھپے رہیں گے۔ اب تک بھی ہم صرف دفاع ہی کرتے رہے ہیں۔ ایکشن میں تو ہم سرے سے آئے ہی نہیں۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ویسے عمران صاحب۔ ہم جس مشن پر آئے تھے وہ تو مکمل ہو ہی گیا ہے۔ صالح کی اطلاع کے مطابق حکومت اسرائیل نے خود ہی سپیشل سیکشن کو ختم کر دیا ہے۔ یہ سنیک سرکل والا مشن تو بہر حال ہمارا نہیں ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہم واپس چلے جائیں۔“ جولیانے چونک کر پوچھا۔

”میرا تو یہی خیال ہے۔ اگر ہم نے اس نئے مشن پر کام کرنا ہے تو ہمیں چیف سے باقاعدہ اجازت لینی چاہئے۔ ہم اپنے طور پر تو کسی مشن

پر کام نہیں کر سکتے۔“ صفدر نے کہا۔

”اوہ واقعی۔ یہ بات تو میرے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ واقعی چیف سے اس بارے میں پوچھنا چاہئے۔“ جولیانے چونک کر کہا اور پھر سوائے عمران کے باقی سب ساتھیوں نے بھی صفدر کی بات کی تائید کر دی۔ جب کہ عمران آنکھیں بند کئے کرسی کی نشست سے سرٹکائے اس طرح لا تعلق بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کا ان ساری باتوں سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔

”تمہارا کیا خیال ہے عمران۔“ جولیانے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”میں تمہاری طرح ملازم نہیں ہوں۔ جو میرا دل چاہے گا کروں گا۔“ عمران نے آنکھیں کھول کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ اگر چیف نے اس مشن پر کام کرنے سے منع کر دیا تو تم پھر بھی اس پر کام کرو گے۔“ جولیانے عصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر میرا دل چاہا تو ضرور کروں گا۔ تمہارا چیف مجھے کیسے روک سکتا ہے اور اگر میرا دل نہ چاہا تو تمہارے چیف کے کہنے کے باوجود بھی نہیں کروں گا۔ واقعی آزادی بڑی نعمت ہوتی ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تم اپنی مرضی کر کے دیکھو۔ پھر دیکھنا تمہارا کیا حشر ہوتا ہے۔“ جولیانے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ کیا حشر ہوتا ہے۔ لیکن یہ حشر دو بولوں کے بعد ہوتا ہے۔ پہلے نہیں ہوتا۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں

ضرورت ہے۔ ایسے کاموں کے لئے تنویر جو موجود ہے۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جولیا کے چہرے پر ایسی بے بسی سی نمودار ہوئی جیسے وہ ذہنی طور پر بری طرح زچ ہو گئی ہو۔

"مس جولیا تو صرف تمہیں دھمکیاں دے کر رہ جاتی ہے میں گولی بھی مار دوں گا۔ سمجھے۔" تنویر نے بھنائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بزرگ کہتے ہیں۔ سمجھ تجربے سے آتی ہے۔ خالی باتوں سے نہیں۔" عمران نے اسے اور زیادہ چڑاتے ہوئے کہا اور تنویر نے بے

اختیار ایک جھٹکے سے جیب سے ریوالتور نکال لیا۔

"تنویر۔ کیا تم ہوش میں ہو۔" ایک طخت صفدر نے غصیلے لہجے

میں کہا۔

"اسے تم نہیں سمجھاتے۔ یہ کیوں بکو اس کرتا رہتا ہے۔" تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس نے ریوالتور دوبارہ جیب میں رکھ لیا۔

"مس جولیا۔ آپ فون پر چیف سے بات کریں اور اسے مشن کی تفصیلات بتا کر اس سے پوچھیں کہ ہمارے لئے کیا حکم ہے۔" صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی بات کر کے آتی ہوں۔" جولیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ کیونکہ فون دوسرے کمرے میں تھا۔

"کچھ لمحے رک جاؤ۔ تاکہ میں تمہارے ساتھ قربانی کا بکرانہ بنوں۔" مجھے پہلے یہاں سے نکل جانے دو۔" عمران نے کہا تو جولیا سمیت

کہا۔

"دوبلوں۔ کیا مطلب۔" جولیا فوری طور پر ان الفاظ کا صحیح مفہوم نہ سمجھ سکی تھی۔

"جس سے ہریوی کو اختیار مل جاتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے بے چارے شوہر کا حشر کر دے۔" عمران نے اسی طرح معصوم سے لہجے میں کہا۔

"تم نے پھر بکو اس شروع کر دی۔" جولیا نے اور زیادہ غصیلے

لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ توبہ کرو۔ کانوں کو ہاتھ لگاؤ۔ ناک سے لکیریں کھینچو۔ جلدی سے کفارہ ادا کرو۔ بلکہ ایسا کرو کہ تنویر کو فوراً کفارے کی رقم ادا کر دو۔ یہ واقعی کفارے کی رقم کا صحیح مستحق ہے۔ جسے تم بکو اس کہہ رہی ہو۔ وہ تو انتہائی مقدس کلمات ہوتے ہیں۔" عمران نے ایسے پریشان لہجے میں کہا جیسے جولیا پر کوئی قیامت ٹوٹنے والی ہو۔

"میں انہیں نہیں۔ تمہاری بات کو بکو اس کہہ رہی ہوں۔ سمجھے اور سنو آئندہ میرے ساتھ اس قسم کی بکو اس کی ضرورت نہیں۔ اب اگر تم نے اس بار اشارہ بھی کیا تو میں تمہیں گولی مار دوں گی۔" جولیا نے پہلے سے زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

"لاحول ولا قوۃ۔ تم نے مجھے استیبا بد اخلاق سمجھ رکھا ہے کہ میں نامحرم کو اشارے کروں گا اور ویسے بھی مجھے اشارہ کرنے کی کیا

"بالکل۔ مس جولیا کو فیصلہ کرنے کا مکمل اختیار ہے"۔ بتویر نے فوراً ہی نعمانی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

"اگر یہ بات ہے تو پھر میرا فیصلہ یہی ہے کہ ہمیں اس لیبارٹری کو ہر صورت میں تباہ کرنا چاہئے۔ اس لیبارٹری میں جس ہتھیار پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ اگر وہ مکمل ہو گیا تو پھر پوری دنیا کے مسلمانوں کو اس سے یقینی خطرہ لاحق ہو جائے گا"۔ جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بڑے با اعتماد لہجے میں فیصلہ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں فیصلہ منظور ہے"۔ سب ساتھیوں نے کہا اور جولیا کے چہرے پر اندرونی مسرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔ لیکن عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"عمران صاحب۔ اب ہمیں اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا کوئی لائحہ عمل طے کر لینا چاہئے اور جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اس پر ریڈ کر دینا چاہئے۔ کیونکہ جس قدر وقت گزرے گا۔ اسرائیل اس کے حفاظتی انتظامات زیادہ سخت کرتا جائے گا"۔ صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کو اپنے چیف کے فیصلے پر فوری عمل درآمد کرنا چاہئے"۔ عمران نے سپاٹ سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تمہیں میرا فیصلہ منظور نہیں ہے"۔ جولیا نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا مطلب"۔ جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"تم فون کرنے جا رہی ہونا اپنے چیف کو"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ پھر"۔ جولیا نے کہا۔

"پھر یہ ہو گا کہ فارن کال چیک ہو گی اور اس چیکنگ سے یہ اڈہ بھی اسرائیلیوں کی نظروں میں آجائے گا اور اس کے بعد پلاؤ کھائیں گے۔ احباب فاتحہ ہو گا۔"۔ عمران نے سادہ سے لہجے میں کہا اور جولیا ایک جھٹکے سے واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔ صفدر کے چہرے پر بھی شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"سینکڑوں، ہزاروں کالیں روزانہ ہوتی ہوں گی۔ وہ کس کس کال کو چیک کرتے ہوں گے"۔ بتویر نے کہا۔

"یہ نہ بھولو کہ انہیں معلوم ہے کہ ان کی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری داؤ پر لگی ہوئی ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل میں موجود ہے"۔ عمران نے کہا اور بتویر بھی خاموش ہو گیا۔

"ٹرانسمیٹر کال کی چیکنگ کا تو زیادہ خطرہ ہے"۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا سینڈ چیف ہیں اور چیف کی عدم موجودگی میں چیف کے مکمل اختیارات رکھتی ہیں۔ اس لئے مس جولیا فیصلہ کر دیں"۔ اس بار نعمانی نے کہا۔

میں واپس جا رہا ہوں۔ آپ جانیں اور آپ کا مشن "..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور جولیا کا چہرہ اندرونی دکھ سے یک لخت سیاہی مائل سا ہو گیا۔ اسے شاید عمران کی طرف سے اس قدر سپاٹ جواب کی توقع نہ تھی۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرتا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان ہاتھ میں وائرلیس فون پیس اٹھائے اندر داخل ہوا۔ "عمران صاحب۔ آپ کا فون ہے"..... اس نوجوان نے جو اس اڈے کا انچارج تھا عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا فون۔ میرا جاننے والا یہاں کون نکل آیا ہے"..... عمران نے حیران ہو کر فون پیس اس کے ہاتھوں سے لیتے ہوئے کہا اور نوجوان خاموشی سے کمرے سے باہر چلا گیا۔ جولیا اور دوسرے ساتھی بھی حیرت سے فون کو دیکھ رہے تھے۔

"ہیلو"..... عمران نے جان بوجھ کر صرف لفظ ہیلو کہا۔ "ایکسٹو"..... فون پیس سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی اور عمران کے ساتھ ساتھ کمرے میں موجود سب افراد بری طرح اچھل پڑے۔ فون پیس میں شاید لاؤڈر بھی فٹ تھا۔ کیونکہ رسیور سے نکلنے والی آواز سب کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"آپ۔ آپ نے یہاں کیسے فون کر لیا"..... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے تمہاری سرگرمیوں کے بارے میں

"میں نے پہلے بتایا ہے کہ میں آزاد آدمی ہوں اور فی الحال خود مختار بھی۔ ابھی میں نے کسی کو فیصلے کا اختیار نہیں دیا"..... عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا اور جولیا کے چہرے پر انتہائی کبیدگی اور دکھ کے تاثرات نمودار ہو گئے جیسے اسے عمران کی اس بات سے دلی تکلیف پہنچی ہو۔

"اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے۔ سیکرٹ سروس تمہارے بغیر بھی کام کر سکتی ہے۔ تم اس کمرے سے چلے جاؤ اور جہاں بھی چاہے دفع ہو جاؤ۔ ہم خود ہی باقی کام نمٹالیں گے"..... جولیا نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"پلیز مس جولیا"..... صفدر نے اپنی عادت کے مطابق فوری سچ بچاؤ کرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"آپ خاموش رہیں۔ میں اس وقت سیکرٹ سروس کی چیف ہوں اور بحیثیت چیف میرا ہر فیصلہ آپ پر قابل پابندی ہے۔ اس نے ہمیں سمجھ کیا رکھا ہے۔ میں آج اس کی یہ غلط فہمی ہمیشہ کے لئے دور کر دینا چاہتی ہوں کہ سیکرٹ سروس اس کے بغیر بے کار محض ہے"..... جولیا کا پارہ اور زیادہ چرٹھ گیا۔

"عمران صاحب۔ میرا وعدہ کہ واپسی پر آپ کو اس مشن پر کام کرنے کا علیحدہ چیک ملے گا۔ میں چیف سے خود بات کروں گا۔" صفدر نے ایک دوسرے پہلو سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"سوری مسٹر صفدر۔ آپ مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔ آئی۔ ایم سوری

وضاحت سے اسے واقعی احساس ہو گیا تھا کہ اس کی حیرت احمقانہ ہی تھی۔

”مجھے اطلاع ملی ہے کہ حکومت اسرائیل نے سپیشل سیل کو خود ہی ختم کر دیا ہے“..... ایکسٹو نے اس کی بات کا کوئی جواب دیئے بغیر مزید بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کی اطلاع درست ہے۔ صدر اسرائیل نے دی ہو گی اطلاع۔ ظاہر ہے ان کی دی ہوئی اطلاع کیسے غلط ہو سکتی ہے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”شٹ اپ۔ میرے اپنے بھی ذرائع ہیں۔ تم جو کچھ کرتے رہے ہو اس سب کا ردائی کا مجھے بخوبی علم ہے۔ اگر کہو تو بتا دوں کہ تم کس طرح زخمی ہوئے۔ کس طرح تمہارے وہاں سے نکلنے کے بعد جی۔ پی۔ فائیو نے بمباری کی اور جم مار کر اور سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہوا۔ یہ بھی بتا دوں کہ مجھے علم ہے کہ سیکرٹ سروس کے نئے سربراہ نام نے تم سب کو گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن تم ہیلی کاپٹر اغوا کر کے ریڈ ٹاپ گروپ کے پاس پہنچ گئے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تم نے جب دفاعی سلامتی کے مشیر جو فسکی کو اغوا کرنے کا پلان بنایا تو وہاں جی۔ پی۔ فائیو اور سیکرٹ سروس پہلے سے تمہارے استقبال کے لئے موجود تھی اور تمہیں تو شاید اب تک معلوم نہ ہو سکا ہو گا۔ لیکن میں بتا دوں کہ جس جیب میں تم سوار تھے۔ اس میں سیکرٹ سروس نے سپیشل اے۔ وی ٹیلی کاشنر لگا دیا تھا۔ اس لئے جب تم جیب سمیت سروے آف

کوئی علم نہیں ہوتا۔ تم سمجھتے ہو کہ میں اپنی ٹیم سے بے خبر رہتا ہوں۔“ ایکسٹو نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”پھر تو جناب آپ نے یقیناً نجوم سیکھ لیا ہے۔ ورنہ اس کے بغیر ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے آپ ہماری رہائش گاہ اور فون نمبر کو کسی طرح بھی ٹریس نہیں کر سکتے“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ناسنس۔ بعض اوقات تم اس قدر احمقانہ باتیں کرتے ہو کہ مجھے تمہاری ذہانت پر شک ہونے لگتا ہے۔ کیا مجھے معلوم نہیں کہ تم ابو عبداللہ گروپ کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہو۔ کیا یہ درست نہیں کہ اس وقت تم ابو عبداللہ گروپ کی ایک پناہ گاہ میں موجود ہو۔ کیا ابو عبداللہ کے ذریعے تمہاری اس رہائش گاہ کا فون نمبر معلوم نہیں کیا جاسکتا۔ آخر اس میں اس قدر احمقانہ حیرت ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے“..... ایکسٹو نے سرد لہجے میں کہا اور سیکرٹ سروس کے باقی ممبر بے اختیار ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ کیونکہ جو احمقانہ حیرت عمران کو ہوئی تھی اسی کا شکار وہ سب بھی ہوئے تھے۔ لیکن جھاڑ اکیلا عمران کھارہا تھا۔

”اوہ یس سر۔ یس سر۔ واقعی یہ حیرت کی نئی قسم ہے۔ احمقانہ حیرت۔ واہ۔ آپ کا بے حد شکریہ جناب کہ آپ نے ان فلاسفروں کو جو حیرت پر ریسرچ کر رہے ہوں گے۔ حیرت کی ایک نئی قسم سے روشناس کرا دیا ہے“..... عمران شرمندگی مٹانے کے لئے بات کو مذاق کی طرف لے گیا۔ ورنہ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ ایکسٹو کی اس

میں صرف مداخلت اس وقت کرتا ہوں جب ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ ورنہ مجھے مکمل اعتماد ہوتا ہے کہ میری ٹیم ہر قسم کے سخت سے سخت حالات سے آسانی سے گزر سکتی ہے اور اب بھی میں نے تمہیں کال اس لئے کی ہے کہ جو فیصلہ جو لیا نے کیا ہے وہی فیصلہ میرا ہے۔ اس لئے تمہیں اس مشن پر ہر صورت میں کام کرنا ہوگا۔ ورنہ یہاں بیٹھے بیٹھے میرے ایک اشارے سے تم زندگی سے محروم ہو کر کسی اندھیری قبر میں بھی اتر سکتے ہو۔..... ایکسٹو نے انتہائی سرجلجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یا اللہ تو ہی میرے حال پر رحم فرما۔ یہ میرا واسطہ کس بدروح سے ڈال دیا ہے تو نے۔..... عمران نے بٹن آف کرتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا۔ جیسے وہ اپنے آپ کو انتہائی بے بس محسوس کر رہا ہو۔
”وہ نیک روح ہے۔ کچھ ہے۔ آئندہ اگر اسے بدروح کہا۔ تو اس سے پہلے میں تمہیں گولی مار دوں گی۔..... جو لیا نے کہا۔ لیکن اس کا چہرہ فرط مسرت سے اس طرح کھلا پڑ رہا تھا جیسے ایکسٹو کی بجائے یہ ساری باتیں اس نے خود کی ہوں۔

”واقعی کمال ہے۔ ہماری یہاں ہونے والی باتیں بھی وہ سن رہا ہے یہ کیسے ممکن ہے۔ عمران درست کہہ رہا ہے۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ وہ انسان ہے ہی نہیں۔ یقیناً کوئی روح ہے۔..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ واقعی حیرت انگیز اور قابل فخر باس ہے۔ میں اس کے بارے

اسرائیل کے دفتر میں گئے تو وہ لوگ تمہارے پیچھے پہنچ گئے۔ بولو اور بھی کچھ بتا دوں۔ یہ بھی بتا دوں کہ اب تم سنیک سرکل نامی لیبارٹری کو تباہ کرنے کا مشن مکمل کرنا چاہتے ہو اور اگر تم دوبارہ اس امکانہ حیرت کا اظہار نہ کرو تو یہ بھی بتا دوں کہ میری کال آنے سے پہلے تم نے اس مشن پر کام کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ جب کہ سیکرٹ سروس جو لیا کے فیصلے کے تحت اس مشن پر کام کرنا چاہتی تھی۔ حتیٰ کہ صفدر نے مجھ سے پوچھے بغیر تمہیں اس مشن پر بھاری مالیت کا چیک مجھ سے دلوانے کا بھی وعدہ کر لیا تھا۔..... ایکسٹو جب بولنے آیا تو بولتا ہی چلا گیا اور عمران کے ہاتھ سے بے اختیار رسیور چھوٹ گیا۔ اس کے چہرے پر واقعی شدید ترین حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں۔ جب کہ جو لیا اور دوسرے ساتھیوں کی حالت بھی عمران سے زیادہ مختلف نہ تھی۔

”ہیلو ہیلو۔..... فون پیس جو عمران کی جھولی میں پڑا تھا اس سے ایکسٹو کی آواز سنائی دی تو عمران نے فون پیس اٹھا لیا۔

”آپ جناب کوئی بدروح۔ اوہ۔ سس۔ سس۔ سوری۔ مم۔ مم۔ میرا مطلب ہے۔ نیک روح یا چلو یہ فیصلہ بعد میں کر لیں گے۔ ویسے صرف روح تو نہیں ہیں۔ آپ کو ان ساری باتوں کا کیسے علم ہو جاتا ہے۔..... عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ میں اپنی ٹیم سے بے خبر نہیں رہتا۔ مجھے تم سب لوگوں کی کارروائی کا رتی رتی حال معلوم ہوتا ہے۔ البتہ

نے جیب میں موجود اس خاص ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا تھا۔ اس طرح میٹنگ میں ہونے والی تمام بات چیت بلیک زیرو تک پہنچتی رہی تھی۔
”اب بولو۔ کام کرو گے اس مشن پر“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کرنا ہی پڑے گا۔ مجبوری ہے..... ورنہ جو ہزاروں میل دور سے سب کچھ دیکھ لیتا ہے وہ واقعی مجھے قبر میں بھی اترنے پر مجبور کر سکتا ہے اور میں اکیلا قبر میں جانا نہیں چاہتا“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”قبر میں تو آدمی اکیلا ہی جاتا ہے عمران صاحب“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بزرگ کہتے ہیں کہ شادی شدہ اکیلا ہونے کے باوجود بھی اکیلا نہیں ہوتا۔ بیوی کی نگاہیں وہاں بھی اس کا جائزہ ہر لمحے لے رہی ہوتی ہیں“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ہلکے ہلکے ہنقہوں سے گونج اٹھا۔

”پھر وہی بکو اس۔ خواہ مخواہ وقت ضائع کرنے کا فائدہ۔ ہمیں فوری طور پر کوئی ایکشن لینا چاہیے“..... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔
پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس اڈے کا انچارج نوجوان باسط اور اس کے پیچھے ایک لمبا تڑنکا آدمی اندر داخل ہوا۔ وہ بھی فلسطینی تھا۔ لیکن اس کی رنگت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اس نے اپنی زندگی مسلسل سخت دھوپ میں

میں جب بھی سوچتا ہوں میرا سر فخر سے بلند ہو جاتا ہے“..... صفدر نے انتہائی عقیدت مندانہ لہجے میں کہا اور باقی سب ساتھیوں نے اس طرح سر ہلا دیئے جیسے وہ صفدر کی اس بات سے پوری طرح متفق ہوں ایکسٹو کی اس فون کال نے واقعی ان سب پر اس کا بے پناہ رعب قائم کر دیا تھا۔ ایسا رعب جس میں یقینی تحفظ اور فخر کا عنصر شامل تھا۔
جب کہ عمران بیٹھا دل ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔ پہلے بھی صفدر نے عمران سے سنیک سرکل مشن کے بارے میں بات کی تھی کہ چیف نے تو اس کا حکم نہیں دیا اور عمران جانتا تھا کہ صفدر ضرور اس پر بات کرے گا۔ اس لئے اس نے اس میٹنگ سے پہلے ہی اس کا بندوبست کر لیا تھا۔ اڈے سے اسے ایک خاص ٹرانسمیٹر مل گیا تھا۔ جس پر ہونے والی گفتگو سمجھ میں نہ آسکتی تھی۔ سچانچہ اس نے اس ٹرانسمیٹر پر خود ہی بلیک زیرو سے رابطہ کر کے اسے مکمل طور پر تمام تفصیلات بتا دی تھیں۔ جیب پر موجود ویو کاشنر کا اسے اس لئے علم ہو گیا تھا کہ لیزا سے اس کی اسی اڈے سے گفتگو ہو چکی تھی اور لیزا نے یہ بات میجر ہیری کی زبان سے سنی تھی اس کے ساتھ ساتھ عمران نے ایکسٹو کا پوری طرح رعب ڈالنے کے لئے اسے اس اڈے کا خصوصی فون نمبر بھی دے دیا تھا اسے معلوم تھا کہ یہ فون نمبر ایکس چینج میں موجود نہیں ہے۔ اس لئے وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ ایکسٹو کی کال چٹیک نہ ہو سکے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ خصوصی ٹرانسمیٹر اس وقت بھی اس کی جیب میں موجود تھا اور جیسے ہی صفدر نے اس معاملے پر بات شروع کی عمران

محنت کرتے ہوئے گزار رہی ہے۔

”اوہ۔ اوہ۔ اوہ۔ مجھے تمہاری ہی انتظار تھا۔ کافی دیر لگا دی تم نے۔“
عمران نے اس آدمی کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ وہاں صورت حال ہی ایسی بن گئی تھی کہ میں لیٹ ہو گیا۔ بہر حال میں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔“..... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ ناصر ہے۔ ابو عبد اللہ کا نائب اور ناصر۔ یہ میرے ساتھی ہیں۔“
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے باری باری جو لیا سمیت سب کا تفصیلی تعارف بھی ناصر سے کرا دیا۔

”مجھے فخر ہے عمران صاحب کہ مجھے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ملنے اور اس کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ اس کے لئے میں خصوصی طور پر آپ کا مشکور ہوں عمران صاحب۔“..... ناصر نے کہا۔

”یہ شکریہ بعد میں فارغ ہو کر ذرا باقاعدہ طور پر ادا کر لینا۔ فی الحال تم مجھے وہ نقشہ دکھاؤ۔ جس کے لئے میں نے تمہیں بھیجا تھا اور جس کے انتظار میں مجھے اپنے ساتھیوں کی طرف سے نجانے کتنی باتیں سننی پڑی ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تم اس لئے یہاں سے نہ ہل رہے تھے۔ کہ تمہیں ناصر صاحب کا انتظار تھا۔“..... جو لیا نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”اچھا تو ناصر اب صاحب بھی ہو گیا۔ اتنی جلدی۔ ہم نجانے کب سے مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ہمیں تو صاحب کا لقب کسی نے دیا

نہیں۔ کیوں تنویر۔“..... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
”شٹ اپ۔ یہ بکو اس کرنے کا موقع ہے۔“..... جو لیا نے اس بار واقعی شدید غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”مس جو لیا۔ آپ میری بہن ہیں۔ پلیز آپ مجھے صاحب کی بجائے صرف ناصر کہہ کر پکارا کریں۔“..... ناصر نے فوراً ہی جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بڑی بہن یا چھوٹی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”بب۔ بب۔ میرا مطلب ہے چھوٹی بہن۔“..... ناصر نے ہکلاتے ہوئے کہا اور عمران ناصر کی ذہانت پر بے اختیار مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ ناصر بڑی کہتے کہتے اس لئے رک گیا ہے کہ اس طرح جو لیا کو بڑی عمر کا بننا پڑ جاتا اور ظاہر ہے۔ ایک عورت کے لئے ایک بھرپور جوان آدمی کی بڑی بہن بننا خاصا تکلیف دہ مرحلہ بن سکتا ہے۔

”چھوٹی بہن تو بڑے بھائی کا ادب اس طرح کر سکتی ہے کہ اسے صاحب کہے۔ یہ تو اخلاق سے گری ہوئی بات ہے کہ وہ اپنے سے بڑے بھائی کو صرف نام لے کر پکارے۔“..... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں اب کیا کہہ سکتا ہوں۔“..... ناصر نے زچ ہوتے ہوئے کہا اور عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم پھر وقت ضائع کر رہے ہو۔“..... جو لیا نے ایک بار پھر عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

زبان نہ آتی تھی۔ اس لئے ظاہر ہے اسے اس شعر کی سمجھ بھی نہ آ سکتی تھی۔ ویسے وہ ایک ذہین آدمی تھا۔ اس لئے شعر سمجھ میں نہ آنے کے باوجود اس نے ماحول کا اندازہ لگا لیا تھا شاید اس لئے اس نے درمیان میں عمران کی بات ٹوک دی تھی اور عمران بھی شعر ادھورا چھوڑ کر اس طرح نقشے کی طرف متوجہ ہو گیا جیسے اب تک کی ساری باتیں کی ہی اس لئے تھیں کہ وہ ان کے باعث نقشہ دیکھ سکے اور اس کے اس عمل سے جولیا۔ صفر اور دوسرے ساتھیوں نے بے اختیار اطمینان بھرے طویل سانس لئے۔

”یہ مقام ہے عمران صاحب۔ جہاں باقاعدہ چمک پوسٹ قائم کی گئی ہے اور اس کے ساتھ ہی اربابہ پہاڑیوں کے شمالی حصے کو خاردار تاروں کی باڑ سے گھیر لیا گیا ہے اور ہر دوسو گز پر دو فوجی ان تاروں کے ساتھ باقاعدہ گشت کر رہے ہیں۔ اس چمک پوسٹ کے بعد پہاڑیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس چمک پوسٹ سے ایک پہاڑی سڑک جس پر جیپ جا سکتی ہے۔ بل کھاتی ہوئی اوپر چوٹی پر جسے ہمارے مقامی زبان میں کاچر چوٹی کہا جاتا ہے۔ وہاں پر جا کر ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں باقاعدہ ایک حفاظتی چوکی بنائی گئی ہے۔ جس پر چاروں طرف انتہائی طاقتور وائر لیس اور سرچ لائٹیں نصب کی گئی ہیں۔ اس کے اوپر اربابہ پہاڑیوں کی سب سے بلند پہاڑی راکو پر پہلے سے ہی جنگی ہیلی کاپٹروں کا باقاعدہ اوڈہ موجود ہے۔ وہاں تک سڑک نہیں جاتی۔ ہیلی کاپٹر براہ راست جا سکتے ہیں۔ ان پہاڑیوں پر بھی جگہ جگہ فوجی سپاہی

”دیکھا اب سچہ چلا میری عمر کا لاٹھاری چھوٹی بہن بے اس طرح ڈانٹ رہی ہے۔“..... عمران نے اسی طرح شرارت بھرے لہجے میں کہا اور اس بار ناصر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”عمران صاحب پلیز۔ اب تو ناصر صاحب آگئے ہیں۔ اب مزید وقت ضائع کرنے کا فائدہ“..... صفر نے عمران کو اصل موضوع پر لے آنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”واقعی اب وقت ضائع نہیں ہونا چاہئے۔ بڑا بھائی آگیا ہے اور بڑا بھائی باپ کی جگہ ہوتا ہے اور ویسے بھی بزرگ کہتے ہیں کہ نیک کام میں دیر نہیں ہونی چاہئے۔ اب یہ بات دوسری ہے کہ اسے نیک کام صنف نازک کے نقطہ نظر سے ہی کہا جاسکتا ہے۔ ورنہ کرخت صنف والا تو اس نیک کام سے ملنے والی نیکیوں کا ہی باقی ساری عمر شمار کرتا رہ جاتا ہے۔“..... عمران کی زبان بدستور قینچی کی طرح چل رہی تھی۔

”تم۔ تم باز نہیں آؤ گے۔“..... جولیا کا غصہ اپنے پورے عروج پر پہنچ گیا۔

”وہ ہماری زبان کا ایک شاعر تھا مومن۔ اس کا ایک شعر تمہاری اس بات کا جواب ہو سکتا ہے ”عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن۔“ آخری عمر میں کیا خاک.....“ عمران نے باقاعدہ تحت اللفظ میں شعر سنانا شروع کر دیا۔

”عمران صاحب۔ یہ نقشہ ہے۔“..... اچانک ناصر نے ایک کاغذ عمران کے سامنے پھیلاتے ہوئے کہا۔ چونکہ اسے عمران کی مقامی

موجود ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے فوج کی ایک پوری یونٹ وہاں بھجوا دی گئی ہو۔۔۔۔۔ ناصر نے تیز تیز لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ ہاتھ سے بنائے ہوئے نقشے میں ان جگہوں کی بھی نشاندہی کرتا جا رہا تھا۔

”تم نے یہ سب تفصیلات کیسے حاصل کیں؟“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

”میں نے ایک فوجی کو جو خاردار تار پر کرٹ لائن لگا رہا تھا حاجت کے لئے سامنے پھیلے ہوئے کھیتوں میں گھس آیا تھا۔ چھاپا یا میں انہی کھیتوں میں چھپا ہوا حالات کا اندازہ لگا رہا تھا۔ اب اسے قدرت کا انعام سمجھیں یا صرف اتفاق کہ وہ فوجی میرے قدم قدامت کاٹا صرف فرق اتنا تھا کہ اس کے چہرے پر بڑی بڑی موچھیں تھیں۔ میرے ذہن میں چونکہ پہلے سے ایسی پوزیشن موجود تھی۔ اس لئے میں نے اپنے لباس میں ریڈی میڈ میک اپ کا سامان ڈال لیا تھا۔ چنانچہ میں نے اس کی وردی اتار کر پہنی، موچھیں لگائیں اور پھر اکڑتا ہوا واپس چلا گیا۔ جب کہ اس فوجی کی لاش جسے میں نے گردن توڑ کر ہلاک کیا تھا۔ وہیں کھیت میں ہی پڑی رہی۔ مجھے کھیتوں سے باہر نکلتے ہی ایک فوجی نے نام سے پکار کر کام کے لئے کہا۔ اس طرح مجھے اس فوجی کے نام کا بھی علم ہو گیا۔ میں کام میں مصروف ہو گیا۔ پھر ہمارے گروپ کو جو چار فوجیوں پر مشتمل تھا۔ واپس حفاظتی چوکی کی طرف بھجوا دیا گیا۔ اس طرح میں اس موڑ سے گزر کر اس حفاظتی چوکی

پر بھی پہنچ گیا۔ وہاں بھی سرج لائٹیں نصب کرنے کا کام ہمارے ذمہ لگایا گیا۔ اس طرح میں نے دور دور تک ساری پوزیشن اپنی آنکھوں سے دیکھ لی۔ اس فوجی کا تعلق شاید انجینئرنگ یونٹ سے تھا۔ اس لئے شام کے وقت کام ختم ہونے کے بعد تقریباً چالیس فوجیوں کو مجھ سمیت ٹرکوں میں بٹھا کر بڑی چھاؤنی واپس جانے کے احکامات مل گئے پھر راستے میں وہاں سے نکل کر غائب ہو جانے کے کافی مواقع تھے۔ اس لئے میں آگیا اور اپنی ایک پناہ گاہ میں پہنچ کر میں نے یونیفارم مع موچھوں کے اتاری اور دوسرا لباس پہن کر اپنی یادداشت کے مطابق یہ نقشہ تیار کیا اور یہاں آگیا۔ مجھے دیر بھی اس لئے ہی ہوئی تھی کہ مجھے وہاں سارا دن کام کرنا پڑا تھا۔ ناصر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ تم واقعی ہمارے ساتھی بن سکتے ہو۔ گڈ شو۔“..... عمران نے اسے شاباش دیتے ہوئے کہا اور ناصر کا چہرہ فرط مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ عمران کے باقی ساتھی بھی اس کی ذہانت اور جرات پر اسے تحسین آمیز نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری اربابہ پہاڑیوں کے شمالی حصے میں ہی بنائی گئی ہے۔ اس لئے وہ اسے کور دے رہے ہیں۔“..... عمران نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ وہ جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہوں تاکہ ہم ڈاج کھا جائیں۔ اصل لیبارٹری جنوب کی طرف ہو۔“..... صفدر نے کہا۔

”نہیں صفدر۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ابھی اسرائیلیوں میں کوئی صفدر پیدا نہیں ہوا۔ جو اس طرح کی بات سوچ سکے اور دوسری بات یہ ہے کہ انہیں یقین ہو گا کہ جو فسکی نے ہمیں لیبارٹری کے متعلق مکمل تفصیلات فراہم کر دی ہوں گی۔ اب یہ اور بات ہے کہ جو فسکی خود بھی اس لیبارٹری کے متعلق اتنی تفصیل نہیں جانتا تھا۔ جتنی وہ سمجھ رہے ہوں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ناصر۔ اب میں جو بات پوچھوں گا وہ انتہائی اہم ہوگی۔ تم چونکہ ان کی حفاظتی چوکی پر کافی دیر کام کرتے رہے ہو۔ اس لئے خوب سوچ کر جواب دینا“..... عمران نے اچانک انتہائی سنجیدہ لہجے میں ناصر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آپ پوچھیں“..... ناصر نے ہونٹ ہنسنے لگے کہا۔

”ایک فوجی اصطلاح ہوتی ہے۔ ایس۔ ڈی۔ اے۔ اسے سمجھتے ہو؟“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اس کا مطلب ہے۔ سنٹرل ڈیفنس ایریا“..... ناصر نے فوراً ہی جواب دیا۔

”گڈ۔ تم تو واقعی کام کے آدمی ثابت ہو رہے ہو۔ بہر حال اب سوچ کر بتاؤ کہ اس ساری کارروائی کا ایس۔ ڈی۔ اے کہاں تھا اور مجھے نقشے پر دائرہ لگا کر بتاؤ۔ یہ سن لو کہ اگر تم نے غلط بتایا تو پھر شاید ہم سب کی قبریں ان پہاڑیوں میں ہی بن جائیں“..... عمران نے کہا اور

ناصر کے بھنچے ہوئے ہونٹ اور زیادہ سختی سے بھنچ گئے۔ چہرے کے عضلات سکڑ گئے اور آنکھیں آدھی سے زیادہ بند ہو گئیں۔ لیکن چند لمحوں بعد اس کی یہ کیفیت تبدیل ہو گئی۔

”یہ ہے۔ ایس۔ ڈی۔ اے“..... ناصر نے انگلی سے نقشے کی ایک سائڈ پر دائرہ سالگاتے ہوئے کہا۔

”یہ لو پنسل۔ اس سے نشان لگاؤ۔ لیکن احتیاط سے“..... عمران نے جیب سے ایک پنسل نکال کر اسے دیتے ہوئے کہا اور ناصر نے پنسل سے اسی جگہ دائرہ ڈال دیا۔ جہاں پہلے اس نے انگلی سے دائرہ لگایا تھا۔

”اب بتاؤ کہ تم نے اسے کیسے چمک کیا“..... عمران نے اس دائرے والی جگہ کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”حفاظتی چوکی پر نصب دونوں دور بینیں اس طرح ایڈجسٹ کی گئی تھیں کہ ان کا جنرل ٹارگٹ یہی علاقہ بنتا ہے اور اس طرح سرچ لائٹیں لگانے کے لئے جو احکامات دیئے گئے۔ ان سے بھی زیادہ تر سرچ لائٹوں کا ٹارگٹ بھی یہی علاقہ تھا“..... ناصر نے فوراً ہی جواب دیا۔

”واہ۔ کمال ہے۔ تم تو مجھ سے بھی دو جوتے بلکہ دو کیا دو ہزار جوتے آگے ہو۔ بشرطیکہ مارنے والا تنانوں کے بعد گنتی نہ بھول جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ناصر بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا میں نے غلط بات کی ہے عمران صاحب“..... ناصر نے

مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”تم فوج میں رہ چکے ہو شاید“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے ایکریمین فوج میں چار سال کام کیا ہے“۔ ناصر

نے جواب دیا اور عمران نے اس طرح سر ہلایا جیسے اسے پہلے سے ہی

ناصر سے اس قسم کے جواب کی توقع تھی۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب تم جاسکتے ہو۔ جب میں کوئی لائحہ عمل

طے کر لوں گا تو میں باسط کے ذریعے تمہیں بلوالوں گا“..... عمران

نے کہا۔

”شکریہ“..... ناصر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اٹھ کر

سب کو سلام کیا اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔

”اگر تم ناصر کا انتظار کر رہے تھے تو ہمیں سیدھی طرح بتا دیتے۔

خواہ مخواہ کی بجواس کر کر کے ہمارا خون کیوں جلاتے رہے تھے“۔ ناصر

کے باہر جاتے ہی جولیانا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”خون جلے گا تو روشنی ہوگی۔ کیونکہ اب تیل استامہنگا ہے کہ اسے

جلا کر روشنی حاصل کرنا اس طرح ہو گیا ہے۔ جیسے کرنسی نوٹ جلا کر

سیگٹ سلگانا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب مسکرا

دیئے۔

”عمران صاحب اب ہمیں کوئی لائحہ عمل بھی بتا لینا چاہئے“۔

صفدر نے کہا۔

”ابھی بنانے کی ضرورت باقی ہے“..... عمران نے اس طرح

چونک کر کہا جیسے اسے صفدر کی اس بات پر حیرت ہوئی ہو۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ کوئی لائحہ عمل بنا چکے ہیں“۔ صفدر نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

”جسے پہلے ہی اللہ میاں نے بنا دیا ہو۔ اسے مزید بنانے کا کیا فائدہ

کیوں تنویر“..... عمران نے مسکراتے ہوئے تنویر سے مخاطب ہو کر

کہا اور دوسرے لمحے کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ سوائے تنویر کے جو

حیرت سے آنکھیں پھاڑے سب کو اس طرح ہنستے ہوئے دیکھ رہا تھا

جیسے اسے سمجھ نہ آرہی ہو کہ یہ سب لوگ آخر کس بات پر ہنس رہے

ہیں۔

”اس نے ایسی کون سی بات کر دی ہے کہ آپ سب اس طرح

ہنس رہے ہیں۔ اب کیا یہ بھی سیکرٹ سروس کے فرائض میں شامل ہو

چکا ہے کہ عمران کی احمقانہ اور بے سرد پاباتوں پر ہنسنا بھی ہے“۔ تنویر

نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

”بس اب تو یقین آگیا کہ تنویر بنا بنایا ہے یا ابھی مزید کسی ثبوت

کی ضرورت ہے“..... عمران نے کہا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے

گونج اٹھا۔

تنویر کا چہرہ غصے کی شدت سے لال بھبھوکا ہو گیا وہ ایک جھٹکے سے

اٹھا اور بغیر کسی سے کوئی بات کئے تیزی سے قدم اٹھاتا دروازہ کھول کر

کمرے سے باہر نکل گیا۔

”مس جولیانا۔ تنویر اس بار واقعی ناراض ہو گیا ہے۔ پلیز آپ اسے

منالائیں۔ اس موقع پر ناراضگی ہمیں نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔۔۔۔۔۔
صفدر نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی
ہوئی۔

”ارے ارے۔ اگر تم نے ہی منانے کا فرض سرانجام دینا تھا تو
مجھے پہلے بتا دیا ہوتا۔ تنویر سے زیادہ میں ناراض ہو جاتا۔۔۔۔۔۔ عمران
نے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا اور صفدر سمیت باقی ساتھی بے
اختیار ہنس پڑے۔ جب کہ جولیا کا چہرہ شرم سے سرخ پڑ گیا۔ لیکن وہ
بغیر کوئی جواب دیئے تیزی سے قدم اٹھاتی کمرے سے باہر چلی گئی۔
”عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ نے مشن کی تکمیل کا کوئی لائحہ
عمل تیار کر لیا ہے۔۔۔۔۔۔ صفدر نے پوچھا۔

”ہاں۔ لیکن اس کا بنیادی کردار تنویر اور جولیا نے ادا کرنا تھا۔
لیکن جب ہیرو اور ہیروئن دونوں ہی سیٹج سے واک آؤٹ کر جائیں تو
بے چارہ سائیڈ ہیرو کہاں تک متاثراتیوں کو مطمئن کر سکتا ہے۔۔۔۔۔۔
عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ لائحہ عمل کی وضاحت تو کریں۔ تنویر ابھی مان جائے گا۔ لیجئے
وہ آ بھی گیا ہے۔۔۔۔۔۔ صفدر نے بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسی لمحے
دروازہ کھلا اور جولیا اور تنویر دونوں اکٹھے ہی اندر داخل ہوئے۔
”عمران۔ تمہیں تنویر سے معافی مانگنی پڑے گی۔ سمجھے یہ میرا حکم
ہے۔۔۔۔۔۔ جولیا نے قریب آ کر کہا۔

”تمہارا حکم سر آنکھوں پر۔ معاف کرو تنویر۔ اس وقت ٹوٹے

ہوئے پیسے نہیں ہیں۔“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔
”تم۔ تمہاری یہ جرات کہ تم مجھے بھکاری بنا رہے ہو۔۔۔۔۔۔ تنویر
عمران کے اس انداز اور فقرے پر ہمتے سے ہی اکھڑ گیا۔ اس نے بجلی کی
سی تیزی سے جیب سے ریو الوور نکالا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے
دھکتی ہوئی بھٹی کی طرح تپ اٹھا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی تنویر کو روکتا۔ کمرہ اس کے ریو الوور کی
فائرنگ اور عمران کی کر بناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ عمران کرسی سے
گر کر فرش پر بری طرح ٹوپ رہا تھا اور جولیا سمیت سیکرٹ سروس کے
سارے ارکان محسوس کی طرح ساکت اسے دیکھ رہے تھے۔ یوں
محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر ان سب کو مجسموں
میں تبدیل کر دیا ہو۔

”مم۔ مم۔ مم۔ میرا مقصد تو یہ نہ تھا۔ اوہ۔ اوہ۔۔۔۔۔۔ ایک طخت تنویر
نے ریو الوور ایک طرف پھینک کر چیختے ہوئے کہا اور پاگلوں کے سے
انداز میں عمران کی طرف چھپٹا۔ جو واقعی ماہی بے آب کی طرح فرش پر
پھڑک رہا تھا۔ اس کے چہرے پر اس قدر تکلیف کے آثار تھے جیسے اس
کے جسم کے ایک ایک بال سے روح نکل رہی ہو۔

”یہ۔ یہ۔ لے لو۔ بس یہی کچھ ملا ہے جیب سے۔۔۔۔۔۔ اچانک عمران
نے سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے ایک چھوٹا سا سکہ اپنی طرف بڑھتے ہوئے
تنویر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے بڑے عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تمہیں گولیاں نہیں لگیں۔ مگر۔ مگر تم تو پھڑک

"میں پھڑک رہا تھا۔ لاجول ولاقوۃ۔ میں تو اپنی جیبوں کی تلاشی لے رہا تھا کہ شاید کسی کو نے کھدرے سے کوئی چھوٹا موٹا سکہ نکل آئے اور میں اسے تنویر کو دے کر جان چھڑوا سکوں۔ کیا زمانہ آگیا ہے کہ اب معافی مانگو تو ریوالور نکال کر فائرنگ شروع کر دی جاتی ہے۔ اب تم ہی بتاؤ کہ بیچارا غریب آدمی کہاں جائے اور مجھے تکلیف اس شرمندگی کی وجہ سے ہو رہی تھی کہ جیبیں بانجھ عورت کی گود کی طرح خالی تھیں۔ شکر ہے بڑی مشکل سے ایک سکہ مل ہی گیا۔ چلو تنویر کا کام تو بن ہی گیا۔ لیکن پلیز تنویر اپنے ساتھیوں کو نہ بتا دینا۔ میرے پاس دوسرا سکہ نہیں ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ آپ نے واقعی کمال کر دیا ہے۔ آپ کا پھر دکنا اور آپ کی حالت نے ہمارے خون خشک کر دیئے تھے۔ مگر یہ گولیاں کیسے چسپی ہو گئیں۔ حالانکہ ہم نے اسے آپ کے پہلو میں خود گھستے ہوئے دیکھا تھا۔ اس لئے تو ہماری حالت خراب ہو گئی تھی۔"۔ صفر نے زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب تھا کہ میں واقعی تنویر کے ریوالور سے نکلنے والی گولیوں کو اپنے جسم میں داخل ہونے کی اجازت دے دیتا۔ تاکہ تنویر کے لئے میدان صاف ہو جائے۔ سوری صفر۔ اب پرنس بے چارے اس قدر بھی بھولے نہیں ہوتے جتنے تم سمجھتے ہو۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک سنہرے رنگ کی لمبی سی پتی باہر نکال کر

رہے تھے۔"..... تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔
 "ارے باپ رے۔ گولیاں۔ تو یہ گولیوں کی آوازیں تھیں۔ میں سمجھا باہر بچے شب برأت کے پٹانے چلا رہے ہیں۔"..... عمران نے اور زیادہ خوف زدہ لہجے میں کہا۔ اب اس کے چہرے پر تکلیف کی بجائے خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

"مگر وہ گولیاں۔ وہ تو چلی تھیں۔ وہ کہاں گئیں۔"..... تنویر نے حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"گولیاں۔ ارے سوراخ تو ہیں ان کے۔ ٹھہرو میں دیکھتا ہوں۔"..... عمران نے بڑے اطمینان سے کوٹ کی شاید اندر پڑی ہوں۔"..... عمران نے بڑے اطمینان سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس نے ریوالور کی چلا گولیاں جو چسپی ہو چکی تھیں نکال کر فرش پر بکھیر دیں اور تنویر اور دوسرے ساتھی حیرت سے ان چسپی گولیوں کو دیکھنے لگے۔

"یہ۔ یہ کیسے ہو گیا۔"..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "ابھی تمہارا نشانہ کچا ہے تنویر۔ اس لئے تو تم باوجود کوشش کے شکار نہیں کر پا رہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کن انکھیں سے جو لیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم جیسا اداکار شاید ہی دنیا میں پیدا ہو۔ تم تو اس طرح پھڑک رہے تھے اور تمہارے چہرے پر تکلیف کے ایسے آثار تھے کہ میرا تو سانس بھی رک گیا تھا۔"..... جو لیا نے واقعی اس قدر لمبا سانس لیتے ہوئے کہا جیسے اتنی دیر سے واقعی اس کا سانس رکا رہا ہو۔

کو مٹانے کے دوران اس اڈے میں کسی ایسی جگہ اس طرح چھپا دینا ہے کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ اس کے بعد تم نے واپس آ جانا ہے ہم وہاں سے قریب ہی چھپے ہوئے ہوں گے اور تمہیں رسیو کر لیں گے تمہاری واپسی کے بعد اس مشن پر اصل کارروائی شروع ہو گئی اور پھر دیکھنا کہ اسرائیل کے تمام انتظامات کیسے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ پتی جسے تم میگنٹ پتی کہہ رہے ہو۔ اس کی تفصیل تو بتاؤ۔“
تئویر نے ہونٹ ہینچتے ہوئے پوچھا۔

”اس کی سائنسی ماہیت کی تفصیل تو بہت لمبی چوڑی اور پیچیدہ سی ہے۔ بہر حال اتنا سن لو کہ مختلف ماہیت کی ریز کو سائنسی طور پر اکٹھا کر کے اس پتی میں اس طرح بند کیا گیا ہے کہ یہ ایک ایسا میگنٹ بن گئی ہے جو بارود بھری لوہے کی ہر چیز کو اپنی طرف کھینچ کر اسے اپنے قریب پہنچنے سے پہلے ہی ناکارہ بنا دیتی ہے۔ اگر یہ پتی کسی کی جیب میں ہو اور آن بھی ہو۔ تو اس پر چاہے مشین گن کا پورا برسٹ کیوں نہ مار دیا جائے اسے گزند نہ پہنچ سکے گا اور اس سے نکلنے والی ریز چونکہ ایک مخصوص رینج میں ہر طرف پھیلی ہوئی ہوتی ہیں۔ اس لئے اس رینج کے قریب پہنچتے ہی بارود بھرا ہوا لوہا خود بخود نہ صرف ناکارہ ہو جائے گا بلکہ اس کی فورس بھی ختم ہو جائے گی۔ دوسرے لفظوں میں یوں سمجھ لو کہ اگر یہ پتی میں آن کر کے جیب میں رکھ لوں اور اس کی ریز کی رینج کو صرف اس قدر پھیلاؤں کہ وہ میرے جسم کے گرد پھیل سکیں۔ تو تم

ان کے سامنے رکھ دی۔ اس سنہرے رنگ کی پتلی اور لمبی سی پتی پر نظر نہ ٹک رہی تھی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس پتی کے اوپر سنہرے رنگ کی تیز چمکدار روشنی کی لہریں تیزی سے گھوم رہی ہوں اور وہ سب حیرت سے اس پتی کو دیکھنے لگے۔

”بیٹھو تئویر اور میری بات غور سے سن لو۔“ یکھت عمران کا لہجہ اس قدر سنجیدہ ہو گیا۔ جیسے وہ کبھی زندگی میں مسکرایا تک نہ ہو۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی ابھرائی تھی۔

”کیا۔ کیا۔“..... تئویر نے سحر زدہ سے لہجے میں کہا۔ وہ شاید ابھی تک اس حیرت انگیز واقعے کے سحر سے نہ نکل سکا تھا۔

”میں نے جو لائحہ عمل اس مشن کی تکمیل کے لئے تیار کیا ہوا ہے اس میں تم نے اور جولیا نے مرکزی کردار ادا کرنا ہے۔ تم نے اسرائیل کے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شیفرڈ کا میک اپ کرنا ہے۔ اس کا قد و قامت بالکل تمہارے جیسا ہے اور باقی اس کا میک اپ میں تم پر کر دوں گا۔ میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس کا لب و لہجہ اور بات کرنے کا انداز بھی تمہیں بتا دوں گا۔ جولیا تمہاری سیکرٹری کے طور پر ساتھ جائے گی۔ اس کا نام کیپٹن ایلسیا ہے۔ فوجی جیب بھی تمہیں مہیا کر دی جائے گی۔ تم نے بحیثیت ملٹری انٹیلی جنس چیف اربابہ کی ان پہاڑیوں کا اچانک دورہ کرنا ہے۔ تاکہ تم وہاں کے انتظامات چیک کر سکو۔ تم نے اس چیکنگ کے بعد گن شپ ہیلی کاپٹروں کے اس اڈے کا بھی معائنہ کرنا ہے اور اس میگنٹ پتی

کہا اور جو لیا کا چہرہ مسرت سے چمک اٹھا وہ بڑی عقیدت مندانہ نظروں سے عمران کو دیکھنے لگی۔

”عمران صاحب۔ مبارک ہو۔ واقعی آپ کا آئیڈیا فطری، انوکھا اور کامیاب ہے۔ چھوٹے پیمانے پر تو اس کا تجربہ ہم نے دیکھ بھی لیا ہے۔ ویسے اس نے ملک کے دفاع سے پہلے آپ کی اپنی زندگی کا بھی دفاع کر دیا ہے۔ ورنہ تنویر نے جس طرح اچانک فائرنگ کر دی تھی آپ کا بچ نکلنا ناممکن تھا“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں شرمندہ ہوں۔ میں شاید پاگل ہو گیا تھا“..... تنویر نے انتہائی شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”ہو گیا تھا۔ واہ۔ خوب صورت انداز ہے۔ انکساری کا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ یہ سنگ آرٹ پتی۔ میں تو اسے سنگ آرٹ پتی ہی کہوں گا۔ آپ اسے اڈے میں کیوں رکھوانا چاہتے ہیں۔ اس سے کیا ہوگا۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی“..... صفدر نے کہا۔

”آج تک سردار کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکی۔ جو اتنے بڑے سائنسدان ہیں۔ تمہاری سمجھ میں اتنی جلدی کیسے آ سکتی ہے میرے لئے تو واقعی مسئلہ بن گیا ہے۔ بغیر فیس کے سنٹر تعلیم بالغاں کھولنا پڑا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب ہم آپ کی طرح سائنسدان تو نہیں ہیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے عمران کی بات کا واقعی براہ منایا تھا۔

چاروں طرف سے مجھ پر مشین گن۔ میزائل۔ بم۔ جو کچھ بھی فائر کرو گے وہ سب اس ریجن کے قریب پہنچتے ہی ناکارہ ہو کر نیچے گر پڑیں گے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سائنسی سنگ آرٹ ہے۔ تم نے جب گولیاں چلائیں تو یہ پتی میری جیب میں تھی۔ لیکن آن نہ تھی۔ اس کے باوجود اس کی طاقتور ریز نے لباس کے اندر داخل ہونے والی گولیوں کو اپنی طرف کھینچ کر ناکارہ بنا دیا اور گولیاں خود بخود میری اس جیب میں پھنس گئیں جس میں یہ پتی موجود تھی۔ یہ پتی ڈاکٹر داور کی اور میری مشترکہ ایجاد ہے۔ آئیڈیا میرا تھا۔ لیکن اس پر طویل عرصہ تک کام ڈاکٹر داور نے کیا ہے اور یہ پتی صرف عملی تجربے کے لئے میں ساتھ لے آیا تھا۔ کیونکہ اگر یہ تجربہ مکمل طور پر کامیاب رہتا ہے تو پھر یہ پاکیشیا کا ایک ایسا دفاعی ہتھیار بن جائے گا۔ جس سے پاکیشیا کا دفاع یقیناً ناقابل تسخیر ہو جائے گا“..... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ واقعی انتہائی حیرت انگیز ہے“..... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

”میں نے سوچا کہ اب تک دوسروں کے ریسرچ پر مبنی ہتھیار پاکیشیا کے لئے میں نے حاصل کئے ہیں۔ اپنے ملک کے دفاع کے لئے مجھے خود بھی کچھ کرنا چاہئے تاکہ پاکیشیا کے دفاع میں میرا بھی بطور سائنسدان حصہ شامل ہو۔ ویسے ابھی اس کی ریجن اس قدر وسیع نہیں ہو سکی کہ اسے پاکیشیا کے لئے باقاعدہ دفاعی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاسکے۔ بہر حال ڈاکٹر داور اس پر کام کر رہے ہیں“..... عمران نے

ایک سیاہ رنگ کی کار اور اس کے پیچھے چار جیپیں دور تک پھیلے ہوئے کھیتوں کے درمیان موجود کچی سڑک پر آہستہ آہستہ رینگتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں..... آسمان پر سیاہ بادلوں اور رات کافی گہری ہونے کی وجہ سے ہر طرف گہرا اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ کار اور جیپوں کی نہ صرف ہیڈ لائٹس آف تھیں۔ بلکہ ان کے اندر بھی روشنی نہ تھی۔ اس لئے وہ اس اندھیرے کا ایک جزو بنی ہوئی تھیں۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر میجر ٹاڈ اور ساتھ والی سیٹ پر کرنل ڈیوڈ بیٹھا ہوا تھا۔

"اس قدر آہستہ چلتے ہوئے تو ہمیں قصبے تک پہنچتے پہنچتے صبح ہو جائے گی"..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ کچی سڑک ہے۔ اگر ہم نے گاڑیاں تیز کیں تو اس قدر دھول اٹھے گی کہ دور موجود گاؤں والوں کو علم ہو جائے گا کہ گاڑیاں آ

"میں اس طرح ایک تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔ گو سردار، اسے تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ انتہائی بلندی پر اس پتی سے نکلنے والی ریز کی ماہیت میں تبدیلی آ جاتی ہے۔ ان کی میگنٹ ریج تو وسیع ہو جاتی ہے۔ لیکن اس کی ناکارہ کر دینے والی پاور ختم ہو جاتی ہے۔ چونکہ ابھی یہ تکمیل کے ابتدائی مراحل میں ہے۔ اس لئے اس آئیڈیے پر کوئی باقاعدہ تجربہ نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں یہاں یہ تجربہ کرنا چاہتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ یہ تجربہ کامیاب رہے گا۔ اس سے ہو گا یہ کہ میں وہاں ایک فائر کروں گا۔ جس کے نتیجے میں وہاں موجود فوجی فائرنگ شروع کر دیں گے اور ساری گولیاں سیدھی گن شپ ہیلی کاپٹروں کے اڈے کی طرف مڑ جائیں گی۔ وہاں فائرنگ سے تباہی پھیلے گی۔ اس کا نتیجہ یقینی طور پر شدید افراتفری کی صورت نمودار ہو گا اور ان کے تمام حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے اور ہم اطمینان سے لیبارٹری کے اندر داخل ہو سکیں گے"..... عمران نے تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

"لیکن اگر تجربہ ناکام رہا تو"..... جو لیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو میں ویسے ہی کنوارے کا کنوارہ رہ جاؤں گا اور کیا ہو گا"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

رہی ہیں اور پھر آپ جانتے ہیں کہ وہاں سے ہمیں کیا ملے گا..... میجر ٹاڈ نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

”کیا وہ آدمی واقعی عمران اور اس کے ساتھیوں کی پناہ گاہ سے واقف بھی ہوگا..... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے دوبارہ بولتے ہوئے کہا۔

”یقیناً جناب وہ ابو عبد اللہ گروپ کا اہم ترین رکن ہے میرے مخبر کی رپورٹ غلط نہیں ہو سکتی“..... میجر ٹاڈ نے بڑے با اعتماد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے بتایا تھا کہ تمہارا وہ مخبر بھی اس گاؤں کا رہنے والا ہے۔ کیا وہ اس سردار عبید کی رہائش گاہ کا سپہ جانتا ہوگا“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”یقیناً جانتا ہوگا جناب۔ وہ ہمیں کارہنہ والا ہے“..... میجر ٹاڈ نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ خاموش ہو گیا۔

کافی آگے جانے کے بعد جب دور سے ایک گاؤں کی ٹمٹماتی ہوئی روشنیاں نظر آنے لگیں تو میجر ٹاڈ نے کار کا رخ موڑ کر ایک سائیڈ میں موجود درختوں کے گھنے جھنڈ کی طرف کیا۔ اس کے پیچھے آنے والی جیپیں بھی اس کے پیچھے ہی مڑ گئیں اور میجر ٹاڈ نے بار درختوں کے درمیان روکی اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ کرنل ڈیوڈ بھی کار سے نیچے اتر آیا تھا۔ وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔

”ابھی پانچ منٹ رہتے ہیں۔ وہ صبح وقت پر پہنچ جائے گا“..... میجر ٹاڈ نے کلائی میں بندھی ہوئی گھڑی دیکھتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیپیں وہاں رکی ہوئی ضرور تھیں۔ لیکن ان میں موجود افراد باہر نہ آئے تھے۔ پھر واقعی پانچ منٹ بعد ایک طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے بہت سے جھینگر مل کر بول پڑے ہوں۔ اسی لمحے میجر ٹاڈ نے بھی حلق سے الو کی ہلکی سی آواز نکالی اور چند لمحوں بعد ایک سایہ سڑک کی مخالف سمت سے ان کی طرف آتا دکھائی دیا۔

”میں ہاشم ہوں جناب۔ ون۔ ون۔ ڈبل زیرو“..... اس سائے نے دور سے ہی کہا۔

”آ جاؤ ہاشم“..... میجر ٹاڈ نے کہا اور وہ سایہ تیزی سے قریب آ گیا۔ وہ ایک ادھیر عمر فلسطینی تھا۔ عام سے لباس میں۔

”سردار عبید کہاں ہے“..... میجر ٹاڈ نے پوچھا۔

”وہ اس وقت اپنے زرعی فارم میں ہے۔ اس لئے آپ کو قصبے میں جانے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ آئیے میرے ساتھ۔ میں آپ کو فارم تک لے جاتا ہوں“..... ہاشم نے کہا۔

”کیا وہ وہاں اکیلا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

”چار ملازم ہیں وہاں اور شاید کچھ اور لوگ بھی ہوں۔ میں کہہ نہیں سکتا“..... ہاشم نے جواب دیا۔

”مجھے انہیں بے ہوش کرنا پڑے گا۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ سردار بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ ہی مارا جائے“..... کرنل ڈیوڈ

نے میجر ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہی سر۔ ہمارے پاس پورا انتظام ہے۔"..... میجر ٹاڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیسوں میں موجود افراد کو نیچے اتارا۔ انہیں ہدایات دیں اور اس کے بعد وہ ہاشم کی رہنمائی میں پیدل ہی کھیتوں کے درمیان پگڈنڈی پر چلتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ کافی دور چلنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے زرعی فارم کے قریب پہنچ گئے۔ جس کے اندر باہر کوئی روشنی نہ تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے زرعی فارم ویران پڑا ہو۔

"میجر ٹاڈ نے اشارہ کیا اور مسلح افراد تیزی سے اس فارم کے گرد پھیلنے چلے گئے۔ جب کہ کرنل ڈیوڈ اور میجر ٹاڈ اور دو آدمی سامنے کے رخ پر ہی رہے۔ میجر ٹاڈ نے اپنے ساتھ موجود دو افراد کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں اشارہ کیا۔ تو ان دونوں نے ہاتھوں میں موجود چپٹی نال کی گنوں کا رخ فارم کے بیرونی حصے کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیئے۔ شک شک کی آوازیں سنائی دیں اور نالوں کے سروں پر ہلکی سی چمک دکھائی دی۔ سچند لمحوں بعد دوبارہ انہوں نے ٹریگر دبائے اور ایک بار پھر ویسی ہی آواز اور ویسی ہی چمک نظر آئی۔ میجر ٹاڈ کلائی پر موجود گھڑی کی چمکدار سوئیاں دیکھنے لگا۔ تقریباً دس منٹ بعد اس نے ہاتھ جھکایا۔ "آئیے باس۔ اب گیس کا اثر ختم ہو چکا ہو گا"..... میجر ٹاڈ نے ساتھ کھڑے ہوئے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور کرنل ڈیوڈ سر ہلاتا ہوا پھانک کی طرف بڑھ گیا۔ جو لکڑی کا اور پرانے فیشن کا تھا۔

جسے آسانی سے باہر سے ہی کھولا جاسکتا تھا۔ ہاشم اور دونوں مسلح افراد بھی ان کے پیچھے تھے۔ فارم کا وسیع صحن عبور کرنے کے بعد وہ جیسے ہی برآمدے میں پہنچے میجر ٹاڈ نے پیچھے آنے والے کی طرف مڑ کر اسے ٹارچ جلانے کے لئے کہا۔

اور دوسرے لمحے ایک طاقتور ٹارچ روشن ہو گئی۔ فارم چار کمروں پر مشتمل تھا۔ جس میں اسے ایک بڑے کمرے میں دو آدمی چار پائیوں پر لیٹے ہوئے تھے۔ ساتھ ہی مٹی کے تیل کا ایک دیا ٹمٹما رہا تھا۔ جب کہ ایک کمرے میں زمین پر پٹھی ہوئی دری پر چار ملازم نما آدمی سوئے ہوئے تھے۔

"یہ سردار عبید ہے جناب"..... ہاشم نے ایک چار پائی پر سوئے ہوئے ادھیر عمر آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "میجر ٹاڈ۔ باقی سب افراد کو ختم کرادو اور اسے ہوش میں لے آؤ"..... کرنل ڈیوڈ نے میجر ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صاحب۔ میں باہر چلا جاتا ہوں۔ سردار عبید نے اگر مجھے دیکھ لیا تو میری پوزیشن خراب ہو جائے گی"..... ہاشم نے فوراً ہی کہا۔ "ہاں۔ تم باہر ٹھہرو۔ لیکن واپس مت جانا۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں تمہاری مزید ضرورت پڑ جائے"..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ہاشم سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔ اس دوران میجر ٹاڈ نے اپنے ساتھ آنے والے دو ساتھیوں کو دوسرے کمرے میں دری پر سوئے ہوئے ملازموں کو ختم کرنے کا حکم دیا اور خود اس کی جیب سے ایک سائیلنسر لگا ریوالتور نکالا

چلا گیا۔ دیئے کی روشنی خاصی بڑھ گئی اور اب کمرے میں موجود ہر چیز واضح طور پر نظر آنے لگ گئی۔

تھوڑی دیر بعد سردار عبید کے ہاتھ اس کے عقب میں کر کے باندھ دیئے گئے اور اس کے علاوہ میجر ٹاڈ نے اس کمرے میں موجود ایک بڑی سی کرسی پر اسے بٹھا کر اس کا جسم بھی رسی سے باندھ دیا۔ ویسے وہ ابھی تک بے ہوش تھا۔ پھر میجر ٹاڈ نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے اسے سردار عبید کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے شیشی ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر اسے جیب میں ڈال لیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد سردار عبید کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے اور اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں اور اس کی آنکھوں میں شدید ترین حیرت ابھر آئی۔

”کک۔ کک۔ کون ہو تم اور یہ۔ یہ۔ میں یہاں کرسی پر“
..... سردار عبید کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ خوف بھی تھا۔
”اس چار پائی پر سوئے ہوئے آدمی کا حشر دیکھا ہے تم نے۔ یہی شر دوسرے کمرے میں موجود تمہارے ملازموں کا بھی ہو چکا ہے اور یہاں دور دور تک تمہیں بچانے والا بھی کوئی نہیں۔“ کرنل ڈیوڈ نے تخت لہجے میں کہا اور سردار عبید کے چہرے پر چار پائی پر موجود آدمی کی لاش دیکھ کر گہرے دکھ کے آثار پھیلتے چلے گئے۔

”تم۔ تم۔ کون ہو اور تم نے میرے مہمان کو کیوں ہلاک کیا ہے“

اور آگے بڑھ کر سردار عبید کے ساتھ دوسری چار پائی پر سوئے ہوئے آدمی کے سینے پر اس کی نال رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ اس کے ہاتھ کو ہلکا سا جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے ہوش آدمی ایک بار اس طرح تڑپا جیسے اچانک اس کے جسم کو الیکٹرک شاک لگا ہو۔ پھر ساکت ہو گیا۔ اس کی گردن خود بخود سائیڈ پر ڈھلک گئی تھی۔ اس کے سینے سے خون ابلنے لگا تھا۔ میجر ٹاڈ نے چونکہ گولی براہ راست اس کے دل میں اتار دی تھی۔ اس لئے اس آدمی کی موت کو صرف چند سیکنڈ ہی لگے تھے۔ اسی لمحے اس کے دونوں ساتھی واپس کمرے میں آگئے۔

”چاروں کو ختم کر دیا گیا ہے جناب“..... ان میں سے ایک نے کہا۔

”او۔ کے۔ اس دیئے کی روشنی کو تیز کرو۔ میں اس سردار کو ہوش میں لاتا ہوں“..... میجر ٹاڈ نے کہا۔

”میجر ٹاڈ۔ اسے پہلے رسی سے باندھ دو۔ ایسا نہ ہو کہ یہ کسی طرح بھاگ جانے میں کامیاب ہو جائے۔ یہ لوگ بے حد سخت جان ہوتے ہیں۔ اس لئے آسانی سے یہ سب کچھ بتائے گا بھی نہیں“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”یہاں کہیں نہ کہیں رسی ہوگی۔ تلاش کر کے لے آؤ“..... میجر ٹاڈ نے مڑ کر ان دونوں میں سے ایک کو کہا۔ جو ان کے پیچھے کھڑا تھا۔ جب کہ دوسرا ایک طرف رکھے ہوئے دیئے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

”یس باس“..... اس آدمی نے کہا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر

سردار عبید نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے پوچھا۔

"میرا نام کرنل ڈیوڈ ہے۔ جانتے ہو میرا نام۔ میں جی۔ پی۔ فائیو کا چیف ہوں۔ یقیناً تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو گے۔ کیونکہ تمہارا تعلق ابو عبداللہ کے گوریلا گروپ سے ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے زہر خند لہجے میں کہا۔

"کرنل ڈیوڈ جی۔ پی۔ فائیو۔ مگر میں تو کسان ہوں۔ میرا کسی گوریلا گروپ سے کیا تعلق..... سردار عبید نے ہونٹ ہینچتے ہوئے کہا۔

"سنو۔ جس طرح تمہارا یہ مہمان اور تمہارے ملازم ہلاک ہوئے ہیں۔ اس طرح تمہارا یہ پورا گاؤں بموں سے اڑایا جاسکتا ہے۔ سمجھ گئے اس لئے اگر تم اپنی۔ اپنے بال بچوں اور پورے گاؤں کو موت سے بچانا چاہتے ہو تو شرافت سے مجھے وہ جگہ بتا دو۔ جہاں تم نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے عمران اور اس کے ساتھیوں کو رکھا ہوا ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور سردار عبید عمران کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"کون عمران۔ میں تو کسی عمران کو نہیں جانتا۔" سردار عبید نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میجر ٹاڈ۔ دو آدمیوں کو مخبر کے ساتھ لے جاؤ اور اس سردار عبید کے گھر میں موجود اس کے بیوی بچوں کو یہاں اٹھا لاؤ اور اگر گاؤں والے کوئی مزاحمت کریں تو پورے گاؤں کو راکٹوں اور میزائلوں سے

اڑا دو۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب اس کی بیوی اور بچوں کی گردنیں اس کے سامنے کٹیں گی تو یہ کس طرح خاموش رہتا ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"یہ کرنل..... میجر ٹاڈ نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ رک جاؤ۔ میں جانتا ہوں۔ مجھے معلوم ہے کہ تم لوگ انسان نہیں ہو۔ وحشی درندے ہو۔ تم واقعی میرے بیوی بچوں کو تو کیا پورے گاؤں کے بے گناہ افراد کو بھی ہلاک کرنے سے دریغ نہ کرو گے۔ میں بتاتا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھی ہماری ایک خفیہ پناہ گاہ میں ہیں اور یہ پناہ گاہ نزدیک کے قصبے التخلیل کے شمال میں ایک زرعی فارم کے نیچے بنی ہوئی ہیں۔" سردار عبید نے فوراً ہی تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے لبوں پر فاتحانہ مسکراہٹ ابھر آئی۔

"اس ہاشم کو بلاؤ اندر۔ تاکہ معلوم ہو سکے کہ یہ سچ بول رہا ہے یا نہیں۔" کرنل ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے میجر ٹاڈ سے کہا اور سردار عبید ہاشم کا نام سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ جب کہ میجر ٹاڈ سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہاشم کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ ہاشم سردار عبید کی طرف دیکھنے کی بجائے اس سے نظریں چرا رہا تھا۔

"ہاشم۔ سردار عبید نے ہمیں بتایا ہے کہ پاکیشیائی بہجنت قصبہ

الخلیل کے شمال میں واقع ایک زرعی فارم کے نیچے بنی ہوئی خفیہ پناہ گاہ میں ہیں۔ کیا یہ سچ کہہ رہا ہے..... کرنل ڈیوڈ نے ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب۔ اس حد تک تو اس کی بات درست ہے کہ الخلیل قصبے کے شمال میں کافی فاصلے پر ایک پرانا سا زرعی فارم موجود ہے لیکن اس کے نیچے کسی پناہ گاہ یا اس میں پاکیشیائی مہجنتوں کی موجودگی کا مجھے علم نہیں ہے..... ہاشم نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”وہاں ہم خود چیک کر لیں گے۔ ہم نے صرف اتنی تصدیق کرنی تھی کہ وہاں کوئی زرعی فارم ہے بھی سہی یا نہیں.....“ کرنل ڈیوڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میجر۔ سردار عبید کا خاتمہ کر دو.....“ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے پاس کھڑے میجر ٹاڈ سے مخاطب ہو کر کہا اور میجر ٹاڈ نے ہاتھ میں موجود سائیلنسر لگے ریوالتور کا رخ پلک جھپکنے میں کر کے بندھے بیٹھے سردار عبید کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹھس ٹھس کی آواز نکالتی ہوئیں کئی گولیاں سردار عبید کے سینے میں گھسٹی چلی گئیں اور سردار عبید چیخ مار کر اس بندھی ہوئی حالت میں ہی پھرنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں اوپر کو چڑھ گئیں اور گردن ڈھلک گئی۔ اس کے سینے سے خون بہہ رہا تھا۔

”ہاشم۔ سردار عبید کی رسیاں کھول دو.....“ کرنل ڈیوڈ نے ہاشم سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر.....“ ہاشم نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے کرسی سے بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ رسیاں کھلتے ہی سردار عبید کی لاش پہلو کے بل نیچے فرش پر گر گئی۔ پھر اس سے پہلے کہ ہاشم مڑ کر واپس آتا کرنل ڈیوڈ نے جیب سے سائیلنسر لگا ریوالتور نکال کر اس کا رخ ہاشم کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ ہاشم کے حلق سے نکلنے والی کر بناک چیخ سے گونج اٹھا اور وہ فرش پر گر کر بری طرح تڑپنے لگا۔

”یہ تو ہمارا مخبر تھا جناب.....“ میجر ٹاڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ فلسطینی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی قومی غیرت جاگ اٹھتی اور یہ ہمارے الخلیل پہنچنے سے پہلے وہاں کسی طرح اطلاع کرا دیتا۔ اس لئے اس کا مرنا ضروری تھا اور دوسری بات یہ کہ ان سب کی لاشیں یہاں ملنے کے بعد یہی سمجھا جائے گا کہ یہ قتل وغارت ان کی آپس کی دشمنی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ فلسطینیوں کی انتقامی کارروائی کے نتیجے میں نجانے کتنے بے گناہ یہودی مارے جاتے.....“ کرنل ڈیوڈ نے واپس دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ نے اس طرح سر ہلا دیا جیسے وہ کرنل ڈیوڈ کی بات سے پوری طرح اتفاق کرتا ہو۔ وہ جس سرد انداز میں بے گناہ فلسطینیوں کو ہلاک کر دیتے تھے۔ اس کے مقابل یہودیوں کی موت کا ذکر وہ اس طرح کر رہے تھے جیسے فلسطینی مسلمان ان کے نزدیک سرے سے انسان ہی نہ ہوں۔

تھوڑی دیر بعد کار اور جیسپیں اسی طرح آہستہ آہستہ چلتی ہوئیں اسی کچی سڑک سے گزرتی ہوئیں مین روڈ کی طرف جا رہی تھیں۔ کیونکہ قصبہ الخلیل وہاں سے بیس کلو میٹر دور تھا۔ سختہ سڑک پر پہنچ کر کار اور جیسپوں کی رفتار تیز ہو گئی اور پھر انہیں دور سے ہی قصبہ الخلیل کی روشنیاں نظر آنے لگ گئیں۔ یہ قصبہ خاصا بڑا اور پختہ سڑک کے کنارے پر واقع تھا۔ اس لئے یہاں بجلی بھی موجود تھی اور نسبتاً چہل پہل بھی زیادہ تھی۔

قصبے کے سامنے سے گزر کر وہ کافی آگے بڑھ گئے اور پھر میجر ٹاڈ نے کار کا رخ ایک بائی روڈ کی طرف موڑ دیا۔ تھوڑی دور آگے جا کر اس نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک دی۔

”سر۔ یہاں سے پیدل جانا ہو گا۔ ورنہ وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں گے۔“ میجر ٹاڈ نے کہا اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھیتوں کے درمیان چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ سب سے آگے میجر ٹاڈ تھا۔ جب کہ اس کے پیچھے کرنل ڈیوڈ اور پھر اس کے پیچھے بارہ مسلح افراد تھے۔ میجر ٹاڈ نے راستے میں کرنل ڈیوڈ کو بتایا تھا کہ اس نے اس زرعی فارم کو دیکھا ہوا ہے۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ مطمئن تھا کہ میجر ٹاڈ غلط جگہ نہ پہنچے گا اور تھوڑی دیر بعد وہ کھیتوں کے درمیان بنے ہوئے ایک پرانے زرعی فارم کے قریب پہنچ گئے۔

”اس زرعی فارم پر بے ہوشی والی گیس فائر کراؤ۔ اس قدر مقدار میں کہ نیچے موجود خفیہ پناہ گاہ تک اس کا اثر بخوبی ہو سکے۔“ کرنل

ڈیوڈ نے کہا اور میجر ٹاڈ سر ہلاتا ہوا پیچھے موجود مسلح افراد کی طرف مڑ گیا اور پھر وہ دونوں تو وہیں کھڑے رہے۔ جب کہ مسلح افراد ایک ایک کر کے آگے بڑھے اور فارم کے قریب فصلوں میں غائب ہوتے گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں ٹھک ٹھک کی ہلکی ہلکی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کافی دیر تک ایسی آوازیں سنائی دیتی رہیں۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک آدمی واپس آتا دکھائی دیا۔

”سر۔ آپریشن مکمل ہو گیا ہے۔“ اس نے میجر ٹاڈ اور کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دس منٹ بعد تم لوگوں نے اندر جا کر اس خفیہ پناہ گاہ کو تلاش کرنا ہے اور اس پناہ گاہ کی ہمیں رپورٹ دینی ہے۔ لیکن تم نے کسی چیز کو چھوڑنا نہیں۔ البتہ کچھ لوگ سائیڈوں پر بدستور نگرانی کرتے رہیں گے۔“ میجر ٹاڈ نے کہا اور اس آدمی نے سر ہلایا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہی آدمی دوڑتا ہوا واپس آیا۔

”سر۔ سر۔ ہم نے وہ خفیہ پناہ گاہ ڈھونڈ لی ہے۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ بھی اندر موجود ہیں۔ وہ سب ایک بڑے کمرے میں بستروں پر سوئے ہوئے ہیں۔ ایک لڑکی اور آٹھ مرد۔“ آنے والے نے بڑے پر جوش لہجے میں کہا۔

”وہ۔ وہ بے ہوش ہیں ناں۔“ کرنل ڈیوڈ نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ وہ بے ہوش پڑے ہیں۔ لیکن سر اس بڑے کمرے کا

ہلاک کروں گا..... ایک تخت کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس طرح بے بس پڑے دیکھ کر مسرت سے پاگل ہوا جا رہا تھا اور چند لمحوں بعد اس نے مشین گن کا رخ اس ٹوٹے ہوئے حصے سے نیچے کی طرف کر کے اس کا رخ عمران کے جسم کی طرف کیا۔

”جاؤ۔ جاؤ۔ تم نے بہت جی لیا۔ جاؤ۔ اب مرجاؤ.....“ کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک جھٹکے سے اس نے ٹریگر دبا دیا گولیوں کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک فاتحانہ قہقہہ نکلا۔ یہ قہقہہ اس قدر بلند تھا کہ زرعی فارم کا یہ کمرہ اس سے گونج اٹھا۔ اسی لمحے باہر سے تیز فائرنگ کی آوازیں گونج اٹھیں اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار اچھل کر پیچھے ہٹا۔ فائرنگ کی آوازیں اس قدر تیز تھیں کہ جیسے باہر کسی فوج نے حملہ کر دیا ہو۔ میجر ٹاڈ اور دوسرا آدمی آوازیں سنتے ہی بجلی کی سی تیزی سے باہر کی طرف بھاگ اٹھے۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔ کون ہے.....“ کرنل ڈیوڈ نے بوکھلا کر مڑنا ہی چاہا تھا کہ ایک تخت اس کا پیر فرش پر پڑا اور دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اس سوراخ میں جا گرا۔ لیکن سوراخ چھوٹا تھا۔ اس کے کولے اس میں بری طرح پھنس گئے۔ اس نے باہر نکلنے کے لئے جیسے ہی دونوں ہاتھ فرش پر رکھ کر زور لگایا ایک تخت سوراخ کی زوردار آواز کے ساتھ ہی فرش کا وہ حصہ ٹوٹا اور کرنل ڈیوڈ چیختا ہوا نیچے اس بڑے کمرے میں جا گرا۔ جہاں عمران اور اس کے ساتھی بے ہوشی کے عالم

دروازہ ہم تلاش نہیں کر سکے۔ صرف اس کی چھت کا ایک کونا بڑی مشکل سے توڑا جاسکا ہے۔ اس سے میں نے جھانک کر دیکھا ہے۔“ آنے والے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آؤ میرے ساتھ..... میں پہلے خود انہیں چیک کرنا چاہتا ہوں۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ میجر ٹاڈ اور آنے والے تینوں تقریباً دوڑتے ہوئے پرانے سے زرعی فارم کی طرف بڑھ گئے۔ زرعی فارم ٹوٹا پھوٹا۔ خستہ اور ویران سا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچ گئے۔ جس کے فرش کا ایک کونا ٹوٹا ہوا تھا اور اس سے تیز روشنی نکل رہی تھی۔ جب کہ اوپر زرعی فارم میں اندھیرا تھا اور انہیں لے آنے والے نے ٹارچ جلائی ہوئی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے جھک کر اس ٹوٹے ہوئے حصے سے نیچے جھانکا اور پھر اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ وہ ایک بستر پر لیٹے ہوئے عمران کو بخوبی پہچان گیا تھا۔ عمران کی آنکھیں بند تھیں اور چہرے پر بے پناہ مصومیت تھی۔

”یہ۔ یہ وہی ہیں۔ یہ وہی ہیں۔ میجر ٹاڈ انہیں گولیوں سے بھون ڈالو۔ جلدی کرو۔ ان کے جسم گولیوں سے چھلنی کر دو.....“ کرنل ڈیوڈ نے پیچھے ہٹ کر چیختے ہوئے کہا اور میجر ٹاڈ نے جلدی سے مرکز کے ساتھ موجود مسلح ساتھی سے مشین گن چھپٹ لی جو اس کے کاندھے سے لٹک رہی تھی۔

”ٹھہرو۔ بس خود فائر کروں گا۔ میں خود انہیں اپنے ہاتھوں سے

میں بستروں پر پڑے تھے اور جہاں یقیناً عمران کی لاش پڑی ہوئی ہوگی ایک دھماکے سے کرنل ڈیوڈ ایک چارپائی پر گرا اور پھر اچھل کر سر کے بل نیچے فرش پر جا گرا۔

”اوہ۔ اوہ۔ یہ تو.....“ کرنل ڈیوڈ نے نیچے گرتے ہی چیخ کر کہا اور پھر وہ چوٹیں لگنے کے باوجود بھلی کی سی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ کیونکہ چارپائی پر گرتے ہوئے جو احساس اس کے ذہن پر ابھرا تھا۔ وہ اس قدر ہولناک تھا کہ اسے اپنی چوٹیں تک بھول گئی تھیں۔ اٹھتے ہی اس نے اس بستر کی طرف دیکھا جس پر وہ گرا تھا اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکل گئی۔ کیونکہ بستر پر پڑی ہوئی چادر ہٹ گئی تھی اور اب وہاں سرہانے گدے اور چادریں ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑی ہوئی تھی۔ اس نے خوف زدہ سی نظروں سے عمران کے بستر کی طرف دیکھا عمران بدستور لیٹا ہوا تھا۔ لیکن اس کے چہرے پر وہی معصومیت تھی۔ اس کا انداز ویسے ہی سونے والوں کا سا تھا۔ اس کے چہرے پر موت کی تکلیف کا ذرا برابر تاثر نہ تھا۔ کرنل ڈیوڈ تیزی سے اس کی طرف دوڑا اور اس نے عمران کے اوپر پڑی ہوئی چادر ایک جھٹکنے سے کھینچی اور دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دماغ کو کسی تیزی سے چلتے ہوئے پنکھے کے پروں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہو۔ اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکلی اور وہ تیوراً کر نیچے فرش پر گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کا تیزی سے گھومتا ہوا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبنے لگا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے خود بخود تیز سانس نکلا اور اس

کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی تیزی سے ماند پڑنے لگی۔ وہ بار بار تیز تیز سانس لے رہا تھا اور چند لمحوں بعد اس کا ذہن دوبارہ روشن ہو گیا۔ اس نے بے اختیار سر اٹھا کر عمران کے بستر کی طرف دیکھا اور پھر اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔ بستر پر دو سرہانے کھیل اور چادریں اس طرح جوڑ کر رکھی گئی تھیں کہ ان سے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی انسان لیٹا ہوا ہے۔ جب کہ ایک سرہانے کے ساتھ عمران کا چہرہ اور بال موجود تھے۔ اس نے جلدی سے اسے اٹھایا تو مصنوعی بالوں کی دگ نیچے گر گئی اور چھوٹے سرہانے پر موجود ماسک اسے صاف نظر آنے لگا۔ یہ ماسک سے بنایا گیا مصنوعی چہرہ تھا۔

”فن پسند آیا کرنل ڈیوڈ.....“ اچانک اوپر ٹوٹے ہوئے حصے سے عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ کے پورے جسم کو ایک زوردار جھٹکا لگا۔ وہ تیزی سے گھوما اور اس کا منہ اوپر کو اٹھ گیا اس ٹوٹے ہوئے حصے سے عمران کا مسکراتا ہوا چہرہ نظر آ رہا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ایک مشین گن کی نال بھی جس کا رخ ظاہر ہے کرنل ڈیوڈ کی طرف ہی تھا۔

”تت۔ تت۔ تم۔ زندہ ہو۔ تم زندہ ہو.....“ کرنل ڈیوڈ کے حلق سے بے اختیار نکلا اور اس کے ساتھ ہی خود بخود اس کے ہاتھ فضا میں بلند ہو گئے۔

”گھبراؤ نہیں کرنل ڈیوڈ۔ میں فوری طور پر تمہیں ہلاک نہیں کر رہا۔ اس طرح تو تم آسان موت مر جاؤ گے اور میں نہیں چاہتا کہ

فوجی جیپ تیزی سے اربابہ پہاڑیوں کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر فوجی یونیفارم میں ملبوس اکڑا بیٹھا تھا۔ اس کی ساتھ والی سیٹ پر جولیا بھی ملٹری یونیفارم میں ملبوس بیٹھی ہوئی تھی۔ تنویر کے کاندھے پر کرنل کے سٹار تھے۔ جب کہ جولیا کے کاندھوں پر کیپٹن کے سٹار آویزاں تھے دونوں کے چہروں پر مسک اپ تھا۔ جولیا نے اپنے گھٹنوں پر سرخ رنگ کی ایک فائل رکھی ہوئی تھی تنویر بار بار سرگھما کر جولیا کی طرف دیکھتا۔ لیکن جب جولیا اسے دیکھتی وہ چہرہ سیدھا کر لیتا۔

”کرنل شیفرڈ بے حد اکھڑا اور روکھا آدمی ہے۔ کچھ۔ اس لئے تمہیں مکمل طور پر اس کی نقل کرنی ہوگی“..... اچانک جولیا نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ابھی میں تنویر ہوں اور تم مس جولیا“..... تنویر نے مسکراتے

اسرائیل کی عظیم تنظیم جی۔ پی۔ فائیو کا سربراہ کرنل ڈیوڈ کی موت عام آدمیوں کی طرح آسان ہو۔ تمہارے لئے تمہاری شایان شان ہی موت ہونی چاہئے۔ ویسے تمہاری اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میجر ٹاڈ سمیت تمہارے سارے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ اس کمرے کا کوئی راستہ نہیں ہے اور ہم اپنے مشن کی تکمیل کے لئے بہت دور جا رہے ہیں۔ ویسے بھی تم اس قدر بلندی پر نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے باوجود ہم یہ کونا بھی بند کر رہے ہیں۔ فارم ویران ہے اور ادھر کوئی نہیں آتا۔ اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم چیخ چیخ کر اور بھوک پیاس سے ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مروجے اور یہ موت تمہاری شایان شان ہی ہوگی“..... عمران کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کا چہرہ غائب ہو گیا۔ کرنل ڈیوڈ دونوں ہاتھ سر سے بلند کئے مجھے کی طرح کھڑے کا کھڑا رہ گیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے اس کا ذہن سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتوں سے مکمل طور پر عاری ہو چکا ہو۔

ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔ جس وقت ہم روانہ ہوئے تھے۔ تنویر اور جولیا کو وہیں اپنے ساتھیوں کے پاس ہی چھوڑ آئے تھے۔ سمجھے۔ اگر تمہاری اداکاری میں ذرا بھی جھول ہوا تو نہ صرف ہم دونوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں گی بلکہ سارا مشن ہی تباہ ہو کر رہ جائے گا"..... جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

"او۔ کے"..... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ شاید اس کی سمجھ میں جولیا کی بات آگئی تھی۔

تھوڑی دیر بعد جیب اور بابہ پہاڑیوں کے سامنے موجود چیک پوسٹ پر پہنچ گئی۔ تو تنویر نے اسے روک دیا۔ دو مسلح فوجی تیزی سے جیب کی طرف بڑھے۔ مگر دوسرے لمحے وہ ٹھٹھک کر رکے اور انہوں نے انتہائی گھبراہٹ کے عالم میں سیلوٹ کر دیا۔

"راڈ ہٹاؤ"..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"..... ان میں سے ایک نے کہا اور تیزی سے دوڑتا ہوا راڈ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد راڈ ہٹ گیا اور تنویر نے ایک جھٹکے سے جیب آگے بڑھادی۔ کچھ دور جانے کے بعد ایک اور چیک پوسٹ آ گئی۔ یہاں دس کے قریب مسلح فوجی موجود تھے اور راڈ بھی درمیان میں موجود تھا۔ تنویر نے راڈ کے قریب جا کر جیب روک دی اور مسلح سپاہیوں نے جلدی سے آگے بڑھ کر زوردار انداز میں سیلوٹ کئے۔

"راڈ ہٹاؤ"..... تنویر نے اسی لہجے میں کہا۔

"جناب۔ رجسٹر پر دستخط کرنے ہیں آپ نے"..... ایک سپاہی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"رجسٹر یہاں لے آؤ۔ جلدی کرو"۔ تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس سر"..... اس سپاہی نے کہا اور تیزی سے مڑا ہی تھا کہ سائیڈ پر بنے ہوئے کین میں سے ایک کیپٹن باہر نکل آیا۔ اس نے قریب آ کر بڑے زوردار انداز میں سیلوٹ کیا۔

"کرنل صاحب فرما رہے ہیں کہ رجسٹر یہیں لے آیا جائے"۔ سپاہی نے کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سوری جناب۔ آپ نے خود ہی تو یہ حکم دے رکھا ہے کہ تمام کام اصولوں پر ہو اور یہ اصول بھی آپ نے ہی بنایا ہے کہ یہاں پہنچنے والا ہر آدمی خود جا کر رجسٹر پر دستخط کرے گا"..... کیپٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ شو کیپٹن۔ ہمیں تمہاری فرض شناسی اور اصول پسندی بے حد پسند آئی ہے"..... تنویر نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا اور اچھل کر جیب سے اتر اور فوجی انداز میں قدم بڑھاتا سائیڈ کین کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ بھی کیپٹن ایلین"..... کیپٹن نے مسکراتے ہوئے جولیا سے کہا اور جولیا سر ہلاتی ہوئی نیچے اتری۔ فائل اس نے ہاتھ میں پکڑ لی۔ جیب سے اتر کر وہ بھی فوجی انداز میں چلتی ہوئی کین کی طرف ہٹنے لگی۔ وہ کیپٹن اب ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔

گیا اور جولیا کے حلق سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ اتفاقات کا یہ پہلو تو واقعی ان کے ذہن کے کسی گوشے میں موجود نہ تھا اسی لمحے تنویر کی کراہ سنائی دی۔ وہ ہوش میں آ رہا تھا اس کے ساتھ ہی جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ کیونکہ پہلے تنویر کی گردن ڈھلکے ہونے کی وجہ سے تنویر کا چہرہ دوسری طرف تھا۔ لیکن اب ہوش میں آنے کے بعد اس نے جیسے ہی چہرہ موڑا۔ جولیا چونک پڑی۔ کیونکہ تنویر کا میک اپ ختم ہو چکا تھا اور اب وہ اپنے اصل چہرے میں تھا۔ البتہ کرنل کی یونیفارم بدستور اس کے جسم پر موجود تھی۔ تنویر کو اصل چہرے میں دیکھ کر جولیا سمجھ گئی کہ اس کا میک اپ بھی صاف کر دیا گیا ہو گا۔

”یہ۔ یہ۔ کیا ہو گیا ہے۔ اوہ تمہارا میک اپ..... تنویر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا دونوں یہاں پہلے سے موجود تھے۔ اس لئے ظاہر ہے۔ ہماری حقیقت کا انہیں علم ہو گیا۔“ جولیا نے جواب دیا تو تنویر بے اختیار ایک طویل سانس لے کر رہ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان دونوں کے درمیان مزید کوئی بات چیت ہوتی۔ غار کے دہانے سے کچھ لوگ اندر داخل ہوئے اور انہیں دیکھتے ہی وہ سمجھ گئے کہ آنے والوں میں سے ایک کرنل شیفرڈ ہے۔ کیونکہ اس کے میک اپ میں تنویر یہاں آیا تھا۔ کرنل شیفرڈ یونیفارم میں تھا جب کہ اس کے پیچھے چار مسلح فوجی تھے۔

”تم دونوں کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے لیکن تم

پھر جیسے ہی جولیا دروازے پر پہنچی اس کیپٹن نے اچانک اس کے منہ پر ہاتھ مارا۔ جولیا بدک کر اچھلنے ہی لگی تھی کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن یک لحظہ کمرے کے شر کی طرح بند ہو گیا ہو۔ پھر جس طرح انتہائی سیاہ بادلوں میں بجلی کا جھمکا ہوتا ہے۔ اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کا جھمکا ہوا اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور پھر اسے ماحول سے شناسائی حاصل ہونے میں کچھ وقت لگ گیا۔

”یہ۔ یہ۔ کیا ہو گیا ہے..... اس کے منہ سے انتہائی حیرت بھرے انداز میں نکلا۔ کیونکہ اسے احساس ہو گیا تھا کہ وہ ایک قدرتی غار کی دیوار کے ساتھ لکڑی کے کسی تختے کے ساتھ بندھی ہوئی کھڑی تھی۔ اس کے دونوں بازو اور دونوں پنڈلیاں اس تختے میں نصب لوہے کے کڑوں میں جکڑی ہوئی تھیں اور یہ تختہ شاید دیوار کے ساتھ کسی ہک سے نصب تھا۔ ساتھ ہی تنویر بھی موجود تھا۔ اس کے دونوں ہاتھ اس کے سر سے اوپر کر کے تختے میں موجود کڑوں سے بندھے ہوئے تھے اور اسی طرح پیر بھی۔ البتہ اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی اور ایک فوجی تنویر کی ناک سے کوئی شیشی لگائے ہوئے تھا۔ چند لمحوں بعد وہ فوجی مڑا۔ اس نے بڑی زہریلی نظروں سے جولیا کی طرف دیکھا۔

”تم دونوں نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حماقت کی ہے۔ کرنل شیفرڈ اور کیپٹن ایلسیا تو پہلے سے ہی یہاں موجود تھے۔“ اس نے غار کے دہانے کی طرف مڑ

"تم جیسے سیکرٹ سروس کے چیف میری جوتیاں صاف کرتے ہیں میجر، میری۔ اس لئے زبان سنبھال کر بات کیا کرو"..... تنویر نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ جولیا کی توہین کیے برداشت کر سکتا تھا۔

"کرنل شیفرڈ۔ ان سے کیا برآمد ہوا ہے"..... میجر، میری نے تنویر کی بات کا جواب دینے کی بجائے ساتھ کھڑے کرنل شیفرڈ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"عام سے ریوالوروں کے علاوہ یہ ایک عجیب سی سنہرے رنگ کی پتی ملی ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ یہ کیا چیز ہے"..... کرنل شیفرڈ نے جیب سے سنہری پتی نکال کر میجر، میری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "یہ تو واقعی کوئی نئی چیز ہے۔ کیا ہے یہ"..... میجر، میری نے اس سنہری پتی کو بڑے غور سے دیکھتے ہوئے اچانک جولیا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"مجھے کیا معلوم"..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ "یہ اس آدمی کی جیب سے ملی ہے۔ جسے تم تنویر کہہ رہے ہو"۔ کرنل شیفرڈ نے کہا۔

"مجھے راستے میں پڑی نظر آئی تھی۔ میں نے اٹھا کر جیب میں رکھ لی۔ تنویر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ایسی چیزیں کوئی راستے میں نہیں گراتا۔ یہ یقیناً کوئی ایسی چیز ہے جو ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے۔ اس لئے میرا خیال ہے۔ اسے

مجھے بتاؤ گے کہ تم نے میرا میک اپ اس قدر مکمل کیسے کر لیا۔ تم میں سے کون جانتا ہے مجھے"..... کرنل شیفرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں جولیا اور تنویر کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم کوئی غیر معروف آدمی تو نہیں ہو کرنل شیفرڈ"..... تنویر نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہر۔ ٹھیک ہے۔ سیکرٹ سروس کا چیف آرہا ہے اس کے بعد تم سے بات ہوگی"..... کرنل شیفرڈ نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک آدمی گہرے نیلے رنگ کے سوٹ میں اندر داخل ہوا اور جولیا اور تنویر دونوں اسے دیکھتے ہی پہچان گئے۔ وہ کرنل ڈیوڈ کا اسسٹنٹ میجر، میری تھا اور پہلے بھی کئی بار ان کا اس کے ساتھ واسطہ ہو چکا تھا۔

"یہ سیکرٹ سروس میں شامل واحد لڑکی جولیا ہے اور یہ شاید تنویر ہے۔ مجھے اندازہ ہے کہ اس کا نام یہی ہوگا۔ بہر حال یہ دونوں پاکستانی سیکرٹ سروس کے اہم رکن ہیں اور عمران کے ساتھی ہیں۔ میجر، میری نے اندر آ کر غور سے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ "کرنل شیفرڈ نے بتایا ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے چیف بن چکے ہو۔ ہماری طرف سے مبارک باد قبول کرو"..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ لیکن تمہارا یہ خوشامدانہ انداز تمہیں میرے ہاتھوں سے بچانہ سکے گا"..... میجر، میری نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

ہیڈ کوارٹر لے جا رہا ہوں۔ تاکہ ان سے ان کے ساتھیوں کے بارے میں اطمینان سے پوچھ گچھ کر سکوں اور اس پورے گروپ کو ختم کیا جاسکے۔ کرنل شیفرڈ نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سوری کرنل۔ پاکیشیائی ہجمنٹوں کو ڈاکٹر وائٹ نے لیبارٹری میں جلب کیا ہے۔ وہ سنہری پتی کوئی انتہائی جدید ترین ایجاد ہے اور ڈاکٹر وائٹ اس کی ابتدائی تحقیق پر ہی سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ ان سے اس کے بارے میں وہ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں کو میں لیبارٹری میں شفٹ کر رہا ہوں اور دوسری بات یہ کہ پاکیشیائی ہجمنٹوں کا کیس ملٹری انٹیلی جنس کا نہیں ہے۔ یہ سیکرٹ سروس کا کیس ہے۔ اس لئے آپ اس معاملے میں مداخلت نہ کریں“ میجر ہیری نے خشک لہجے میں کہا۔

”لیبارٹری میں لے جا رہے ہیں۔ اوہ نہیں۔ یہ غلط ہے۔ اس قدر خوف ناک دشمن ہجمنٹوں کو لیبارٹری میں نہیں بھیجا جاسکتا۔ اگر ڈاکٹر وائٹ نے پوچھ گچھ ہی کرنی ہے تو وہ یہاں آکر بھی کر سکتے ہیں اور پھر یہ دونوں تو ہجمنٹ ہیں۔ سائنسدان تو نہیں ہیں کہ اس کی ماہیت کے بارے میں ڈاکٹر وائٹ کو کچھ بتا سکیں۔“ کرنل شیفرڈ نے دوسرے رخ سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ سوچنا میرا اور ڈاکٹر وائٹ کا کام ہے۔ آپ کا نہیں۔ اس لئے پلیز آپ اس معاملے میں مداخلت نہ کریں۔ آپ تشریف لے جاسکتے ہیں“ میجر ہیری نے انتہائی ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”میں پرائم منسٹر سے بات کرتا ہوں۔“ کرنل شیفرڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ آنے والے بھی اس کے پیچھے ہی چلے گئے۔

”یہ تختے چٹانوں سے علیحدہ کر لو اور انہیں اسی طرح تختوں سمیت لے چلو۔“ میجر ہیری نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

”سر۔ یہ تختے چٹانوں میں نصب ہیں۔ علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ کیوں نہ ان دونوں کو بے ہوش کر دیا جائے پھر انہیں لیبارٹری میں آسانی سے پہنچایا جاسکتا ہے۔“ اس آدمی نے جو جولیا کے تختے کے قریب کھڑا تھا مڑتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مگر جلدی کرو۔“ میجر ہیری نے کہا اور اس آدمی نے سر ہلاتے ہوئے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکالی اور اس کا ڈھکن کھول کر اس نے شیشی کا دہانہ زبردستی جولیا کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا کی آنکھیں بند ہو گئیں اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ پھر یہی شیشی تنویر کی ناک سے لگائی گئی اور تنویر کے دماغ پر بھی تاریکی کی دبیز تہہ چڑھ گئی۔ پھر یہ دبیز تہہ اس وقت اتری جب تنویر کو اپنے جسم میں درد کی تیز لہر دوڑتی ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اسے احساس ہو گیا کہ وہ اب غار کی بجائے ایک کمرے کی دیوار میں نصب لوہے کے کڑوں کے ساتھ بندھے ہوئے کھڑے ہیں۔ جولیا کو بھی ہوش میں لایا جا رہا تھا۔ ایک آدمی اس کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ انجکشن لگانے کے بعد وہ مڑا اور کمرے کے

اکھوتے دروازے کی طرف بڑھ گیا جو کھلا ہوا تھا اور اس کے جانے کے فوراً بعد ہی جو لیا بھی کراہتی ہوئی ہوش میں آگئی۔
 "ہم لیبارٹری تک پہنچ گئے ہیں۔ اب ہم نے یہاں سے آزاد ہونا ہے۔"
 تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں کوشش کرتی ہوں۔ شاید میرے ہاتھ ان آہنی کڑوں سے پھسل کر نکل آئیں۔"..... جو لیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آہنی کڑوں کی گرفت سے ہاتھ آزاد کرانے کی کوشش شروع کر دی۔ لیکن کڑے اس قدر تنگ تھے کہ اس کی کلاسیاں ان میں بری طرح جکڑی ہوئی تھیں۔ تنویر نے بھی اپنے طور پر کوشش شروع کر دی۔ لیکن اس کی بھی ساری کوششیں رائیگاں جا رہی تھیں۔ اس نے جھٹکے دے کر کڑوں کو دیوار سے باہر نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ کوشش بھی بے سود ثابت ہوئی اور ابھی وہ اپنی ان کوششوں میں مصروف تھے کہ دروازہ کھلا اور اس کے ساتھ ہی ایک بوڑھا آدمی جس کا سر درمیان سے گنجا تھا۔ مگر سر کی سائیڈوں میں سفید بالوں کی جھالر تھی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر سفید رنگ کا ادور آل تھا۔ آنکھوں پر سیاہ فریم کی نظر والی عینک تھی۔ اس کے پیچھے میجر میری تھا۔ وہ دونوں تنویر اور جو لیا کے سامنے رک گئے۔

"سنو۔ مجھے اس سے کوئی مطلب نہیں ہے کہ تم سیکرٹ سروس کے افراد ہو یا نہیں۔ مجھے اس سنہری پتی سے دلچسپی ہے۔ یہ میرے لئے ایک نئی اور حیرت انگیز ایجاد ہے۔ ایسی ایجاد جس کے متعلق شاید

ابھی کسی سائنسدان نے سوچا بھی نہ ہو۔ میں اس کا تفصیلی تجزیہ کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اس سے پہلے میں تم لوگوں سے اس کے بارے میں تفصیل جانتا چاہتا ہوں۔ میری بات سنو۔ میں اس لیبارٹری کا انچارج ہوں۔ یہاں صرف میرا اختیار چلتا ہے۔ اگر تم مجھے اس کے بارے میں تفصیل بتا دو تو میرا وعدہ کہ میں تمہیں یہاں سے باہر زندہ بھجوا دوں گا۔ بوڑھے نے بلغم زدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ ڈاکٹر وائٹ ہیں۔"..... تنویر کے بولنے سے پہلے جو لیا نے اس بوڑھے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں۔ میں ڈاکٹر وائٹ ہوں۔ سنیک سرکل لیبارٹری کا انچارج۔" بوڑھے نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"میں نے آپ کی قابلیت کے متعلق بہت کچھ سن رکھا ہے۔ ہم لیجنٹ ضرور ہیں۔ لیکن ہم سائنسدانوں کی عزت کرتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہماری یہاں آمد کا مقصد صرف یہ جائزہ لینا تھا کہ یہاں کے انتظامات کیسے ہیں۔ لیکن ہمیں یہ توقع نہ تھی کہ یہاں حالات ایسے ہو جائیں گے کہ آپ جیسے انتہائی شہرت یافتہ سائنسدان سے بھی ہماری ملاقات ہو سکتی ہے۔ میں آپ کو اس سنہری پتی کے متعلق بتاتی ہوں۔ یہ ہمارے ملک کے ایک سائنسدان کی ایجاد ہے۔ لیکن یہ ایجاد ابھی تجرباتی مراحل میں ہے۔ پاکیشیا تو کیا، اس سائنسدان کے مطابق روسیہ۔ شوگران۔ گریٹ لینڈ اور اکیمریمیا میں بھی ایسی لیبارٹری نہیں ہے جس پر اس کی ریسرچ کی تکمیل کی جاسکے۔ اس سائنسدان

نے حکومت پاکستان کو بتایا کہ اسرائیل کی سنیک سرکل لیبارٹری ایسی ہے۔ جہاں اس ایجاد کی فائل ریسرچ ہو سکتی ہے چنانچہ حکومت پاکستان نے اس سلسلے میں ایک ایکشن پلان بنایا۔ چنانچہ پاکستان سیکرٹ سروس کے ذمے یہ ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ اسرائیل جا کر وہ سنیک سرکل کو ٹریس کر کے اس پر قبضہ کر لے۔ تاکہ پاکستانی سائنسدان جس کا نام ڈاکٹر ارسلان ہے۔ وہاں اس پر فائل ریسرچ کر کے ایسا دفاعی ہتھیار تیار کر سکے۔ جس کی تکمیل کے بعد پاکستانی پوری دنیا پر حکومت کر سکے گا۔ چنانچہ ہم اس مشن پر یہاں آئے۔ ہمارے ساتھ ڈاکٹر ارسلان بھی ہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ معاہدہ کریں تو ہماری طرف سے یہ آفر ہے کہ ہم صرف یہاں اس ہتھیار کی جسے کوڈ میں گولڈن لیف کہا جاتا ہے۔ کی فائل ریسرچ کریں گے اور اس ریسرچ کے بعد ہم اس مکمل فارمولے کی ایک کاپی بھی یہاں چھوڑ جائیں گے اور خاموشی سے واپس چلے جائیں گے۔ لیکن اگر آپ نے ہمارے ساتھ معاہدہ نہ کیا تو پھر ہم آزاد ہیں کہ اس گولڈن لیف پر جس طرح چاہیں ریسرچ کر لیں۔ اس کے جو نتائج بھی ہوں گے وہ پھر آپ کو اور اسرائیل کو بھگتنے پڑیں گے۔ کیونکہ اس پر معمولی سی غلط ریسرچ کا نتیجہ یہ نکل سکتا ہے کہ پورا اسرائیل ہی صفحہ ہستی سے غائب ہو جائے۔ باقی رہے ہم۔ تو یہ ہمارا اپنا کام ہے کہ ہم اپنے مشن کے سلسلے میں کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں۔..... جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ڈاکٹر وائم سے بات کرتے ہوئے کہا اور تنویر اس دوران انتہائی حیرت بھری

نظروں سے جولیا کو دیکھتا رہا۔
 "یہ سب بکواس ہے۔ ڈاکٹر وائم۔ یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ یہ صرف آپ کو چکر دینے کے لئے ایسی باتیں کر رہے ہیں آپ پلیز ان کی باتوں میں نہ آئیں۔..... پاس کھڑے میجر ہمیری نے جولیا کے خاموش ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔
 "آپ خاموش رہیں۔ آپ صرف مارنا پکڑنا جانتے ہیں۔ آپ کو سائنس کی ان باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں نے اس گولڈن لیف کا جو ابتدائی تجربہ کیا ہے اس نے مجھے اپنی زندگی کی سب سے بڑی حیرت سے دوچار کر دیا ہے۔ ہماری اس لیبارٹری میں جس ہتھیار پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ وہ ہتھیار اس کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہیں رکھتا۔..... ڈاکٹر وائم نے سخت لہجے میں میجر ہمیری سے بات کرتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک ہے ڈاکٹر۔ آپ پلیز باہر چل کر میری ایک بات سن لیں اس کے بعد آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہوگا۔..... میجر ہمیری نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔
 "چلو۔..... ڈاکٹر وائم نے اس طرح کا اندھے اچکاتے ہوئے کہا۔ جیسے مجبوراً اس کی بات مان رہا ہو اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے باہر چلے گئے اور کمرے کا دروازہ ان کے عقب میں بند ہو گیا۔
 "مس جولیا۔ یہ آپ آخر کیا کر رہی ہیں۔ آپ کا اس سے مقصد کیا ہے۔..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ اس وقت ہماری پوزیشن بے حد خراب ہے۔ ہم دونوں کو جس طرح بے بس کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ہمارا یہاں سے زندہ بچ نکلنے کے امکان بے حد کم ہیں۔ بفرض محال ہم اگر کسی طرح یہاں سے نکل بھی جائیں تو وہ سنہری پتی پھر بھی ان دوسروں کے پاس رہ جائے گی اور پھر اس کا واپس حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہو جائے گا اور اگر ایسا ہو گیا۔ تو یقیناً پاکیشیا کی انتہائی بد قسمتی ہوگی۔ تم نے دیکھا نہیں کہ ڈاکٹر وائٹ جیسا سائنسدان کیسے اس سنہری پتی کے پیچھے پاگل ہو رہا ہے عمران نے ہمیں یہ پتی اس اعتماد کے ساتھ دی تھی کہ ہم اس کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ لیکن اب اگر ہم کسی طرح یہاں سے نکل بھی جائیں اور پتی ساتھ نہ لے جا سکیں۔ تو تم خود سوچو کہ عمران کی کیا حالت ہوگی۔ جو کچھ میں نے کیا ہے۔ بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے۔ اس میں میجر ہیری اور ڈاکٹر وائٹ دونوں کے لئے بے پناہ ترغیب موجود ہے ڈاکٹر وائٹ اس فرضی ڈاکٹر ارسلان کو یہاں لانے میں پوری دلچسپی لے گا اور میجر ہیری کی یہ کوشش ہوگی کہ عمران اور ہمارے باقی ساتھی بھی کسی طرح خود بخود یہاں پہنچ جائیں۔ ظاہر ہے یہ یہودی لوگ وعدوں اور معاہدوں کو پورا کرنے کی بجائے اپنے مفادات پورا کرنے پر زیادہ یقین رکھتے ہیں“..... جولیا نے تفصیل سے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ آپ تو انتہائی گہری باتیں سوچ لیتی ہیں۔ اس قدر گہری بات کا تو میرے ذہن میں تصور بھی نہ تھا“..... تنویر نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

”صرف طاقت سے ہر جگہ کام نہیں لیا جاتا۔ عقل بھی استعمال کرنی پڑتی ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر عمران کا نام نہ لیا تھا۔ تاکہ تنویر بدک نہ جائے۔ ورنہ حقیقت یہی تھی کہ اس نے دراصل یہ سوچ کر یہ سب کچھ کہا تھا کہ اگر اس کی جگہ عمران ہوتا تو کیا ہوتا۔

اسی لمحے ایک بار پھر دروازہ کھلا اور ڈاکٹر وائٹ اور میجر ہیری ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے اندر داخل ہوئے۔

”ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہم حکومت کے علم میں لائے بغیر تمہارے ساتھ معاہدہ کر لیں۔ کیونکہ حکومت کبھی بھی اس معاہدے کو تسلیم نہ کرے گی۔ لیکن ہمیں یقین ہے کہ ہم اسرائیل کے مفاد میں ہی یہ معاہدہ کر رہے ہیں۔ لیکن ہماری بھی شرائط ہوں گی“۔ ڈاکٹر وائٹ نے اندر داخل ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”فرمائیں“..... جولیا نے جواب دیا۔

”تمہیں اپنے ساتھیوں اور ڈاکٹر ارسلان کو یہاں بلانا ہوگا اور جب تک اس گولڈن لیف پر ریسرچ مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک سوائے ڈاکٹر ارسلان کے تم سب لوگ یہاں پہاڑیوں میں میجر ہیری کی نگرانی میں رہو گے۔ اس کے جواب میں ڈاکٹر وائٹ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی زندگی کی ضمانت دیتا ہے۔ ہم حکومت کو یہ باور کرا دیں گے کہ تم سب واپس چلے گئے ہو۔ اس طرح حکومت

مطمئن ہو جائے گی"..... ڈاکٹر وائٹم نے کہا۔

"ہمیں آپ کی یہ شرائط منظور ہیں۔ لیکن آپ کو شاید نہ بتایا گیا ہو کہ ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل شیفرڈ جانتا ہے کہ ہم یہاں موجود ہیں۔ وہ تو ہمارے یہاں لیبارٹری میں لے آنے کی بھی مخالفت کر رہا تھا۔ بلکہ اس نے میجر ہیری کو یہ دھمکی بھی دی تھی کہ وہ حکومت سے بات کرنے جا رہا ہے"..... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس کی تم فکر نہ کرو۔ اس نے وزیراعظم سے بات کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن وزیراعظم صاحب کسی اہم کانفرنس میں مصروف ہیں اور وہ ابھی تک یہیں موجود ہے۔ ڈاکٹر وائٹم اس سے بات کر سکتے ہیں۔ وہ یقیناً ڈاکٹر وائٹم سے ملنے کے بعد ہماری طرح اس معاملے پر اپنی زبان بند رکھے گا"..... میجر ہیری نے کہا۔

"اگر آپ اس کی ضمانت دیتے ہیں ڈاکٹر وائٹم۔ تو ہمیں آپ کی شرائط منظور ہیں۔ لیکن پہلے اس کرنل شیفرڈ کو یہاں بلا کر ہماری تسلی کرا دی جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے ساتھی معاہدے کے تحت یہاں آئیں اور حکومت کرنل شیفرڈ کی اطلاع پر انہیں گرفتار کر لے"..... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جاؤ میجر ہیری۔ اسے یہاں بلا کر لاؤ"۔ ڈاکٹر وائٹم نے میجر ہیری

سے کہا اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم قطعی بے فکر رہو۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اس پر عمل کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہوں اور یہ بھی تمہیں بتا دوں کہ صدر اور وزیراعظم

بھی میری بات نہیں ٹال سکتے"..... ڈاکٹر وائٹم نے میجر ہیری کے جانے کے بعد کہا۔

"ہمیں یقین ہے ڈاکٹر وائٹم۔ لیکن پھر بھی تسلی ضروری ہے۔" جولیا نے جواب دیا اور ڈاکٹر وائٹم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

زیادہ سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم اسے دانا دشمن تسلیم کر رہے ہو۔“
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”اور وہ محاورہ تمہیں یاد نہیں کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہے اور جب میں نادان دوستوں کو بھی برداشت کرتا ہوں تو دانا دشمن کا خاتمہ کیسے کر سکتا ہوں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے اعتراف ہے عمران صاحب کہ میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا اور آپ نے وہاں جو ڈرامہ کیا۔ اس کی بھی سمجھ مجھے نہیں آئی۔ اب آپ کی مرضی۔ چاہے آپ ہمیں نادان دوست کہیں یا کچھ اور لیکن کم از کم ہمیں آپ اس سارے ڈرامے کا اور کرنل ڈیوڈ کو اس طرح زندہ چھوڑ دینے کا مقصد سمجھا دیں تاکہ ہماری ذہنی خلش تو دور ہو سکے۔“ صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ تم تو واقعی سنجیدہ ہو رہے ہو“..... عمران نے چونک کر کہا۔

”میں ہی نہیں۔ ہم سب آپ کے اس ڈرامے کو نہیں سمجھ سکے۔ مس جولیا نے بھی آپ سے پوچھنا چاہا لیکن آپ مسلسل مذاق میں اسے نالتے آرہے ہیں۔ جب اعظم نے یہ اطلاع دے دی کہ مسلح افراد خفیہ طور پر خفیہ پناہ گاہ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور ان میں کرنل ڈیوڈ بھی

عمران اور اس کے ساتھی ارباب پہاڑیوں سے تقریباً ڈیڑھ کلومیٹر دور درختوں کے ایک جھنڈ میں موجود تھے۔ تنویر اور جولیا کو بھی یہیں سے ہی تیار کر کے ارباب پہاڑیوں پر بھجوا دیا گیا تھا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے کرنل ڈیوڈ کو زندہ چھوڑ کر اچھا نہیں کیا وہ ایسا دشمن ہے کہ اس کا خاتمہ ضروری تھا“..... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دشمن تو دشمن ہی ہوتا ہے۔ پھر ایسا دشمن اور ایسا دشمن۔ یہ کیسی قسمیں ہیں دشمنوں کی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے دیکھا نہیں کہ اس نے ہمارا سراغ کیسے کامیابی سے لگایا تھا۔ اگر اس خفیہ پناہ گاہ کی حفاظت کے لئے الیکٹرونک آئی سسٹم نہ ہوتا تو ہمیں سچہ ہی نہ چلتا اور وہ ہمارے سروں پر آ پہنچتے۔ ایسے دشمن کو زندہ چھوڑ دینا میرے نزدیک حماقت ہی ہے“..... صفدر نے اور

اس کی کارکردگی کا انداز۔ اس کی نفسیات سب کچھ کا ہمیں بخوبی علم ہے اور اس وجہ سے ہم یہاں اسرائیل میں کامیابیاں بھی حاصل کر لیتے ہیں اس لئے کرنل ڈیوڈ کو دانستہ ختم کرنا میں پسند نہیں کرتا۔ ویسے کسی جھڑپ میں وہ مارا جائے تو اس کی قسمت۔ باقی رہی اس ڈرامے کی وجہ تو اس کی بنیادی وجہ بھی صرف اس کرنل ڈیوڈ کو اس کے گروپ سے علیحدہ کرنا تھا۔ ورنہ ویسے اگر فائر کھول دیا جاتا تو یقیناً کرنل ڈیوڈ کا بھی ساتھ ہی خاتمہ ہو جاتا اور ظاہر ہے ابھی ہمارا مشن مکمل نہیں ہوا۔ ابھی ہم اسرائیل میں ہیں۔ کرنل ڈیوڈ کے خاتمے کے بعد جی۔ پی۔ فائیو کا نیا سربراہ ہمارے لئے مسئلہ بن سکتا تھا۔ اب بھی بات سمجھ میں آئی ہے یا مزید وضاحت کروں۔"..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آئی۔ ایم، سوری۔ عمران صاحب۔ واقعی آپ انتہائی گہرائی میں سوچتے ہیں۔"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مگر ابھی تھوڑی دیر پہلے تو تم صنف کرخت میں شامل تھے۔ یہ
یخت کیا انقلاب آگیا کہ تم بیٹھے بیٹھے صنف نازک بن گئے ہو۔“
عمران نے حیران ہو کر کہا۔

”کیا مطلب..... یہ کوئی نیا مذاق ہے“..... صفدر نے چونک کر کہا۔

”تم نے خود ہی کہا ہے۔ آئی۔ ایم۔ سوری۔ یعنی میں سوری ہوں حالانکہ تمہیں کہنا چاہئے تھا۔ آئی۔ ایم صفدر اور امتا تو سب جانتے ہیں کہ صفدر مذکر ہے۔ تو اس کی مؤنث صفدری یا اگر منہ بگاڑ کر کہا

شامل ہے اور آپ نے جا کر الیکٹرونک آئی کے رسپونگ سیٹ پر اسے
چیک بھی کر لیا اور وہاں ایسا سسٹم بھی موجود تھا کہ اعظم وہیں
کھیتوں میں ہی ان سب کا آسانی سے خاتمہ کر دیتا۔ تو آپ نے فوری
طور پر وہاں بڑے کمرے میں ہم سب کی ڈمیاں تیار کر کے سرہانوں پر
پہرے بنانے اور دگین لگانے اور پھر وہ اڈہ خالی کر کے باہر نکل جانے
اور آخر میں سوائے کرنل ڈیوڈ کے اس کے باقی سارے ساتھیوں کا
خاتمہ کر دینے کا کھیل کیوں کھیلا۔ اتنے لمبے چوڑے کھڑاگ کی آخر
ضرورت کیا تھی اور یہ بات بھی آپ جانتے ہیں کہ کرنل ڈیوڈ بہر حال
اس کمرے کا خفیہ راستہ تلاش کر کے وہاں سے نکل ہی جائے گا۔
صفر نے کہا۔

”میری بات سنو..... میں نے محاورہ ویسے ہی نہیں دوہرایا میں اس محاورے کا صدق دل سے قائل بھی ہوں۔ تمہیں معلوم ہے کہ کافرستان کا شاگل کئی بار میرے قابو میں آچکا ہے۔ لیکن میں نے ہر بار اسے زندہ چھوڑ دیا۔ وجہ بھی میں بتا چکا ہوں کہ شاگل ذہنی طور پر جس سطح کا آدمی ہے۔ وہ ہمارے لئے غنیمت ہے۔ اگر اس کا خاتمہ کر دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ اس کی جگہ کوئی ایسا آدمی لے لے۔ جو ہمارے لئے مصیبت بن جائے۔ شخصیات کے خاتمے سے ادارے ختم نہیں ہو جاتے۔ اسی طرح کرنل ڈیوڈ کے خاتمے سے جی۔ پی۔ فائیو ختم نہ ہو جاتی۔ لیکن یہ ہو سکتا تھا کہ کرنل ڈیوڈ کی بجائے جو آدمی اس کی جگہ لیتا وہ ہمارے لئے درد سر بن جاتا۔ کرنل ڈیوڈ کی نہ صرف ذہنی سطح بلکہ

”میرا مطلب مشن کی ناکامی سے تھا“..... نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کہ میں نے یہ منصوبہ بندی کرتے وقت دوسرے رخ کے بارے میں نہ سوچا ہوگا۔ سنو۔ جس انداز کی یہ لیبارٹری ہے اور جس طرح کھل کر اس کی حفاظت کی جا رہی ہے۔ اگر ہم وہاں ریڈ کرتے تو زندگی بھر اس لیبارٹری میں داخل ہونا تو ایک طرف وہاں تک پہنچنا بھی ہمیں نصیب نہ ہوتا اور اس کے ساتھ ہی وہاں ذرا سی گڑبڑ ہوتے ہی اسرائیل اپنی پوری فوج بھی وہاں لا سکتا تھا اور مجھے یقین ہے کہ اس لیبارٹری کی حفاظت کے اس نئے نظام میں جی پی۔ فائیو اور سیکرٹ سرس یا ان میں سے کوئی ایک تنظیم یقیناً شامل ہوگی۔ وہ لوگ ہمارے مقابلے میں عام فوجیوں کو لانے کا رسک نہیں لے سکتے۔ اب سنو۔ اگر تو تنویر اور جولیا کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر یہ منصوبہ اسی طرح مکمل ہوگا جس طرح میں نے بنایا ہے۔ لیکن اگر یہ ناکام ہو جاتے ہیں تو مجھے ان دونوں کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے کہ وہ بہر حال نکل آنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اس لئے میں نے تنویر اور جولیا کو منتخب کیا ہے کہ عقل اور جذبات میں توازن برقرار رہے اور پھر جذباتی تنویر جولیا کے ہی قابو میں آ سکتا ہے۔ اس صورت میں اگر وہ سنہری پتی وہیں رہ جاتی ہے۔ تو تب بھی ہم اپنا مشن مکمل کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس سنہری پتی میں وہ خصوصیات بھی موجود ہیں۔ جن کا علم تم میں سے کسی کو نہیں اور اگر وہ وہاں نہیں رہتی اور

جائے تو سوری بھی ہو سکتا ہے“..... عمران نے جواب دیا اور صفدر

کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”ولیسے عمران صاحب۔ جس طرح آپ نے وہاں خفیہ پناہ گاہ میں حریت انگیز ڈرامہ کیا تھا۔ اس طرح میرے خیال میں تنویر اور جولیا کو اربابہ پہاڑیوں میں اس طرح بھیجنا اور خاص طور پر وہ سنہری پتی دے کر یہ بھی حریت انگیز منصوبہ ہے۔ فرض کیا کہ تنویر اور جولیا اپنے مشن میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ تو کیا اس طرح وہ سنہری پتی ان لوگوں کے قبضے میں نہ چلی جائے گی“..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نعمانی نے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوگا۔ میں تو خود چاہتا ہوں کہ وہ سنہری پتی ان کے قبضے

میں چلی جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن اگر تنویر اور جولیا بھی ناکام ہو گئے تو“۔ نعمانی نے کہا۔

”ظاہر ہے۔ میری موجودگی میں وہ کامیاب کیسے ہو سکتے ہیں۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور چند لمحے تو کسی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ لیکن پھر یک جہت وہ سب ہنس پڑے۔

”آپ کا مطلب ناکامی سے وہ رقابت والا تھا“..... اس بار صفدر

نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے۔ شہزادے کی موجودگی میں شہزادی اور جن کو کامیابی کیسے مل سکتی ہے“..... عمران نے کہا اور اس بار سب کھل کر ہنس

تئویر اسے واپس لے آتا ہے تو پھر کوئی نئی منصوبہ بندی سوچ لی جائے گی..... عمران نے جواب دیا اور نعمانی اور صفدر دونوں نے سر ہلا دیئے۔

تئویر اور جولیا کو گئے ہوئے کافی دیر گزر گئی۔ وہ سب ان کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے اور ان کی نظریں جھنڈ سے نظر آنے والی کچھ دور موجود سڑک پر جمی ہوئی تھیں۔ لیکن سڑک خالی پڑی ہوئی تھی۔

”اتنی دیر میں تو انہیں واپس آ جانا چاہئے تھا.....“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہو گئے تھے۔

”ہاں عمران صاحب۔ اب تک تو ان کی بہر حال واپسی ہو جانی چاہئے تھی۔ کافی دیر گزر گئی ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اور کیپٹن شکیل جا کر چیک کریں.....“ صفدر نے کہا۔

”اگر اسی طرح تم ٹولیوں میں غائب ہوتے رہے۔ تو میں تمہارے چیف کو کیا جواب دوں گا۔ اس لئے کچھ دیر اور صبر کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی اور تجویز سوچیں گے“..... عمران نے کہا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

اور پھر انہیں انتظار کرتے مزید ایک گھنٹہ گزر گیا۔ لیکن تئویر اور جولیا کی واپسی نہ ہوئی تو عمران سمیت سب ساتھیوں کے چہروں پر شدید اضطراب اور بے چینی جیسے مجسم ہو کر رہ گئی۔

”میرا خیال ہے۔ اب مزید انتظار فضول ہے۔ وہ لوگ یقیناً کسی

حادثے کا شکار ہو گئے ہیں“..... عمران نے آخر کار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر“..... صفدر نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا۔ اب ہمیں خود وہاں جانا ہو گا۔ چلو میک اپ وغیرہ کر لو اور فوجی یونیفارمز پہن لو“..... عمران نے کہا اور سب ساتھی وہاں موجود دو فوجی جیپوں کی طرف مڑ گئے۔ لیکن اسی لمحے عمران کی جیب میں موجود سپیشل ٹرانسمیٹر سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں سنائی دینے لگیں اور ان آوازوں کو سنتے ہی عمران اور دوسرے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

”یہ کس کی کال ہے۔ تئویر اور جولیا کے پاس تو ٹرانسمیٹر ہی نہیں ہے“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جیب سے وہ مخصوص ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ وہ یہ ٹرانسمیٹر اس لئے ساتھ لایا تھا کہ اگر پوری ٹیم کو اس مشن پر کام کرنا پڑا تو ٹرانسمیٹر کام آسکتے ہیں۔ اس کے باوجود اس مخصوص ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی کا علم سوائے اس کے اور اس کے ساتھیوں کے اور کسی کو نہ تھا۔ حتیٰ کہ اعظم کو بھی نہ تھا۔ جس نے انہیں یونیفارمز۔ جیپیں اور ٹرانسمیٹر لا کر دیئے تھے۔ کیونکہ یہاں جھنڈ میں پہنچتے ہی عمران نے تمام ٹرانسمیٹروں پر ایک مخصوص فریکوئنسی سیٹ کر دی تھی۔ عمران نے جیسے ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔ ٹرانسمیٹر سے جولیا کی آواز نکلی اور عمران اور دوسرے ساتھیوں کے چہروں پر ایک بار پھر شدید حیرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ کیونکہ جولیا

اپنے اصل لہجے اور آواز میں بات کر رہی تھی۔
 "ہیلو ہیلو۔ جولیا کالنگ عمران اوور"..... جولیا بار بار کال دے
 رہی تھی۔

"یس اوور"..... عمران نے بدلے ہوئے لہجے میں صرف یس کہا۔
 اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"عمران۔ میں نے لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر وائٹم اور سیکرٹ

سروس کے چیف میجر ہیری کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا ہے۔ اس
 معاہدے کی تفصیلات کے مطابق گولڈن لیف پریسیرج کے لئے ڈاکٹر
 وائٹم ہمارے ساتھی سائنسدان ڈاکٹر ارسلان کے ساتھ مکمل تعاون

کریں گے اور یہ ریسرچ سنیک سرکل لیبارٹری میں ہی ہوگی۔ اس
 دوران میں۔ تنویر اور آپ سب ساتھی اربابہ پہاڑیوں پر میجر ہیری اور
 اس کی سیکرٹ سروس کی نگرانی میں رہیں گے۔ اس معاہدے کو

حکومت اسرائیل سے خفیہ رکھا جائے گا۔ جب گولڈن لیف پریسیرج
 مکمل ہو جائے گی تو معاہدے کے مطابق اس ریسرچ کی ایک کاپی
 ہمیں ڈاکٹر وائٹم کو بھی دینی ہوگی اور ڈاکٹر وائٹم اور میجر ہیری
 سائنسدان ڈاکٹر ارسلان اور ہم سب کو خاموشی سے اسرائیل سے باہر

نکال دینے کے پابند ہوں گے اور جتنا عرصہ یہ ریسرچ جاری رہے گی
 ڈاکٹر وائٹم جیسے عظیم سائنسدان نے ہماری زندگیوں کی مکمل ضمانت
 دی ہے۔ ڈاکٹر وائٹم اور میجر ہیری میرے پاس موجود ہیں اور ڈاکٹر وائٹم
 سائنسدان ڈاکٹر ارسلان سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ انہیں

یقین آجائے کہ گولڈن لیف واقعی ڈاکٹر ارسلان کی ایجاد ہے۔ ڈاکٹر
 وائٹم گولڈن لیف سے بے حد متاثر ہوئے ہیں اور اسے انتہائی حیرت
 انگیز اور انقلابی ایجاد قرار دے رہے ہیں۔ اوور"..... جولیا نے بڑے
 پرسکون لہجے میں تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اس معاہدے کی ضرورت کیوں پڑ گئی ہے اوور"..... اس بار
 عمران نے بھی مطمئن اور پرسکون لہجے میں کہا۔

"میں اور تنویر یہاں انتظامات کا جائزہ لینے کے لئے آئے تو کرنل
 شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا پہلے سے یہاں موجود تھے۔
 چنانچہ ہم دونوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ میجر ہیری اپنی سیکرٹ سروس
 سمیت یہیں لیبارٹری میں موجود تھا۔ گولڈن لیف تنویر کی جیب سے
 اس کی بے ہوشی کے دوران ہی نکال لی گئی اور میجر ہیری نے اسے
 ڈاکٹر وائٹم کے پاس پہنچا دیا۔ تاکہ ڈاکٹر وائٹم چیک کر سکیں کہ یہ کیا
 چیز ہے۔ اس کے بعد ہمیں بے ہوشی کے عالم میں لیبارٹری منتقل کر دیا
 گیا۔ وہاں ڈاکٹر وائٹم نے خود ہم سے رابطہ قائم کیا چونکہ ہمارا اصل
 مقصد تو گولڈن لیف پر اس لیبارٹری میں ریسرچ کرنا ہی تھا۔ اس لئے
 میں نے ڈاکٹر وائٹم سے معاہدے کی بات چیت کی اور ڈاکٹر وائٹم نے یہ
 شرط بتائی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان اس وقت تک یہیں
 اربابہ پہاڑیوں میں مقامی سیکرٹ سروس کی نگرانی میں رہیں گے۔
 جب تک ڈاکٹر ارسلان ڈاکٹر وائٹم کے ساتھ مل کر لیبارٹری میں
 گولڈن لیف پریسیرج مکمل نہیں کر لیتے اوور"..... جولیا نے معاہدہ

کرنے کی وجہ تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ موجودہ صورت حال میں اور کیا کیا جاسکتا ہے۔
ڈاکٹر وائٹ جیسے عظیم سائنسدان کی زبان پر ہمیں مکمل اعتماد ہے میں
ڈاکٹر ارسلان کو بلاتا ہوں۔ تاکہ وہ ڈاکٹر وائٹ سے بات کر لیں۔ اور
عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر چند لمحوں کی
خاموشی کے بعد اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور پھر بدلے
ہوئے لہجے میں بات شروع کر دی۔

”ہیلو۔ میں ڈاکٹر ارسلان بول رہا ہوں اور.....“ عمران کے لہجے
میں بے پناہ وقار تھا۔

”میں ڈاکٹر وائٹ بول رہا ہوں ڈاکٹر ارسلان۔ گولڈن لیف کی
سائنسی ماہیت کے بارے میں کیا آپ کچھ ابتدائی معلومات مجھے مہیا
کریں گے اور.....“ دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کوئی
بوڑھا آدمی بول رہا ہو۔

”گولڈن لیف آپ کے پاس ہے ڈاکٹر وائٹ اور سنیک سرکل
لیبارٹری بھی اور آپ جیسے سائنسدان نے یقیناً اس کی ابتدائی چیکنگ
بھی آسانی سے کر لی ہوگی۔ اس کے بعد ابتدائی معلومات پوچھنا میرے
خیال میں آپ کی طرف سے ایک مذاق کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔
لیکن استا بتا دوں ڈاکٹر وائٹ کہ گولڈن لیف آپ کے تصور سے بھی بعید
آئیڈیا ہے اور اگر آپ نے اس پر تفصیلی ریسرچ بغیر میری مدد کے شروع
کی تو پھر نتائج کے آپ ہی ذمہ دار ہوں گے۔ صرف ایک اشارہ کر دوں

کہ زیرو میگنٹ ریز کو اگر وائڈ ریج پر تھری فائیو بیچ کے ساتھ مکس کر کے
آگے بڑھایا جائے تو گولڈن لیف کی صرف ایک ابتدائی قوت سامنے
آجائے گی۔ اس سے آپ اس کی اصل اور بنیادی قوت کا اندازہ کر سکتے
ہیں اور.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ اور باوقار لہجے میں بات کرتے
ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز۔ ٹھیک ہے ڈاکٹر
ارسلان۔ آپ جیسے انتہائی صلاحیتوں کے حامل سائنسدان کے ساتھ
مجھے اور میری ٹیم کو کام کر کے انتہائی مسرت ہوگی۔ آپ بے فکر ہو کر
یہاں تشریف لے آئیں۔ آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی مکمل
حفاظت کی جائے گی اور.....“ دوسری طرف سے ڈاکٹر وائٹ نے
انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”شکریہ ڈاکٹر وائٹ۔ مجھے بھی آپ جیسے معروف سائنسدان کے
ساتھ کام کر کے بے حد مسرت ہوگی۔ آپ مزید تفصیلات ہمارے
گروپ انچارج علی عمران سے طے کر لیں اور.....“ عمران نے ڈاکٹر
ارسلان کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میجر ہمیری بات کریں گے اور.....“ دوسری طرف سے ڈاکٹر
وائٹ کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو۔ چیف آف سیکرٹ سروس۔ میجر ہمیری اور.....“ چند لمحوں
بعد میجر ہمیری کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں میجر ہمیری۔ پہلے تو میری اور میرے

ساتھیوں کی طرف سے سیکرٹ سروس کا چیف بننے کی مبارک باد قبول کرو۔ اب یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ کرنل ڈیوڈ پر تمہارے چیف بننے پر کیا گزری ہوگی مگر اتنا جانتا ہوں کہ تم جم مار کر سے بہر حال اچھے چیف ثابت ہو گے۔ وہ اپنی حماقتوں سے وہاں تک پہنچ گیا تھا جہاں تک شاید قدرت کو بھی پسند نہیں تھا۔ اس لئے آج عبرت ناک حالت میں ہسپتال پڑا ہوا ہے اور..... عمران نے اس بار اپنی اصل آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”شکریہ۔ آپ سب یہاں ارباب پہاڑیوں پر آجائیں۔ میں آپ کو پہلی چٹیک پوسٹ پر رسیو کروں گا اور آپ کو یہاں شایان شان حیثیت سے رکھا جائے گا۔ ڈاکٹر ارسلان کو لیبارٹری بھجوا دیا جائے گا اور آپ کی ساتھی مس جولیا اور تنویر کو وہاں سے بلا لیا جائے گا۔ آپ کب تک پہنچ جائیں گے اور..... میجر ہیری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”دو گھنٹے لگ ہی جائیں گے۔ لیکن آپ کے ساتھ ڈاکٹر وائٹ کو بھی پہلی چٹیک پوسٹ پر موجود ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہ معاہدہ ہی دراصل ڈاکٹر وائٹ کی ذمہ داری پر ہو رہا ہے اور..... عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں آپ کی یہ شرط منظور ہے۔ دو گھنٹے بعد ہم ڈاکٹر وائٹ سمیت پہلی چٹیک پوسٹ پر پہنچ جائیں گے اور..... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد میجر ہیری نے کہا۔

”او۔ کے۔ اور اینڈ آل..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی بٹن آف کر کے اس نے مسکراتے ہوئے اپنے ساتھیوں کی طرف

دیکھا۔

”یہ۔ یہ۔ کیسا معاہدہ ہے عمران صاحب۔ یہ یہودی لوگ تو معاہدوں کی پرواہ نہیں کرتے“..... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے شاید جولیا کی بات غور سے نہیں سنی۔ اس نے واقعی بے پناہ ذہانت کا مظاہرہ کیا ہے اور میں نے جولیا کو اسی لئے تنویر کے ساتھ بھیجا تھا۔ کیونکہ مجھے جولیا کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہے۔ اگر تنویر اکیلا ہوتا یا تم میں سے کوئی اور اس کے ساتھ ہوتا۔ تو پھر اس معاہدے کی بجائے وہاں قتل و غارت کا بازار گرم ہو جاتا۔ لیکن جس انداز میں وہاں انتظامات کئے گئے تھے اس لحاظ سے نتیجہ بہر حال ہمارے حق میں اچھا نہ نکلتا۔ لیکن جولیا نے ماحول کو دیکھتے ہی اپنی ذہانت سے ساری صورت حال کو اپنے حق میں کر لیا۔ فرضی ڈاکٹر ارسلان کا رول ڈال کر اس نے ڈاکٹر وائٹ کو یہ ترغیب دی کہ وہ اس سنہری پتی جسے شاید گولڈن لیف کا نام جولیا نے ہی دیا ہو گا۔ یہ مزید معلومات حاصل کر سکے اور میجر ہیری کو یہ ترغیب دی کہ پوری سیکرٹ سروس اس کے قبضے میں آجائے گی اور جولیا کے اس ذہانت بھرے جال میں وہ دونوں ہی پھنس گئے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا..... وہ شاید کھل کر جولیا کی ذہانت کا اعتراف پہلی بار کر رہا تھا۔

”میرا تو خیال ہے کہ وہ جال میں نہیں پھنس رہے۔ بلکہ ہم خود

جال میں پھنستے جا رہے ہیں۔ آپ جس کو بھی ڈاکٹر ارسلان بنائیں گے وہ اسے لیبارٹری میں لے جائیں گے اور باقی سب کو گولیوں سے چھلنی کر دیں گے۔..... نعمانی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر میجر ہیری وہاں نہ ہوتا تو پھر میں بنا بنایا ڈاکٹر ارسلان تھا۔ لیکن اب صفدر کے چہرے پر میک اپ کر کے اسے ڈاکٹر ارسلان بنانا ہو گا۔ ضروری باتیں میں اسے بریف کر دوں گا۔ جب کہ میرا خیال ہے کہ صدیقی میجر ہیری کے روپ میں کامیاب اداکاری کر سکتا ہے۔ پھر اربابہ کی پہاڑیاں ہمارے قبضہ میں آجائیں گی۔ ادھر صفدر اند جا کر ڈاکٹر وائٹ اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ گولڈن لیف کو اپنے قبضے میں کر لے گا۔ پھر صفدر کی کال پر ہم اطمینان سے لیبارٹری میں داخل ہو جائیں گے اور لیبارٹری آسانی سے تباہ ہو جائے گی۔ اگر یہ معاہدہ نہ ہوتا تو ظاہر ہے گولڈن لیف بھی گئی تھی۔ جولیا اور تنویر کی زندگیاں بھی خطرے میں پڑ گئی تھیں اور ہمارا اربابہ پہاڑیوں پر موجود فوج کو ختم کر کے لیبارٹری تک پہنچنا۔ اس کا خفیہ راستہ تلاش کرنا۔ بے حد دشوار ہو جاتا اور اس کے بعد اگر ہم اندر پہنچ بھی جاتے تو وہاں میجر ہیری اور سیکرٹ سروس والے بھی ہمارے استقبال کے لئے پہلے سے موجود ہوتے۔ اب تم خود سوچ سکتے ہو کہ جولیا نے کس ذہانت سے کام لیا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ اب بات سمجھ میں آئی ہے۔ واقعی مس جولیا نے بے پناہ ذہانت سے معاملات کو ڈیل کیا ہے۔ ویل ڈن۔..... نعمانی نے بڑے

کھلے لہجے میں کہا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں عمران صاحب۔ مس جولیا نے واقعی بے پناہ ذہانت سے کام لیا ہے اور ان کی ذہانت کی وجہ سے ہمارے لئے اس لیبارٹری تک پہنچنا بے حد آسان ہو گیا ہے۔..... صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میں نے دو گھنٹے اس لئے ہیں کہ اب صورت حال بدل چکی ہے۔ اب ہمیں فوری طور پر واپس اعظم کی اس خفیہ پناہ گاہ تک پہنچنا ہے۔ اور تبدیل شدہ صورت حال کے مطابق اب وہاں سے مزید خصوصی اسلحہ اور دوسرا سامان حاصل کر کے ہم نے اربابہ پہاڑیوں پر پہنچنا ہے۔ آؤ اب چلیں۔..... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑ کر جیپ پر سوار ہو گیا۔ جب کہ باقی ساتھی بھی ایک ایک کر کے جیپوں میں سوار ہونے لگ گئے۔

”آپ نے مجھے یاد کیا ہے سر“..... نوجوان نے اندر آکر مودبانہ لہجے میں کہا۔ لیکن اس کی آنکھوں میں کرنل ڈیوڈ کی حالت دیکھ کر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ وہ ایسی نظروں سے کرنل ڈیوڈ کو دیکھ رہا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو کہ وہ واقعی کرنل ڈیوڈ کے سامنے کھڑا ہے۔

”بیٹھو رابرٹ“..... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح مدہم لہجے میں کہا اور نوجوان خاموشی سے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”مجھے بتایا گیا ہے کہ سیکرٹ سروس میں شامل ہونے والے سپیشل سیل گروپ کے نیلسن کے ساتھ تمہارا کوئی خصوصی تعلق ہے۔“ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ وہ میرا کلاس فیلو رہا ہے اور ہمارے درمیان کافی گہری دوستی بھی ہے“..... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم معلوم کر سکتے ہو کہ اس وقت وہ کہاں ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے سر۔ مجھے معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس اربابہ پہاڑیوں میں واقع حکومت کی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری میں موجود ہے۔ سیکرٹ سروس کے ذمہ اس لیبارٹری کی حفاظت کا کام لگایا گیا ہے۔ نیلسن نے وہاں جانے سے پہلے مجھے فون کیا تھا۔ کیونکہ آج رات اس کی اور میری ایک ہوٹل میں کھانے پر اپائنٹمنٹ تھی“..... رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کرنل ڈیوڈ اپنے دفتر میں میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی اونچی پشت کی کرسی پر اس طرح بیٹھا ہوا تھا کہ اس کی دونوں کہنیاں سامنے موجود میز پر تکی ہوئی تھیں اور اس نے دونوں ہاتھوں میں اپنا سر تھام رکھا تھا اسے دیکھ کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ایسا جواری ہے جو آخری بازی میں سب مال و متاع کے ساتھ ساتھ اپنی زندگی بھی داؤ پر لگا کر ہار چکا ہو۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔ تو کرنل ڈیوڈ نے آہستہ سے سر اٹھایا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں میں روشنی مدہم پڑ چکی تھی۔ سر کے بال پریشان اور الجھے ہوئے تھے۔ وہ واقعی مایوس اور شکست خوردہ انسان دکھائی دے رہا تھا۔

”کم ان“..... کرنل ڈیوڈ نے اپنی عادت کے برخلاف انتہائی مدہم لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔

”ارباب پہاڑیاں“..... کرنل ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔
 ”جی ہاں۔ بڑی مشہور پہاڑیاں ہیں“..... رابرٹ نے کہا۔
 ”مجھے معلوم ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے پہلی بار چمک کر غصیلے لہجے میں کہا اور رابرٹ ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔
 ”تمہارا تعلق جی۔ پی۔ فائیو کے زیر وون گروپ سے ہے ناں؟“
 کرنل ڈیوڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔
 ”یس سر“..... رابرٹ نے جواب دیا۔

”اور زیر وون گروپ کا کام اسرائیل کے حامی فلسطینی گروپوں میں اسلحہ تقسیم کرنا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے رک رک کر کہا۔
 ”یس سر“..... رابرٹ نے جواب دیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے کرنل ڈیوڈ کی ان حیرت انگیز باتوں پر شدید حیرت ہو رہی ہو۔
 ظاہر ہے کرنل ڈیوڈ جی۔ پی۔ فائیو کا سربراہ تھا اور سربراہ بھی طویل عرصے سے اس لحاظ سے اسے یہ سب کچھ پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔
 بات رابرٹ کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔

”کیا تم کسی ایسے فلسطینی کی نشاندہی کر سکتے ہو۔ جس کا تعلق ابو عبد اللہ گروپ سے انتہائی گہرا ہو“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
 ”نہیں سر۔ ابو عبد اللہ گروپ تو انتہائی خفیہ رہتا ہے۔ اس کے اپنے ممبرز کو بھی شاید اس کے متعلق تفصیلات کا علم نہ ہو“۔ رابرٹ نے جواب دیا۔

”تو پھر بیٹھے میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو۔ دفع ہو جاؤ نائنس“۔

کرنل ڈیوڈ نے یک لخت غصے سے چیختے ہوئے کہا اور رابرٹ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور مڑ کر دروازے کی طرف بھاگ پڑا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ایک لمحے میں اس کمرے سے باہر نکل جانا چاہتا ہو۔ جب وہ باہر نکل گیا۔ تو کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر دونوں ہاتھوں میں سر تھام لیا۔ لیکن چند لمحوں بعد سامنے رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔
 ”یس“..... کرنل ڈیوڈ نے ایک جھٹکے سے رسیور اٹھاتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شیفرڈ آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہیں“..... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ نے کہا۔

”بات کراؤ“..... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”ہیلو کرنل ڈیوڈ۔ میں کرنل شیفرڈ بول رہا ہوں“..... دوسرے لمحے کرنل شیفرڈ کی آواز رسیور پر سنائی دی۔

”یس کرنل شیفرڈ۔ فرمائیے“..... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن اس کا لہجہ نرم ہی تھا۔ کیونکہ بہر حال ند مقابل ملٹری انٹیلی جنس کا چیف تھا۔

”کیا آپ صدر مملکت سے براہ راست بات کر سکتے ہیں“..... دوسری طرف سے کرنل شیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

”صدر مملکت سے۔ ہاں۔ کیوں“..... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"میں خود آپ کے ہیڈ کوارٹر آ رہا ہوں۔ ایک انتہائی اہم ترین مسئلہ ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ بھی ختم ہو گیا۔

"اسے کیا ہو گیا ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے فون کارسیور رکھ کر انٹرکام کارسیور اٹھا لیا۔

"یس باس۔" دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"ملٹری انٹیلی جنس کا چیف کرنل شیفرڈ ہمارے ہیڈ کوارٹر آ رہا ہے۔ اسے احترام کے ساتھ میرے دفتر فوراً پہنچا دیا جائے۔" کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور بغیر دوسری طرف سے جواب سننے اس نے رسپونڈ رکھا اور کرسی سے اٹھ کر عقبی دیوار میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری طرف اس کا ریٹائرنگ روم تھا۔ جس کے ساتھ ڈریسنگ روم اور باتھ ایچ تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے پہلے غسل کیا۔ پھر ڈریسنگ روم میں جا کر اس نے لباس بدلا۔ بال سنوارے اور پوری طرح تیار ہو کر وہ اپنے دفتر میں آ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ تازہ دم نظر آ رہا تھا۔ ابھی اسے وہاں پہنچے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔" کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"کرنل شیفرڈ صاحب تشریف لائے ہیں۔" دوسری طرف سے

مدہم سی آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر وہ خود

دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو کرنل شیفرڈ اپنی یونیفارم میں کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ کرنل ڈیوڈ کا اسسٹنٹ تھا۔

"آئیے کرنل شیفرڈ۔" کرنل ڈیوڈ نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور کرنل شیفرڈ سر ملاتا ہوا اندر داخل ہوا۔ کرنل ڈیوڈ اسے ایک سائیڈ پر موجود صوفوں کی طرف لے آیا۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک ریگ سے خود ہی شراب کی بوتل اور دو جام اٹھا کر درمیان میز پر رکھے اور بوتل کھول کر دونوں جام بھر دیئے۔

"شکریہ کرنل ڈیوڈ۔" کرنل شیفرڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ پہلی بار سچی۔ پی۔ فائیو کے ہیڈ کوارٹر آئے ہیں۔ اس لئے یہ میرے لئے مسرت کا موقع ہے۔" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ ایک ایسی ایمر جنسی سلمنے آئی ہے کہ میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میں کیا کروں۔ وزیراعظم صاحب بے پناہ مصروف ہیں ان سے بات نہیں ہو سکی۔ تو مجھے خیال آیا کہ صدر مملکت سے بات کی جائے لیکن پروٹوکول کے مطابق میں براہ راست ان سے بات نہیں کر سکتا۔ ویسے میں نے ان کے ملٹری سیکرٹری سے بات کی تھی لیکن انہوں نے کہا ہے کہ صدر مملکت بے حد مصروف ہیں۔ ان سے تین روز سے پہلے بات نہیں ہو سکتی۔ اس پر مجھے آپ کا خیال آ گیا۔ مجھے معلوم ہے کہ جی پی۔ فائیو کا تعلق براہ راست صدر مملکت سے ہے اور آپ ٹاپ ایمر جنسی کی صورت میں صدر مملکت سے کسی بھی وقت بات کر سکتے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے پاس آیا ہوں۔" کرنل شیفرڈ نے

دائم مل کر ان پاکیشیائی ہجنتوں سے معاہدہ کر رہے ہیں اور انہوں نے مجھے بھی اس معاہدے میں شامل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن میں نے انکار کر دیا۔ جس پر ڈاکٹر وائٹ نے مجھے دھمکی دی کہ اگر میں نے کسی کے سامنے اس بارے میں زبان کھولی تو وہ اپنے اختیارات بروئے کار لا کر مجھے ڈسمس کر ادیں گے اور آپ شاید یہ نہ جانتے ہوں کہ ڈاکٹر وائٹ کی بات پر وائٹ منسٹر اور صدر مملکت دونوں ہی نہیں ٹال سکتے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ یہ بات براہ راست پر وائٹ منسٹر یا صدر مملکت سے کروں۔..... کرنل شیفرڈ نے کہا۔

”کنینا معاہدہ اور یہ ڈاکٹر وائٹ کون ہیں۔..... کرنل ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یہ اسرائیل کی سب سے خفیہ اور بڑی لیبارٹری سنٹیک سرکل کے انچارج ہیں۔..... کرنل شیفرڈ نے جواب دیا۔

”اور یہ لیبارٹری اربابہ پہاڑیوں میں واقع ہے اور میجر ہیری سیکرٹ سروس کے ساتھ وہاں موجود ہے۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور کرنل شیفرڈ نے اس بار زبان سے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلادیا۔

”آپ نے معاہدے کی تفصیل نہیں بتائی۔..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی بات تو میں صدر صاحب کو بتانا چاہتا ہوں۔ آپ پلیز میری بات کر ادیں۔ ایسا نہ ہو کہ اسرائیل کسی بہت بڑے نقصان سے

تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”آپ نے وہ بات ملٹری سیکرٹری سے کہہ دینی تھی۔ وہ خود ہی صدر مملکت تک پہنچا دیتے۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”نہیں۔ یہ بات ایسی ہے کہ سوائے صدر مملکت یا پر وائٹ منسٹر کے میں کسی اور سے نہیں کر سکتا۔..... کرنل شیفرڈ نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ایسی کیا بات ہے۔ فرمائیے۔ میں آپ کی بات ابھی صدر مملکت تک پہنچا دیتا ہوں۔..... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

”یہ بات میں براہ راست صدر مملکت سے کرنا چاہتا ہوں۔ آپ میری ان سے بات کر دیجئے۔..... کرنل شیفرڈ نے کہا۔

”اوہ نہیں کرنل۔ مجھے بھی صدر مملکت سے بات کرنے کی صرف اس صورت میں اجازت ہے کہ معاملہ ٹاپ ایمر جنسی ہو اور جب تک مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ واقعی وہ معاملہ ٹاپ ایمر جنسی ہے۔ میں کیسے صدر سے بات کر سکتا ہوں۔..... کرنل ڈیوڈ نے قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

”آپ پاکیشیائی سیکرٹ ہجنتوں کو تلاش کر رہے ہیں ناں۔ کرنل شیفرڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں۔ کیوں۔..... کرنل ڈیوڈ پاکیشیائی ہجنتوں کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

”بس اسی سلسلے میں صدر سے بات کرنی ہے۔ میجر ہیری اور ڈاکٹر

دوچار ہو جائے۔..... کرنل شیفرڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آئیے۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود اپنی میز کی طرف بڑھ گیا۔ کرنل شیفرڈ بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چلتا ہوا میز کے قریب پہنچ گیا۔

”تشریف رکھیے۔..... کرنل ڈیوڈ نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کرنل شیفرڈ خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے رسیور اٹھایا۔ فون پیس کے نیچے موجود ایک سفید رنگ کا بٹن دبایا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”لیس۔ پریذیڈنٹ ہاؤس۔..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈیوڈ آف جی۔ بی۔ فائیو صدر صاحب سے بات کرائیں۔ اٹ از ٹاپ امیر جنسی۔..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”سوری جناب۔ صدر صاحب ایک سائٹس کانفرنس کی صدارت کرنے گئے ہوئے ہیں اور ان کی واپسی شاید رات کو کسی وقت ہو سکے۔..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اچھا۔ ٹھیک ہے۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کرنل شیفرڈ کا چہرہ بھی مایوسی سے لٹک گیا۔

”کرنل شیفرڈ۔ میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں۔ آپ کھل کر مجھے سب کچھ بتا دیجئے اور یقین کیجئے کہ یہ سب کچھ آپ کے کریڈٹ میں ہی

جائے گا۔..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”ہاں۔ اب اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہیں ہے۔“ کرنل شیفرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اربابہ پہاڑیوں میں اپنی سیکرٹری کے ساتھ جانے اور پھر اچانک اطلاع ملنے کہ کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا فرسٹ چیک پوسٹ پر موجود ہیں سے لے کر ان کی گرفتاری ان کے میک اپ کی صفائی۔ ان کی جیب سے سنہرے رنگ کی پتی کے نکلنے اور پھر میجر ہیری کی مداخلت اور اس کے بعد ان دونوں کا لیبارٹری میں لے جانے اور آخر میں میجر ہیری اور ڈاکٹر وائٹ کا اسے سمجھانا کہ وہ انہیں معاہدے کا چکر دے کر پوری سیکرٹ سروس کو یہاں بلا کر ان کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ پوری تفصیل بتا دی اور کرنل ڈیوڈ کا چہرہ تفصیل سننے کے ساتھ ساتھ حیرت سے بگڑتا چلا گیا۔

”تو آپ واپس آگئے۔..... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو اور کیا کرتا۔ میں نے سوچا تھا کہ فوری طور پر واپس جا کر پرائم منسٹر سے بات کروں گا۔ لیکن باوجود کوشش کے بات ہی نہ ہو سکی۔“ کرنل شیفرڈ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر ہو جائیں۔ آپ کی بات صدر مملکت اور وزیراعظم تک آپ کے حوالے سے ہی پہنچے گی۔ اس کے بعد وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی صوابدید پر منحصر ہے۔..... کرنل ڈیوڈ نے اسے

تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ شکریہ۔ اب میں چلتا ہوں۔ اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے کہ کم از کم میرا خدشہ اعلیٰ حکام تک پہنچ جائے گا۔“ کرنل شیفرڈ نے مطمئن لہجے میں کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ کرنل ڈیوڈ بھی اٹھا اور پھر مصافحہ کرنے کے بعد وہ اسے خود باہر پورچ میں موجود اس کی سرکاری جیب تک چھوڑنے کے لئے آیا۔ جب کرنل شیفرڈ چلا گیا تو کرنل ڈیوڈ واپس بھاگتا ہوا اپنے دفتر آیا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے ٹیلی فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ پریذیڈنٹ ہاؤس۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز سنائی دی۔

”کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو۔ ریڈ۔“

ایمرجنسی کی بات ہے۔ فوراً ریڈ لائن پر میری صدر سے بات کرائیں۔

فوراً۔“ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ ہولڈ آن کریں۔“ دوسری طرف سے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ کیونکہ ریڈ ایمرجنسی کا مطلب تھا کہ پوری مملکت اسرائیل کا وجود ہی خطرے کی زد میں ہے۔

”ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ۔ کیا بات ہے۔ کیا ریڈ ایمرجنسی ہے۔“ چند لمحوں بعد صدر مملکت کی انتہائی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

”سر۔ بلٹری انٹیلی جنس کے کرنل شیفرڈ نے ابھی مجھے ایک ایسی بات بتائی ہے کہ اگر اس کا فوری تدارک نہ کیا گیا تو اربابہ پہاڑیوں

میں واقع سنیک سرکل لیبارٹری تباہ ہو جائے گی۔“ کرنل ڈیوڈ نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ کیا بات بتائی ہے۔ جلدی بتاؤ۔ یہ تو انتہائی وحشت ناک خبر ہے۔“ صدر مملکت اور زیادہ پریشان ہو گئے اور کرنل ڈیوڈ نے کرنل شیفرڈ کی بتائی ہوئی تفصیل کو اس طرح توڑ موڑ کر بتایا کہ سارا الزام میجر ہیری پر چلا جاتا تھا۔

”وری بیڈ۔ ریلی وری بیڈ۔ یہ میجر ہیری پاگل تو نہیں ہو گیا۔“

اوہ۔ اوہ۔ فوراً وہاں ریڈ کرو اور اس لیبارٹری کو بچاؤ فوراً۔“ صدر مملکت نے چیختے ہوئے کہا۔

”سر۔ صرف آپ کی اجازت کی ضرورت تھی۔“ کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا۔

”جاؤ جاؤ۔ چاہے میجر ہیری کو گولی کیوں نہ مارنی پڑے۔ مار دو لیکن سنیک سرکل لیبارٹری کو ہر صورت میں محفوظ رہنا چاہئے اور مجھے فوراً رپورٹ دو۔“ صدر نے چیختے ہوئے کہا۔

”سنیک سرکل کی تباہی کی بات ہی ایسی تھی کہ انہیں اپنے وقار اور عہدے کا بھی خیال ہی نہ رہا تھا۔“

”یس سر۔“ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے تیزی سے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بٹن دبا کر اس نے اپنے ایکشن گروپ کے چیف میجر رالف کو ہیلی کاپٹر تیار کرنے اور اربابہ پہاڑیوں پر قتل ریڈ کرنے کے احکامات دینے شروع کر دیئے۔

”تم نے درست طور پر سارے انتظامات کر لئے ہیں ناں۔ ان لوگوں کو کسی قسم کا شک نہیں پڑنا چاہئے“..... ڈاکٹر وائٹ نے میجر ہیری سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں ڈاکٹر وائٹ۔ میں اس گروپ سے اچھی طرح واقف ہوں۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ جس طرح ہم انہیں چکروں کے یہاں لے آنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسی طرح وہ بھی یہاں پہنچ کر ہم پر قابو پانے اور لیبارٹری کو تباہ کرنے کا سوچ کر ہی آئیں گے اور میں نے اسی نقطہ نظر کو سامنے رکھ کر تمام انتظامات کئے ہیں۔“ میجر ہیری نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ ساری باتیں تم جانو اور تمہارا کام۔ میں تو صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جب تک وہ ڈاکٹر ارسلان لیبارٹری میں نہ پہنچ جائے۔ انہیں کسی قسم کا شک نہیں پڑنا چاہئے۔ اس کے بعد میں جانوں اور ڈاکٹر

اس کا لہجہ انتہائی پر جوش تھا۔ وہ اب واقعی اپنے اصل روپ میں واپس آ چکا تھا۔ کیونکہ صدر مملکت نے اسے ایسا اختیار دے دیا تھا کہ جس کی مدد سے وہ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو جس طرح چاہتا کرش کر سکتا تھا اور اس طرح بیٹھے بٹھائے اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا بھی کریڈٹ مل رہا تھا۔ حالانکہ جب عمران نے اسے اس تہہ خانے میں بند کیا تھا اور وہ دو تین گھنٹوں کی کوشش کے بعد اس کا خفیہ راستہ تلاش کر کے اور وہاں سے باہر نکلنے میں کامیاب ہو سکا تھا اور باہر موجود میجر ناڈ اور دوسرے ساتھیوں کی لاشیں دیکھ کر اس پر واقعی شدید ڈپریشن کا دورہ پڑ گیا تھا اور یہ اسی دورے کا ہی نتیجہ تھا کہ اپنے ہیڈ کوارٹر صحیح سلامت پہنچ جانے کے باوجود وہ انتہائی مایوس اور دل شکستہ بیٹھا رہا تھا۔ کیونکہ جو کچھ اس کے ساتھ گزری تھی۔ اس سے اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ کچھ بھی کرے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ لیکن اب کرنل شیفرڈ کی اطلاع اور صدر مملکت کی طرف سے مکمل اور کھلا اختیار ملنے سے اس کا سانا ڈپریشن یک لخت دور ہو گیا تھا اور اب اسے اپنی کامیابی واضح اور یقینی نظر آرہی تھی۔

ارسلان اور پھر مجھے قطعی پرواہ نہ ہوگی کہ باہر ان کے ساتھ تم کیا کرتے ہو..... ڈاکٹر وائٹم نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ وہ دونوں اس وقت لیبارٹری کے ہی ایک کمرے میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد میں کچھ دیر باقی تھی۔

"ایک بات اور میرے ذہن میں آئی ہے ڈاکٹر وائٹم چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اچانک میجر ہیری نے چونک کر بولتے ہوئے کہا۔

"کیسی بات..... ڈاکٹر وائٹم نے بھی چونک کر پوچھا۔

"جناب مجھے خیال آیا ہے کہ کہیں یہ ڈاکٹر ارسلان کوئی فرضی شخصیت نہ ہو۔ انہوں نے لیبارٹری کے اندر گھسنے کے لئے یہ نیا پلان نہ بنایا ہو..... میجر ہیری نے کہا۔

"نائنسنس۔ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ میں ڈاکٹر وائٹم احمق ہوں۔ پاگل ہوں۔ کیا میں نے اس ڈاکٹر ارسلان سے ابتدائی بات نہیں کی تھی۔ کیا اس سے میری ساتسی بات نہیں ہوئی تھی۔ جو بات اس نے کی تھی اس کی اہمیت ایک سائنسدان ہی سمجھ سکتا ہے۔ کیا کوئی عام آدمی سائنس کے ایسے گہرے اور ایڈوانس آئیڈیے پر بات کر سکتا ہے..... ڈاکٹر وائٹم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ ناراض نہ ہوں جناب۔ جو کچھ میں اس عمران کے بارے میں جانتا ہوں وہ آپ نہیں جانتے۔ وہ عمران کوئی عام سیکرٹ لیجنٹ نہیں ہے۔ اس نے سائنس میں ڈاکٹر ایٹ کی ہوئی ہے اور اس کے

ساتھ ساتھ وہ لہجہ اور آواز بدل کر بات کرنے کا بھی ماہر ہے اور ارسلان اور عمران نام دونوں ہم وزن ہیں..... میجر ہیری نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹ لیجنٹ اور سائنس اور ڈاکٹر ایٹ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کوئی سائنسدان تو سیکرٹ لیجنٹ بننے کا کبھی سوچ بھی نہیں سکتا۔" ڈاکٹر وائٹم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات واقعی درست ہے۔ لیکن عمران اس بات سے مستثنیٰ ہے۔ وہ انتہائی شاطر دماغ کا مالک ہے۔ اب تو مجھے خیال آرہا ہے کہ اس نے جان بوجھ کر یہ سنہری پتی اپنے آدمیوں کے ہاتھ بھجوائی ہوگی۔ تاکہ کسی طرح وہ آپ تک پہنچ جائے اور پھر اس کی وجہ سے وہ یا اس کا کوئی ساتھی لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائے۔" میجر ہیری نے کہا۔

"تو پھر تمہارا کیا مطلب ہے۔ کھل کر بات کرو..... ڈاکٹر وائٹم نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ آپ اس سنہری پتی پر ریسرچ خود کر لیں اور ان میں سے کسی کو ساتھ نہ لے جائیں۔ یا اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے کسی اور لیبارٹری میں لے جائیں۔" میجر ہیری نے ہچکچاتے ہوئے انداز میں کہا۔

"تمہاری دونوں باتیں ہی ناقابل عمل ہیں۔ گولڈن لیف کو جہاں تک میں سمجھا ہوں۔ انتہائی ایڈوانس لیجاد ہے اور انتہائی خطرناک بھی

ہے وہ دو کمروں پر مشتمل ہے۔ ایک چھوٹا کمرہ اور دوسرا بڑا۔ ہم بڑے کمرے میں ان کا استقبال کریں گے۔ جب کہ میں اپنے ایک آدمی کو گیس ماسک پہنا کر اس چھوٹے کمرے میں چھپا دوں گا۔ جیسے ہی میں مخصوص اشارہ کروں گا وہ گیس فائر کر دے گا۔ جب سب بے ہوش ہو جائیں گے تو وہ مجھے اور آپ کو اس گیس کے توڑ کی بدد سے دوبارہ ہوش میں لے آئے گا۔ ہماری وہاں موجودگی کی وجہ سے ان لوگوں کو کسی طرح کا شک نہ پڑے گا۔..... میجر ہیری نے کہا۔

”گڈ۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ ٹھیک ہے۔ میرے ساتھ آؤ۔ میں تمہیں اس گیس کا ایک بڑا کیسپول اور اس کا تریاق دے دیتا ہوں۔ باقی انتظام تم خود کر لینا۔“ ڈاکٹر وائٹ نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ میجر ہیری بھی مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ گولڈن لیف اسرائیل کے لئے انتہائی اہم ہے۔ اس لئے جب تک اس کے متعلق بنیادی معلومات میں حاصل نہ کر لوں۔ تم نے ان میں سے کسی کو ہلاک نہیں کرنا۔ سمجھ گئے۔“ ڈاکٹر وائٹ نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ ایک بار وہ بے بس ہو جائیں۔ پھر آپ چاہیں جس طرح پوچھ گچھ کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔“ میجر ہیری نے کہا اور ڈاکٹر وائٹ اشبات میں سر ہلاتا ہوا دروازے سے باہر نکل گیا۔ میجر ہیری بھی اس کے پیچھے تھا۔

ہے۔ اس لئے اگر اس کے متعلق بنیادی معلومات حاصل ہو جائیں تو ہم اس پر مزید ریسرچ کر کے اس سے ایسا دفاعی ہتھیار تیار کر سکتے ہیں کہ پوری دنیا اگر اسلحہ لے کر ہم پر چڑھ دوڑے تو ہمارا بال بھی بیکانہ ہو سکے بلکہ اس کی مدد سے ہم پوری دنیا کے اسلحے کو بھی ناکارہ کر سکتے ہیں۔ لیکن کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم ان لوگوں کے یہاں پہنچنے کے بعد انہیں اس طرح قابو میں کر لو کہ وہ ہمارے لئے خطرناک نہ بن سکیں اور پھر ہم ان میں سے جو ڈاکٹر ارسلان ہو یا عمران جس کو تم سائنسدان کہہ رہے ہو۔ اس پر تشدد کر کے اس سے بنیادی معلومات حاصل کر لیں۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ بھی ختم ہو جائے گا۔“ ڈاکٹر وائٹ نے کہا۔

”آپ کی تجویز درست ہے جناب۔ ان لوگوں کو واقعی فوری طور پر بے ہوش کرنا پڑے گا۔ لیکن وہ انتہائی شاطر دماغ لوگ ہیں۔ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا تو پھر سب کچھ خطرے میں پڑ سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسی گیس مل جائے جو فوری طور پر اثر کر سکے تب کام ہو سکتا ہے اور یہ کام اگر ہو تو باہر فرسٹ چوکی پر ہی ہونا چاہئے۔“ میجر ہیری نے اشبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ایسی گیس تو مل سکتی ہے۔ لیکن پھر تو وہاں موجود سب افراد ہی بے ہوش ہو جائیں گے۔ میرا مطلب ہے۔ میرے اور تمہارے ساتھ سب افراد۔ جو بھی وہاں موجود ہوں گے۔“ ڈاکٹر وائٹ نے کہا۔

”اس کا کیا مسئلہ ہے۔ فرسٹ چوکی کے ساتھ جو کچھ

”چلو ایک تو زندہ رہے گا۔ کم از کم ہمارے مزارات بنوانے کا بندوبست تو کر دے گا“..... عمران نے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیے۔

صفدر پر عمران نے ایسا میک اپ کیا تھا کہ وہ واقعی کوئی ادھیر عمر پانچویں سال کا لڑکا نظر آتا تھا۔ جب کہ عمران اور باقی ساتھی اپنی اصل شکلوں میں تھے اور ان کے جسموں پر عام لباس تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے اس پہلو پر سوچ لیا ہے کہ اگر پہلی چوکی پر ہی ہم پر فائر کھول دیا گیا یا ہمیں اچانک بے ہوش کر دیا گیا تو پھر یہ کیپٹن شکیل نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فائر کھولنے والی بات تو البتہ خطرناک ہے۔ جب کہ بے ہوشی کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اب تک ہم اتنی مرتبہ بے ہوش ہو چکے ہیں کہ اب بے ہوشی نشہ بن گئی ہے۔ اگر دو چار روز کوئی ہمیں بے ہوش نہ کرے تو جسم ٹوٹنے لگ جاتا ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات پر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”تم فکر نہ کرو کیپٹن شکیل۔ عمران صاحب کو اللہ تعالیٰ نے ایسا ذہن دیا ہے کہ یہ ہر پہلو کا پہلے سے خیال رکھتے ہیں۔ اس بارے میں لازماً انہوں نے کچھ نہ کچھ سوچ رکھا ہوگا۔“ صفر نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ تو میں بھی جانتا ہوں۔ لیکن شاید پہلی بار ایسا ہو رہا ہے کہ ہم اپنے آپ کو رضا کارانہ طور پر اپنے دشمنوں کے حوالے کرنے جا رہے ہیں اور دشمن بھی ایسے جو کسی اخلاقی اصول کے قائل نہیں ہیں۔ اس لئے میرا خیال تھا کہ ہمیں روانہ ہونے سے پہلے ہر امکانی پہلو پر غور کر لینا چاہیے۔“ کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے اس پہلو کا بندوبست پہلے ہی کر لیا ہے۔ یہ دیکھو یہ شیشی اس میں ٹانورم نامی دوا کی انتہائی طاقت کی دو گولیاں موجود ہیں۔ ان گولیوں کے استعمال کے بعد آدھے گھنٹے تک دنیا کی طاقتور سے طاقتور گیس یا دوا آدمی کو بے ہوش نہیں کر سکتی۔ ان گولیوں کو عام طور پر اس لئے استعمال نہیں کیا جاتا کہ ان کا خاصا سخت سائیڈ افیکٹ ہوتا ہے۔ ان کے استعمال کے بعد انسانی ذہن پر کسی گیس یا دوا کا اثر نہیں ہوتا۔ لیکن جب تک اس کا اثر رہتا ہے انسان کا اعصابی نظام بہت زیادہ سست ہو جاتا ہے۔ بس یوں سمجھو کہ اس کی حرکت سلوموشن بن جاتی ہیں۔ اس لئے یہ دو گولیاں صرف میں استعمال کروں گا۔ تاکہ اگر واقعی ہمیں بے ہوش کر دیا جائے تو پھر میں موقع محل دیکھ کر حرکت میں آسکوں۔ میں سلوموشن میں بھی کچھ نہ کچھ کر

ہی لوں گا۔“ عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل اور باقی ساتھیوں نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ سب دو کاروں میں بیٹھ کر اربابہ پہاڑیوں کی طرف روانہ ہو گئے۔ پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا۔ سائیڈ سیٹ پر صفر اور عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل۔ نعمانی اور خاور تھے۔ جب کہ دوسری کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی اور اس کے ساتھ چوہان بیٹھا ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر اکیلا صفر تھا۔ ان میں سے کسی کے پاس بھی اسلحہ نہ تھا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اگر وہ اسلحہ ساتھ لے کر گئے تو سارا اسلحہ ان سے پہلی چوکی پر ہی لے لیا جائے گا۔ اس لئے انہوں نے اسلحہ لے جانے کا تکلف ہی نہ کیا تھا۔

کاریں تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئیں تقریباً چالیس منٹ بعد اربابہ پہاڑیوں کے دامن میں پہنچ گئیں اور پھر انہیں دور سے ہی پہلی چوکی کے آثار نظر آنے لگ گئے۔ عمران نے کار کی رفتار آہستہ کی اور جیب سے وہ شیشی جو اس نے ساتھیوں کو دکھائی تھی نکالی اور ایک ہاتھ سے اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے اندر موجود دونوں گولیاں اپنے حلق میں اٹھائیں اور خالی شیشی کو کار سے باہر اچھال دیا۔ صفر اور دوسرے ساتھی خاموش بیٹھے اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھ رہے تھے۔

چند لمحوں بعد دونوں کاریں پہلی چوکی پر پہنچ کر رک گئیں۔ سائیڈ پر ایک بڑا سا کین تھا۔ جس کے باہر انہیں دور سے ہی میجر ہمیری ایک مارے آدمی کے ساتھ کھڑا نظر آ گیا۔ دو مسلح فوجی بھی ان کے ساتھ

لیف کی صورت میں جو آئیڈیا تخلیق کیا ہے۔ اس نے آپ کی عظمت کے نقوش میرے ذہن پر ثبت کر دیئے ہیں۔..... ڈاکٹر وائٹ نے مسکراتے ہوئے ساتھ کھڑے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ شاید پہلا موقع ہے کہ ہم میجر ہمیری کے ساتھ اس دوستانہ ماحول میں موجود ہیں اور یہ سب کچھ اس گولڈن لیف کی وجہ سے ہوا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دو مسلح فوجی جو میجر ہمیری اور ڈاکٹر وائٹ کے ساتھ کھڑے تھے۔ وہ پیالوں میں چائے ڈالنے میں مصروف تھے کہ اچانک سائیڈ کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے کوئی چیز اڑتی ہوئی اس دروازے سے آئی اور میز سے ٹکرا کر ایک ہلکے سے دھماکے سے پھٹ گئی اور اس کے ساتھ ہی کیمین میں موجود سب افراد میجر ہمیری۔ ڈاکٹر وائٹ اور ان دونوں مسلح فوجیوں سمیت اس طرح لڑکھڑا کر نیچے گرے۔ جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر ان سب کے جسموں سے اچانک روح نکال دی ہو۔ عمران نے ایک لمحے کے لئے سب کو گرتے ہوئے دیکھا۔ مگر اسے یہ دیکھ کر شدید حیرت کا جھٹکا لگا تھا کہ اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ خود میجر ہمیری۔ ڈاکٹر وائٹ اور وہ دو مسلح فوجی جو میجر ہمیری کے ساتھ تھے وہ بھی بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ اسی لمحے عمران کو اس دروازے میں جس میں سے وہ کیپول پھینکا گیا تھا ایک سایہ سا نظر آیا تو اس نے فوری طور پر اپنے جسم کو ڈھیلا کیا اور پھر وہ بھی فرش پر اس طرح گر گیا جیسے وہ بے ہوش ہو چکا ہو۔ چند لمحوں بعد اس نے ایک فوجی کو دیکھا جس نے منہ پر گیس

موجود تھے۔ عمران نے کاررو کی اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔ لیکن صفدر اور دوسرے ساتھیوں نے دیکھا کہ عمران کی حرکات سست تھیں۔ گو وہ اپنی بے پناہ قوت ارادی کی بنا پر اپنے آپ کو حتی الوسع نارمل رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود اس میں وہ پھرتی اور جستی بہر حال مفقود تھی۔ جو اس کا خاصا تھا۔ صفدر اور دوسرے ساتھی بھی نیچے اترے۔ اسی لمحے میجر ہمیری اور ڈاکٹر وائٹ تیزی سے آگے بڑھے۔

”مجھے ڈاکٹر وائٹ کہتے ہیں۔ میں آپ سب حضرات کو خوش آمدید کہتا ہوں۔..... اس بوڑھے نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”میجر ہمیری مجھے جانتے ہیں۔ میرا نام علی عمران ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر اس نے ڈاکٹر وائٹ اور میجر ہمیری دونوں سے مصافحہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کا تعارف اپنے ساتھیوں سے کرایا۔ صفدر کا تعارف ڈاکٹر ارسلان کے نام سے کرایا گیا تھا اور ڈاکٹر وائٹ نے صفدر کے ساتھ انتہائی گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔

”کیئے صاحبان۔ ہم نے یہاں آپ کے استقبال کے لئے چائے کی ایک چھوٹی سی پارٹی کا انتظام کیا ہوا ہے۔..... ڈاکٹر وائٹ نے کہا اور کیمین کی طرف مڑ گیا۔ کیمین میں واقعی دو بڑی میزیں لگائی گئی تھیں۔ جن پر چائے کے برتن اور خورد و نوش کی دوسری چیزیں موجود تھیں۔

”ڈاکٹر ارسلان۔ مجھے بے حد مسرت ہے کہ آپ نے میرے وعدے پر اعتبار کر لیا اور یہاں تشریف لے آئے۔ آپ نے گولڈن

کے میرے ذہن میں خدشہ پیدا کر دیا ہے۔" ڈاکٹر وائٹم نے سخت لہجے میں کہا۔

"ان لوگوں کو لیبارٹری میں لے جانا انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹر وائٹم یہ لوگ جو آپ کو اس وقت انتہائی بے بسی کے عالم میں پڑے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔ یہ دنیا کے سب سے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ ان کی وجہ سے اب تک اسرائیل کو اس قدر نقصان پہنچ چکا ہے کہ شاید آپ اس کا تصور بھی نہ کر سکیں۔" میجر ہیری نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"لیبارٹری کی حفاظت کے بارے میں جو کچھ میں جانتا ہوں میجر ہیری۔ وہ تم نہیں جانتے۔ اس لئے جو میں کہہ رہا ہوں ویسا ہی ہو گا۔" ڈاکٹر وائٹم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سوری ڈاکٹر وائٹم۔ میں پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لیبارٹری میں لے جانے کا رسک نہیں لے سکتا۔ اگر صدر مملکت یا پرائمر منسٹر کو اس کا علم ہو گیا تو مجھے فوری طور پر گولی مار دی جائے گی۔ آئی۔ ایم سوری۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے کہ ان سب کو ہم اربابہ پہاڑیوں کے اندر لے جا کر ہوش میں لے آئیں اور آپ ان سے گفتگو کر کے ان میں سے جسے مناسب سمجھیں اپنے ساتھ لیبارٹری لے جائیں۔ لیکن میں ان سارے خطرناک سیکرٹ ایجنٹوں کو کسی صورت بھی لیبارٹری میں لے جانے کا رسک نہیں لے سکتا۔" میجر ہیری نے اس بار خاصے سخت لہجے میں کہا۔

ماسک لگا رکھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سرنج تھی۔ جس میں سرخ رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا۔ اس نے کیس ماسک اتار کر ایک طرف رکھا اور سب سے پہلے میجر ہیری کے بازو میں محلول انجکٹ کیا اور پھر وہ ڈاکٹر وائٹم کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر وائٹم کے بعد اس نے ان دونوں فوجیوں کو بھی انجکشن لگایا جو میجر ہیری کے ساتھ تھے اور پھر مڑ کر کیبن سے باہر نکل گیا۔ چند لمحوں بعد میجر ہیری کراہتا ہوا اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے بیٹھے بیٹھے اپنے سر کو بار بار جھٹکے دیئے اور اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر وائٹم اور آخر میں وہ دونوں فوجی بھی ہوش میں آگئے اور عمران اب ساری صورت حال کو سمجھ گیا کہ ہر قسم کا شک مٹانے کے لئے انہوں نے خود بھی بے ہوش ہو جانا قبول کر لیا تھا۔

"اب انہیں اٹھا کر لے چلو میجر ہیری۔" ڈاکٹر وائٹم نے ہوش میں آتے ہی میجر ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ اس ڈاکٹر ارسلان کو لے کر لیبارٹری میں جائیں میں ان باقی افراد کو پہاڑیوں میں لے جاتا ہوں۔" میجر ہیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ان دونوں مسلح فوجیوں کو احکامات دینے شروع کر دیئے۔

"نہیں۔ پہلے تم ان سب کو لیبارٹری پہنچاؤ۔ تاکہ میں انہیں ہوش میں لا کر ان سے گفتگو کر کے یہ معلوم کر سکوں کہ گولڈن لیف کا اصل خالق کون ہے۔ تم نے عمران کے سائنسدان ہونے کی بات کر

دبایا اور وہ تینوں بھی میجر ہیری کی طرح گرے اور ساکت ہو گئے۔
 ”خبردار ڈاکٹر۔ اگر تم نے ذرا بھی حرکت کی تو تمہارا بھی یہی حشر ہوگا۔“..... عمران نے ڈاکٹر کے جسم میں حرکت کا احساس ہوتے ہی پستول کی نال کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وائٹ نے بے اختیار دونوں ہاتھ اپنے سر سے بلند کر لئے۔ اس کا چہرہ بری طرح لٹک گیا تھا۔
 ”تم۔ تم۔ تم کیا چاہتے ہو۔ مجھے مت مارو پلیز۔“..... ڈاکٹر وائٹ نے انتہائی عاجزانہ لہجے میں کہا۔

”اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو ڈاکٹر تو میرے ساتھیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ چلو اس فوجی کے پاس یقیناً وہ سرخ اور محلول موجود ہوگا۔“ عمران نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔
 ”وہ۔ وہ تو تھوڑا سا تھا۔ وہ تو ختم ہو گیا ہوگا۔“..... ڈاکٹر وائٹ نے انتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”میں نے خود دیکھا ہے۔ سرخ میں اس قدر محلول بہر حال موجود ہے۔ جس سے ایک آدمی ہوش میں آسکتا ہے۔ جاؤ نکالو۔ اس کی جیب سے سرخ اور ڈاکٹر ارسلان کو انجکشن لگاؤ۔ چلو وقت مت ضائع کرو ورنہ میں ٹریگر دبا دوں گا۔“..... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وائٹ تیزی سے مڑا اور اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر اس فوجی کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی جو خالی ہاتھ اندر آیا تھا اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے سرخ برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ جس میں

”ٹھیک ہے۔ تم انہیں جہاں لے جانا چاہتے ہو لے چلو اور انہیں ہوش میں لے آؤ۔“..... ڈاکٹر وائٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ ایسا صرف مجبوری کے عالم میں کہہ رہا ہے اور میجر ہیری سر ہلاتا ہوا کہیں سے باہر نکل گیا۔ ڈاکٹر وائٹ کی عمران کی طرف پشت تھی۔ عمران نے اپنے جسم کو سمیٹا اور پھر آہستہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور ڈاکٹر وائٹ اچانک مڑا۔ شاید اس نے اپنے عقب میں آہٹ محسوس کر لی تھی۔

”کیا۔ کیا تمہیں ہوش آگیا۔ اتنی جلدی۔ ناٹ ون ایلیسم کی ڈبل ڈوز کے باوجود یہ کیسے ممکن ہے۔“..... ڈاکٹر وائٹ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن عمران نے کوئی جواب دینے کی بجائے آہستہ سے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا چمچی نال والا پستول موجود تھا۔ اسی لمحے میجر ہیری دوبارہ کمرے میں داخل ہوا۔ وہ ڈاکٹر وائٹ کے ساتھ کھڑے ہوئے عمران کو دیکھ کر چونکا ہی تھا کہ عمران نے ہاتھ میں موجود پستول کا ٹریگر دبایا اور چٹک کی آواز کے ساتھ ہی پستول کی نال سے سرخ رنگ کی شعاع سی نکل کر میجر ہیری پر پڑی اور میجر ہیری بغیر کوئی چخ نکالے اس طرح زمین پر گر جیسے چھت پر پڑا ہوا شہتیر اچانک ایک سائیڈ کی دیوار نکل جانے سے گرتا ہے۔ اسی لمحے دروازے میں تین فوجی داخل ہوئے ان میں سے دو نے ایک سر پیچ اٹھایا ہوا تھا۔ جب کہ تیسرا خالی ہاتھ تھا۔ عمران کی انگلی نے یکے بعد دیگرے تین بار ٹریگر

لئے پھڑکا پھر ساکت ہو گیا۔

"باہر تو کوئی آدمی نہیں ہے"..... صفدر نے عمران سے مخاطب

ہو کر پوچھا۔

"شاید ہو۔ ان میں سے ایک کی مشین گن اٹھا لو۔ اور باہر کا چکر لگا

آؤ"..... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر نے آگے بڑھ کر ایک

فوجی کے کاندھے سے مشین گن اتاری اور تیزی سے قدم بڑھاتا کیبن

سے باہر نکل گیا عمران آہستہ سے ایک سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھ گیا

وہ واقعی سلو موشن میں ہی حرکت کر رہا تھا۔

"باہر کوئی نہیں ہے۔ البتہ دو بڑی جیپیں موجود ہیں"..... صفدر

نے واپس اندر آکر کہا۔ اس کے ہاتھ میں میک اپ باکس تھا۔ وہ باہر

کا چکر لگاتے ہوئے کار سے اسے بھی اٹھا لایا تھا اور پھر دس منٹ بعد

صفدر ڈاکٹر ارسلان کی بجائے میجر ہیری کے روپ میں آچکا تھا۔ ماسک

میک اپ کی وجہ سے اسے میجر ہیری کے روپ میں آنے میں زیادہ دیر

نہ لگی تھی۔

"دو جیپیں۔ پھر تو ایک اور کا ہوش میں آنا ضروری ہے۔ کیپٹن

شکیل کو اوندھے منہ لٹاؤ۔ میں اس کے حرام مغز کا آپریشن کر کے اسے

ہوش میں لے آتا ہوں۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے"۔ عمران

نے کہا۔

"اگر ایسا ہے تو پھر سب کو ہوش میں لے آئیں"..... صفدر نے

کہا۔

ابھی ایک چوتھائی سرخ رنگ کا مخلول موجود تھا۔ پھر اس نے یہ مخلول

صفدر کے بازو میں انجکٹ کر دیا۔

"میجر ہیری کے ساتھی تمہاری لیبارٹری میں موجود ہیں".....

عمران نے ڈاکٹر وائٹ سے پوچھا۔

"ہاں وہ اندر موجود ہیں"..... ڈاکٹر وائٹ نے جواب دیا۔

"کتنے افراد ہیں"..... عمران نے دوسرا سوال کیا۔

"آٹھ۔ ان کا انچارج میجر کو برا ہے"..... ڈاکٹر وائٹ نے فوراً ہی

جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جولیا اور تنویر کہاں ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ تمہارے ساتھی۔ وہ بھی وہیں ہیں۔ بندھے ہوئے ہیں۔"

ڈاکٹر وائٹ نے چونک کر جواب دیا۔ اسی لمحے صفدر کی کراہ سنائی دی

اور پھر چند لمحوں بعد صفدر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"صفدر۔ میجر ہیری کی یونیفارم اتار کر پہن لو اور کار کی سائیڈ

سیٹ کے نیچے میک اپ باکس موجود ہے اور دیکھو ڈاکٹر وائٹ کے

احترام میں کوئی کمی نہ آئے۔ یہ بہت بڑے سائنسدان ہیں".....

عمران نے صفدر کے ہوش میں آتے ہی اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا

اور صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور دوسرے لمحے ڈاکٹر وائٹ چھٹا ہوا

اچھل کر نیچے جا گرا۔ صفدر نے اس کے قریب جا کر زور سے اس کی

کنپٹی پر انگلی کے مڑے ہوئے ہک کی ضرب لگائی تھی اور ایک ہی ضرب

بوڑھے ڈاکٹر وائٹ کے لئے کافی ثابت ہوئی وہ نیچے گر کر ایک لمحے کے

بڑا سا ہیلی کاپٹر جس پر جی۔ پی۔ فائیو کا مخصوص نشان موجود تھا۔ تیزی سے اربابہ پہاڑیوں پر موجود پہلی چیک پوسٹ کے سامنے اتر گیا اور اس میں سے کرنل ڈیوڈ۔ میجر رالف اور آٹھ مسلح افراد نیچے اتر آئے چوکی کا راڈ ہٹا ہوا تھا اور ایک طرف دو کاریں کھڑی تھیں۔ لیکن وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ کرنل ڈیوڈ ہاتھ میں ریوالور پکڑے تیزی سے سائیڈ پر بنے ہوئے کین کی طرف بڑھ گیا۔ میجر رالف اس کے ساتھ تھا۔ مگر کین میں داخل ہوتے ہی وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔ کیونکہ کین میں میجر ہیری اور تین آدمیوں کی اکڑی ہوئی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ میجر ہیری اور دو دوسری لاشوں کے جسموں پر صرف بنیانیں اور انڈر ویئر تھے۔ حتیٰ کہ بوٹ تک اتار لئے گئے تھے۔ ان لاشوں کے جسموں پر زخموں کا کوئی نشان نہ تھا۔ اس کے باوجود وہ مردہ تھے اور ان کے جسم بری طرح اکڑے ہوئے پڑے تھے۔ نہ کمرے

سکتی ہے کہ ہم آپ کا اور آپ کے باقی ساتھی ساتسدانوں کا خاتمہ کر کے خود ہی لیبارٹری پر قبضہ کر لیں اور خود ہی گولڈن لیف پر ریسرچ کر لیں۔ اب جو صورت آپ کو پسند ہو وہ اختیار کر لی جائے۔ لیکن ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ اس لئے آپ نے ہاں یا ناں میں جواب دینا ہے۔..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں ڈاکٹر وائٹم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں تم سے تعاون کرنے پر تیار ہوں"..... ڈاکٹر وائٹم نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے۔ پھر چلیں۔ آپ آگے والی جیپ میں میجر ہیری کے ساتھ بیٹھیں گے اور میں عقبی سیٹ پر اپنے ساتھی کے ساتھ اور یہ سن لیں کہ لیبارٹری پہنچ کر آپ نے میجر ہیری کے سارے ساتھیوں کو ایک جگہ بلا کر اکٹھا کرنا ہے۔ تاکہ انہیں اصل صورتحال سمجھائی جاسکے۔" عمران نے کہا اور ڈاکٹر وائٹم نے اثبات میں سر ہلادیا۔

چنانچہ وہ کین سے نکلے اور چند لمحوں بعد دونوں جیپیں تیزی سے آگے بڑھتی ہوئیں اربابہ پہاڑیوں میں داخل ہو گئیں۔ صفدر نے راڈ ہٹا دیا تھا۔ صفدر پر میجر ہیری کے میک اپ اور ڈاکٹر وائٹم کے ساتھ ہونے سے عمران اب پوری طرح مطمئن تھا کہ وہ بغیر کسی مداخلت کے لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

میں دو میزیں موجود تھیں۔ جن پر چائے سے بھری پیالیاں اور خور و نوش کا سامان بھی موجود تھا۔

”اوہ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی وار کر گئے میجر ہمیری کی لاش سے یونیفارم غائب ہونے کا مطلب ہے کہ عمران یا اس کا کوئی ساتھی میجر ہمیری کے میک اپ میں اندر داخل ہوا ہے۔

جلدی کرو ہمیں فوراً اندر جانا ہوگا۔ چلو واپس“..... کرنل ڈیوڈ نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کر دیا اور دوسرے لمحے وہ دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے واپس ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے ساتھی جو ہیلی کاپٹر سے باہر آچکے تھے۔ انہیں بھی میجر رالف نے ہیلی کاپٹر میں بیٹھنے کا اشارہ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے آگے کی طرف اڑتا چلا گیا۔ کچھ دور جا کر انہیں دوسری چٹیک پوسٹ نظر آئی جہاں باقاعدہ مسلح فوجی کھڑے نظر آ رہے تھے۔ وہ سب ہیلی کاپٹر کو دیکھ رہے تھے۔

”یہاں اتار دو۔ تاکہ صحیح صورت حال کا علم ہو سکے“..... کرنل ڈیوڈ نے پائلٹ سیٹ پر بیٹھے میجر رالف سے کہا اور میجر رالف نے سر ہلاتے ہوئے ہیلی کاپٹر چوکی کے قریب اتار دیا اور کرنل ڈیوڈ اچھل کر نیچے اترا۔

”کرنل ڈیوڈ۔ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو“..... کرنل ڈیوڈ نے تیزی سے مسلح فوجیوں کے درمیان کھڑے ایک کیپٹن کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈیوڈ۔ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو“..... کرنل ڈیوڈ نے تیزی سے بڑھتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ کیپٹن آرنلڈ سر میں آپ کو جانتا ہوں سر“..... کیپٹن نے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

”میجر ہمیری کہاں ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”وہ کافی دیر پہلے جناب ڈاکٹر وائٹ کے ساتھ یہاں سے گزرے ہیں“ کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر وائٹ“..... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

”یس سر۔ لیبارٹری چیف ڈاکٹر وائٹ“..... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کتنی دیر پہلے“..... کرنل ڈیوڈ نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

”تقریباً دو گھنٹے تو ہو چکے ہیں سر“..... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے بے اختیار مایوسی بھرا ایک طویل سانس لیا۔ کیونکہ دو گھنٹے کا مطلب یہی ہو سکتا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی میجر ہمیری کے روپ میں یقیناً لیبارٹری کے اندر چلے جانے میں کامیاب ہو گئے ہوں گے..... اس لئے اب فوری طور پر ان کے تعاقب میں جانا انصاف تھا۔

”کیا تمہارا رابطہ پہلی چٹیک پوسٹ سے نہیں ہوتا“..... کرنل ڈیوڈ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہوتا ہے سر۔ لیکن میجر ہمیری نے اپنے ایک پلان کو بروئے کار لانے کے لئے وقتی طور پر رابطہ نہ کرنے کا حکم دے رکھا ہے“۔ کیپٹن

آرنلڈ نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیسا پلان“..... کرنل ڈیوڈ نے چونک کر پوچھا۔

”سر۔ میجر ہیری اور ڈاکٹر وائٹ نے مل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پورے گروپ کو قابو میں کرنے کے لئے ایک پلان بنایا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو ارکان جس میں ایک عورت اور دوسرا مرد تھا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کے روپ میں یہاں آئے۔ لیکن چونکہ کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا پہلے سے یہاں موجود تھے۔ اس لئے وہ دونوں پکڑے گئے اور انہیں میجر ہیری کے حکم پر لیبارٹری کے اندر لے جایا گیا۔ پھر ان کے باقی ساتھیوں کو پکڑنے کے لئے پلان بنایا گیا۔ ان کے ساتھ ایک معاہدہ کیا گیا اور وہ اس معاہدے پر رضامند ہو گئے۔ وہ معاہدہ یہ تھا کہ ان کا ساتھی ڈاکٹر ارسلان ڈاکٹر وائٹ کے ساتھ لیبارٹری میں کسی سائنسی ایجاد پر کام کرے گا۔ جب کہ باقی ساتھی یہاں اربابہ پہاڑیوں میں میجر ہیری کی نگرانی میں رہیں گے۔ لیکن میجر ہیری کا پلان یہ تھا کہ ڈاکٹر ارسلان کو لیبارٹری میں بھجوا کر وہاں اپنے ساتھیوں سے ملا دے گا اور باقی افراد کو اربابہ پہاڑیوں کے اڈے کے اندر لے جا کر ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس پلان پر عمل کرنے کے لئے ڈاکٹر وائٹ اور میجر ہیری فرسٹ چمیک پوسٹ پر گئے اور سوائے تین مسلح فوجیوں کے باقی سب کو واپس بھجوا دیا گیا تاکہ انہیں کوئی شک نہ پڑ جائے۔ میجر

ہیری نے ایک فوجی کو انتہائی زود اثر گیس کا کیپول دے کر سائیڈ کین میں چھپا دیا اور اسے گیس ماسک بھی مہیا کر دیا اور ساتھ ہی اس گیس کا توڑ بھی۔ تاکہ جیسے ہی یہ لوگ جو بقول میجر ہیری انتہائی خطرناک حد تک ہوشیار اور چالاک ہیں۔ میجر ہیری اور ڈاکٹر وائٹ کے ساتھ کین میں پہنچیں تو وہ فوجی اچانک سائیڈ کین سے اس گیس کا کیپول بڑے کین میں فائر کر دے۔ اس طرح ان پاکیشیائی ہتھیاروں کے ساتھ ساتھ میجر ہیری، ڈاکٹر وائٹ اور ان کے دو مسلح ساتھی بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر وہ فوجی اور میجر ہیری اور ڈاکٹر وائٹ اور اپنے دو ساتھیوں کو انجکشن لگا کر ہوش میں لائے گا۔ اس کے بعد میجر ہیری اور ڈاکٹر وائٹ ان پاکیشیائی ہتھیاروں کو جیسوں پر لا کر اندر لے جائیں گے۔ کیپٹن آرنلڈ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو وہ لے گئے“..... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ دو گھنٹے پہلے دونوں جیسپیں یہاں سے گزریں۔ تو پہلی جیپ کو میجر ہیری خود چلا رہے تھے۔ ان کے ساتھ ڈاکٹر وائٹ بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے اندر پاکیشیائی ہتھیار بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ جب کہ دوسری جیپ کی ڈرائیونگ اور سائیڈ پر میجر ہیری کے دو ساتھی بیٹھے ہوئے تھے اور پاکیشیائی ہتھیار اس جیپ میں بھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ میجر ہیری نے یہاں رک کر مجھے حکم دیا کہ ڈاکٹر وائٹ کے حکم پر ان سب کو لیبارٹری میں لے جایا جا رہا ہے اور اب تک لیبارٹری پہنچنے کی اطلاع وہ مجھے نہ دیں۔ ہم میں سے کوئی بھی

دیتا..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ میجر ہمیری ہلاک ہو چکے ہیں“..... کیپٹن آرنلڈ نے بری

طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس کی لاش فرسٹ چیک پوسٹ پر پڑی ہوئی ہے۔ لیکن یہ

سب کچھ تم بعد میں چیک کرنا۔ تم میرے ساتھ ہیلی کاپٹر میں بیٹھو اور

مجھے وہاں لے چلو۔ جہاں لیبارٹری ہے۔ اب مجھے اس لیبارٹری کے

اندروں داخل ہونے کا کوئی طریقہ سوچنا ہوگا“..... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”آپ لیبارٹری کے اندر کسی طرح بھی داخل نہیں ہو سکتے جناب۔

البتہ ایک راستہ ایسا ہے۔ جس کے متعلق میں جانتا ہوں اور میرے

سوا شاید یہاں اور کوئی بھی اس رستے سے واقف نہیں ہے۔ کیونکہ

جب یہ لیبارٹری تیار کی گئی تھی تو میری یونٹ کو یہاں کھدائی اور اس

کی تعمیر پر تعینات کیا گیا تھا۔ اس رستے کو تو اب بند کر دیا گیا ہے۔

لیکن ہم اسے کھول سکتے ہیں اور یہ راستہ ایسا ہے کہ ہم آسانی سے

لیبارٹری کے اندر پہنچ سکتے ہیں“۔ کیپٹن آرنلڈ نے جلدی سے کہا۔

”اوہ اوہ۔ اگر ایسا ہو گیا تو میرا وعدہ کہ تمہیں فوج سے جی۔ پی۔

فائیو میں شفٹ کیا جائے گا اور نہ صرف شفٹ کیا جائے گا۔ بلکہ تم جی۔

پی۔ فائیو کے نمبر ٹو بھی بن جاؤ گے“..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی

مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جی۔ پی۔ فائیو کا نمبر ٹو بننے کی نوید سن کر

کیپٹن آرنلڈ کی آنکھیں بھی خوشی سے چمکنے لگیں۔

”آئیے سر آئیے۔ میں آپ کو وہاں لے جاتا ہوں“..... کیپٹن

فرسٹ چیک پوسٹ پر نہ جائے“..... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

”لیبارٹری یہاں سے کتنی دور ہے“۔ کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چبائے

ہوئے کہا۔

”نزدیک ہی ہے سبھاڑیوں کے اندر“۔ کیپٹن آرنلڈ نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے اس لیبارٹری کو دیکھا ہوا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے

پوچھا۔

”یس سر“..... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیا۔

”تم اور تمہارے ساتھی احمق ہیں۔ سمجھے اور وہ میجر ہمیری وہ دنیا کا

سب سے بڑا احمق ثابت ہوا ہے۔ اس نے عمران اور اس کے

ساتھیوں کو شاید اتنا ہی ترنوالہ سمجھ لیا تھا کہ انہیں پکڑنے کے لئے

اس قدر احمقانہ منصوبہ بنا رکھا تھا اس نے۔ سنو فرسٹ چیک پوسٹ

پر میجر ہمیری اور اس کے ساتھیوں کی اکٹری ہوئی لاشیں پڑی ہیں اور

مجھے کرنل شیفرڈ نے خود آکر میجر ہمیری کے اس احمقانہ منصوبے کی

تفصیلات بتائیں۔ تو میں نے صدر مملکت سے بات کی۔ انہوں نے

فوراً مجھے یہاں کا مکمل چارج دے کر یہاں پہنچنے اور ان پاکیشیائی

بجٹوں کو ہلاک کرنے کے احکامات دیئے ہیں۔ کاش میں کچھ دیر پہلے

یہاں پہنچ جاتا تو یہ پاکیشیائی بجٹ اس طرح لیبارٹری میں داخل نہ ہو

سکتے۔ میں ان کی روحوں کو ایک لمحے میں ان کے جسموں سے علیحدہ کر

”یس سر۔ یہ واقعی ریڈ بلاک وال ہے۔ لیکن سریہ صرف اتنی بنائی گئی ہے جتنی یہ نظر آرہی ہے۔ صرف اس غار والے راستے کو بند کرنے کے لئے۔ اس لئے اگر سائیڈ کی چٹان کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے تو راستہ بن جائے گا۔ اس راستے سے آگے لیبارٹری کے بڑے سٹور ہیں۔ اصل لیبارٹری یہاں سے خاصی دور ہے۔ لیکن بہر حال اندر جانے کے بعد ہم وہاں آسانی سے پہنچ سکتے ہیں جہاں ڈاکٹر وائٹ اور ان کے ساتھی سائنسدان رہتے ہیں اور یہ پاکیشیائی لیجنٹ بھی یقیناً وہیں ہوں گے“ کیپٹن آرنلڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”مگر سر۔ ڈائنامیٹ سے جو دھماکہ ہوگا۔ اس کی آواز ان لوگوں تک نہ پہنچ جائے گی“..... میجر رالف نے پہلی بار کہا۔

”نہیں سر۔ یہ ساری لیبارٹری ساؤنڈ پروف ہے۔ آواز وہاں تک نہ جائے گی سر“..... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیا اور کرنل ڈیوڈ نے مڑ کر دوسرے سپاہیوں کا احکامات دینے شروع کر دیئے کہ اس چٹان کو ڈائنامیٹ سے اڑا دیا جائے۔ سب تانچہ میجر رالف اور اس کے ساتھی تیزی سے حرکت میں آگئے اور چٹان کے نیچے طاقتور ڈائنامیٹ کی سٹکس لگائی جانے لگیں۔ کرنل ڈیوڈ۔ کیپٹن آرنلڈ کو ساتھ لے کر غار سے باہر آگیا میجر رالف بھی ان کے ساتھ تھا۔ غار کے اندر صرف جی۔ پی۔ فائیو کے آدمی کام کر رہے تھے۔

”وہ۔ وہ پہاڑیوں پر موجود فوجی تو یہ دھماکہ سن لیں گے وہ احمقوں کی طرح ادھر نہ دوڑے آئیں“..... اچانک کرنل ڈیوڈ نے ایک

خود کرنل ڈیوڈ کے ساتھ چلتا ہوا اس کے ہیلی کاپٹر میں آگیا۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے اس بار اپنی جگہ سائیڈ سیٹ پر بٹھا دیا تاکہ وہ میجر رالف کو راستہ بتا سکے۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور تیزی سے پہاڑیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ پہاڑیوں میں ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے نظر آرہے تھے۔ یوں لگ رہا تھا۔ جیسے ایک ایک چٹان پر دو فوجی موجود ہوں اور انہیں دیکھ کر کرنل ڈیوڈ کو اور زیادہ غصہ آ رہا تھا کہ اس قدر زبردست حفاظتی انتظامات کے باوجود صرف میجر ہیری کے احمقانہ منصوبے کی وجہ سے عمران اور اس کے ساتھی آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ کیپٹن آرنلڈ نے ہیلی کاپٹر کو کافی دور شمال کی طرف لے جا کر ایک مسلح چٹان پر اترا دیا اور ہیلی کاپٹر کے لینڈ کرتے ہی وہ سب نیچے اتر آئے اور کیپٹن آرنلڈ سب کو ساتھ لئے مختلف چٹانیں پھلانگتا ہوا ایک سٹگ سے غار میں داخل ہو گیا۔ غار کافی آگے جا کر بند ہو گیا تھا۔ لیکن کرنل ڈیوڈ اور میجر رالف طاقتور ٹارچوں کی روشنی میں یہ دیکھ کر چونک پڑے کہ غار کی قدرتی چٹان کی وجہ سے بند نہ ہوا تھا۔ بلکہ وہاں باقاعدہ انسانی ہاتھوں کی بنائی ہوئی دیوار تھی۔

”یہ تو ریڈ بلاک وال ہے۔ اسے توڑنا تو ناممکن ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے غور سے دیوار کو قریب سے دیکھتے ہوئے قدرے مایوس لہجے میں کہا۔

کرنل ڈیوڈ بذات خود موجود ہیں۔ ان سے بات کرو اور.....
کیپٹن آرنلڈ نے کہا اور ٹرانسمیٹر مودبانہ انداز میں کرنل ڈیوڈ کی طرف
بڑھا دیا۔

”ہیلو کرنل ڈیوڈ سپیکنگ اور.....“ کرنل ڈیوڈ نے انتہائی
بارعب لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ میں کیپٹن جیف بول رہا ہوں سر اور.....“ دوسری
طرف سے کیپٹن جیف کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کیپٹن جیف۔ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کو پاکیشیائی
ہجنتوں نے فرسٹ چیک پوسٹ پر ہلاک کر دیا ہے اور ان کے میک
اپ میں وہ دو جیپوں میں سوار ہو کر لیبارٹری کے اندر داخل ہونے میں
کامیاب ہو گئے ہیں۔ کیپٹن آرنلڈ میرے ساتھ ہے۔ اس نے مجھے
لیبارٹری کے اندر داخل ہونے کا ایک خفیہ راستہ بتایا ہے۔ لیکن اس
راستے کو اوپن کرنے کے لئے ہمیں ڈائنامیٹ کا دھماکہ کرنا ہوگا۔ تم
پہاڑیوں پر موجود اپنے تمام فوجیوں کو احکامات دے دو کہ اگر وہ
دھماکے کی آواز سنیں تو ادھر نہ آئیں۔ سمجھ گئے ہو اور.....“ کرنل
ڈیوڈ نے تیز اور سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”میجر ہیری ہلاک ہو چکے ہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں سر۔ میجر
ہیری تو ابھی چند لمحے پہلے سیکرٹ سروس کے آدمیوں کے ساتھ ایک
جیپ میں سوار پہاڑیوں سے باہر گئے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے خود کہا
ہے کہ اب لیبارٹری میں ان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ اس لئے وہ

خیال کے تحت چھتے ہوئے کہا۔
”سر۔ سر۔ اگر ٹرانسمیٹر ہو تو میں کیپٹن جیف سے آپ کی بات کرا
سکتا ہوں۔ وہ پہاڑیوں پر پھیلی ہوئی یونٹ کا انچارج ہے۔ اسے آپ
وضاحت سے سب کچھ بتا سکتے ہیں.....“ کیپٹن آرنلڈ نے کہا۔

”میجر رالف۔ ہیلی کاپٹر سے ٹرانسمیٹر لے آؤ.....“ کرنل ڈیوڈ نے
چخ کر ایک ساتھی سے کہا اور چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر انہیں مہیا کر دیا گیا
کیپٹن آرنلڈ نے اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن
آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ کیپٹن آرنلڈ کالنگ کیپٹن جیف اور.....“ کیپٹن آرنلڈ
نے کال دینی شروع کر دی۔

”یس کیپٹن جیف انڈنگ یو کیپٹن آرنلڈ اور.....“ چند لمحوں بعد
ٹرانسمیٹر سے آواز سنائی دی۔

”کیپٹن جیف۔ تمہیں اطلاع مل چکی ہو گی کہ جی۔ پی۔ فائیو کا ہیلی
کاپٹر پہاڑیوں پر سے گزر کر شمال کی طرف اتر رہا ہے اور.....“ کیپٹن
آرنلڈ نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے اطلاع ملی ہے۔ لیکن یہ ہیلی کاپٹر مخصوص حدود سے
باہر اتر رہا ہے۔ اس لئے میں نے پروا نہ نہیں کی۔ لیکن تم نے یہ بات
کیوں کی ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے اور.....“ دوسری طرف سے
کہا گیا۔

”سنو کیپٹن جیف۔ اس ہیلی کاپٹر میں جی۔ پی۔ فائیو کے سربراہ

واپس سیکرٹ سروس کے ہیڈ کوارٹر جا رہے ہیں۔ البتہ انہوں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم یہاں نگرانی کرتے رہیں۔ اور..... کیپٹن جیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کب کی بات ہے اور.....“ کرنل ڈیوڈ نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

”جس وقت آپ کا ہیلی کاپٹر شمالی پہاڑیوں میں اتر رہا تھا اس وقت میجر ہمیری کی جیب یہاں پہنچی تھی۔ اور.....“ کیپٹن جیف نے جواب دیا۔

”اوہ اوہ۔ وہ میجر ہمیری اور اس کے ساتھی نہیں ہیں۔ وہ یقیناً ان کے میک اپ میں پاکیشیائی بمبھٹ ہیں۔ وہ وہ نکل گئے۔ فوراً جیسپن ان کے تعاقب میں بھیجو اور انہیں اڑادو۔ میں ہیلی کاپٹر پر ان کے تعاقب میں جا رہا ہوں اور اینڈ آل.....“ کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے چیخ چیخ کر میجر رائف کو اپنے آدمیوں کو واپس بلانے کا حکم دیا اور خود وہ قریب کھڑے ہوئے۔ کائر کا طرف دوڑ پڑا۔

دونوں جیسپن خاصی تیز رفتاری سے چلتی ہوئیں فرسٹ چیک پوسٹ پر پہنچیں ڈاکٹر وائٹ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ دوسری چیک پوسٹ کا انچارج کیپٹن آرنلڈ ہے۔ اس لئے صفدر نے میجر ہمیری کے روپ میں اسے وہاں عام سی ہدایات دیں اور پھر جیسپن آگے بڑھ گئیں ڈاکٹر وائٹ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کیپٹن آرنلڈ سے بھی اس نے کوئی بات نہ کی تھی۔ جیسپن سیکنڈ چیک پوسٹ سے گزرنے کے بعد اربابہ پہاڑیوں میں داخل ہو گئیں اور ڈاکٹر وائٹ نے راستہ بتانا شروع کر دیا اربابہ پہاڑیوں میں ہر طرف مسلح فوجی پھیلے ہوئے تھے یہاں اس قدر فوج تھی کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے ایک ایک چٹان پر چار چار مسلح فوجی موجود ہوں۔ راستے میں ان کا ہیڈ کوارٹر بھی آیا۔ جس کا انچارج کیپٹن جیف تھا۔ اس کے متعلق بھی ڈاکٹر وائٹ نے ہی صفدر کو بریف کیا تھا یہاں چونکہ ڈاکٹر وائٹ کی طرف سے کسی اشارے کا خطرہ موجود تھا۔

اس لئے عمران نے ڈاکٹر وائٹ کی پشت پر اپنی انگلی رکھ کر اسے دبائے ہوئے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔

”ڈاکٹر وائٹ۔ اگر تم نے معمولی سا اشارہ بھی کیا تو ایک لمحے میں گولیوں سے چھلنی کر دوں گا“..... عمران کا لہجہ خاصا سخت تھا اور ڈاکٹر وائٹ نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف سر ہلا دیا۔ عمران جینپ میں ڈاکٹر وائٹ کی عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا اور چونکہ جینپ کی کھڑکیاں خاصی بڑی اور سیٹ سے نیچے تک تھیں۔ اس لئے عمران نے ڈاکٹر وائٹ کی پشت پر انگلی رکھ دی تھی۔ تاکہ باہر سے اگر کوئی دیکھے تو اسے یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ ڈاکٹر وائٹ پر کوئی جبر کیا جا رہا ہے۔ جب کہ ڈاکٹر وائٹ یقیناً ہی سمجھ رہا ہو گا کہ اس کی پشت پر ریوالور کی نال موجود ہے صفدر نے میجر ہیری کے روپ میں یہاں بھی کیپٹن جیف کو قتل ہدایات دیں اور پھر جینپ آگے بڑھ گئیں۔ تقریباً آدھے گھنٹے کے سفر کے بعد ڈاکٹر وائٹ نے ایک چٹان کے سامنے جینپیں رکوائیں اور پھر نیچے اتر کر اس نے چٹان کے ایک حصے پر پہلے اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر دبایا اور پھر اپنا بائیں ہاتھ رکھ کر اسے بھی دبایا تو چٹان کسی دروازے کی طرح ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ کھسک گئی۔ اب وہاں ایک چوڑا سا راستہ نظر آ رہا تھا۔ جینپیں اندر داخل ہوئیں۔ اس سرنگ نما راستے کا اختتام ایک اور چٹان پر ہوا اور یہاں بھی ڈاکٹر وائٹ نے وہی پہلے والا عمل دہرایا تو راستہ کھل گیا اور اب وہ ایک بڑے ہال نما کمرے میں پہنچ گئے۔ یہاں چار مسلح افراد موجود تھے۔

”یہ سیکرٹ سروس کے ارکان ہیں“..... ڈاکٹر وائٹ نے آہستہ سے کہا اور صفدر نے سر ہلا دیا۔ جینپیں رکتے ہی صفدر۔ ڈاکٹر وائٹ۔ عمران اور کیپٹن تشکیل نیچے اتر آئے۔

”ان بے ہوش افراد کو اس کمرے میں پہنچا دو جہاں ان کے ساتھی پہلے سے موجود ہیں اور میجر کو برا کو بلاؤ“..... صفدر نے نیچے اترتے ہی تیز لہجے میں ان مسلح افراد سے کہا اور مسلح افراد میں سے ایک تیزی سے ایک راہداری کی طرف مڑ گیا۔ جب کہ باقی تین افراد نے جینپوں میں بے ہوش پڑے ہوئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار میں سے تین افراد کو اٹھا کر کاندھوں پر لا دیا اور ایک دوسری راہداری کی طرف بڑھ گئے۔ عمران نے آنکھ سے کیپٹن تشکیل کو اشارہ کیا اور کیپٹن تشکیل نے اپنے آخری ساتھی نعمانی کو اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور پہلے افراد کے پیچھے چل پڑا۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان جس کے بالوں کا سٹائل کو برا کے پھن کی طرح تھا تیزی سے چلتا ہوا اس بڑے کمرے میں پہنچ گیا۔ اس کے پیچھے وہ آدمی بھی تھا جو اسے بلانے گیا تھا۔

”ہیلو میجر ہیری۔ سناؤ۔ کیا ہوا“..... آنے والے نے انتہائی پر اشتیاق اور بے تکلفانہ لہجے میں صفدر سے کہا۔ وہ لازماً میجر کو برا تھا۔

”وکڑی“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا۔ یہ تمہاری آواز اور لہجہ“..... میجر کو برانے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”یہی بات ڈاکٹر وائٹ بھی مجھے کہہ رہے تھے۔ شاید بے ہوش ہو

جانے کی وجہ سے گلے میں کوئی فرق پڑ گیا ہے۔"..... صفدر نے فوراً ہی بات سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہوا ہوگا۔"..... ڈاکٹر وائٹ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر۔ مگر تمہارا قد و قامت تمہارا جسم مجھے کچھ مختلف لگ رہا ہے۔" میجر کو برانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ شاید ڈاکٹر وائٹ کی موجودگی کی وجہ سے تذبذب کا شکار ہو رہا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا صفدر نے جیب میں موجود ہاتھ ایک جھٹکے سے باہر نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ میجر کو برا سنبھلتا صفدر کے ہاتھ میں موجود آٹومیٹک پستل نے دھماکوں کے ساتھ شعلے اگلے اور گولیاں تو اتر سے میجر کو برا کے سینے میں عین دل کے مقام پر سوراخ بناتی ہوئیں اس کے جسم میں غائب ہو گئیں۔ اس کا وہ ساتھی جو اسے بلالایا تھا اور اب جیب کی طرف بڑھ رہا تھا گولیوں کی آوازیں سن کر تیزی سے مڑا ہی تھا کہ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے گھوم کر پستل کا رخ اس کی طرف کیا اور دوسرے لمحے وہ بھی چیختا ہوا جیب کے قریب ہی گر کر پھر کئے لگا۔ اس لمحے عمران اور کیپٹن شکیل بھی دوڑتے ہوئے اس بڑے کمرے میں داخل ہوئے۔

"یہ میجر کو برا خاصا باریک بین واقع ہوا تھا۔"..... صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ ڈاکٹر وائٹ کا رنگ زرد پڑ چکا تھا اور وہ بت بنا اپنی جگہ کھڑا تھا۔

"اس کے باقی ساتھی کہاں ہیں ڈاکٹر وائٹ۔"..... صفدر نے ڈاکٹر وائٹ کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

"ریڈ ایریے میں ڈیوٹی دے رہے ہیں۔"..... ڈاکٹر وائٹ نے ہسے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو دکھاؤ ہمیں۔ کہاں ہے ریڈ ایریا۔"..... صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور ڈاکٹر وائٹ خاموشی سے اسے ساتھ لے کر اس راہداری کی طرف بڑھ گیا جہاں سے میجر کو برا نمودار ہوا تھا۔ عمران اور کیپٹن شکیل بھی اس کے عقب میں چل پڑے۔ راہداری کا اختتام ایک اور دروازے پر ہوا جس کی ساخت بتا رہی تھی کہ جس کمرے کا یہ دروازہ ہے وہ ساؤنڈ پروف ہے۔ دروازہ بند تھا۔ صفدر کے اشارے پر ڈاکٹر وائٹ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر وہ سب اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا۔ جس میں ایک لمبی دیوار کے ساتھ تقریباً آٹھ نشینیں نصب تھیں اور ان کے سامنے گھومنے والے سٹولوں پر آٹھ سائنسدان بیٹھے ہوئے انہیں آپریٹ کرنے میں مصروف تھے۔ جب کہ کمرے میں چار مسلح افراد بھی تھے۔ جن کے جسموں پر عام لباس تھے۔

"باس آپ۔"..... ان میں سے ایک نے چونک کر صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ مگر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا صفدر کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور ایک بار پھر کمرہ آٹومیٹک پستل کے پے در پے دھماکوں سے گونج اٹھا اور وہ چاروں ایک لمحے میں ان گولیوں کا شکار

طرف بڑھ گیا۔ اس نے دیوار پر موجود ایک سوچ چنل کے سب سے
نچلے حصے میں موجود ایک بٹن دبایا تو سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہی سپاٹ
دیوار درمیان سے کھلی اور اس میں سے ایک بڑی سی الماری نظر آنے
لگی۔ جس میں فائلیں بھری ہوئی تھیں۔ سب سے نچلے خانے میں ایک
ڈبہ موجود تھا۔ ڈاکٹر وائٹ نے وہ ڈبہ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں
موجود سنہری پتی نکال کر عمران کی طرف بڑھادی۔ عمران نے اسے غور
سے دیکھا اور پھر اسے جیب میں رکھ لیا۔

”وہ محلول جس سے میرے ساتھی ہوش میں آسکتے ہیں وہ اٹھاؤ اور
ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم اپنے ساتھیوں کو بھی ہوش میں لے آئیں اور
وہیں آئندہ ہونے والی ریسرچ کے بارے میں بھی تفصیلات طے کر
لیں۔“ عمران کالجے اس بار کافی نرم تھا آئندہ ریسرچ کاسن کر ڈاکٹر
وائٹ کے چہرے پر چمک سی ابھرائی۔

”وہ۔ وہ ساتھ والے کمرے میں ہے۔ سٹور میں۔“ ڈاکٹر وائٹ
نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد وہ ڈاکٹر وائٹ کی سرکردگی
میں چلتے ہوئے جب اس سٹور میں پہنچے۔ تو عمران کی آنکھیں حیرت سے
کھلی گئیں۔ وہاں جدید ترین اسلحے کے ساتھ ساتھ انتہائی قیمتی سائنسی
ارکبات وافر مقدار میں موجود تھے۔ ڈاکٹر وائٹ نے ایک الماری سے
ایسی شیشی اور ایک سرنج اٹھائی۔

”یہ اسلحہ یہاں کیوں جمع کیا گیا ہے۔ خاص طور پر یہاں ریموٹ
کنٹرول سپیشل ڈائنامیٹ سٹنس بھی موجود ہیں۔“ عمران نے کہا۔

ہو کر نیچے گرے اور بری طرح تڑپنے لگے۔ مشینوں کے سامنے بیٹھے
ہوئے سائنسدان اس اچانک فائرنگ سے بوکھلا کر اٹھے اور گھوم کر
حیرت سے دیکھنے لگے۔

”تم لوگ اپنا اپنا کام اطمینان سے کرو۔ یہ لوگ دشمن لیجنٹ تھے۔
صفر نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے اس فقرے سے ڈاکٹر وائٹ کے
زرد پڑتے ہوئے چہرے پر جیسے رونق سی آگئی۔

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم کام کرو۔“ ڈاکٹر وائٹ نے
جلدی سے کہا اور وہ سائنسدان کچھ نہ سمجھنے کے سے انداز میں مڑے اور
ایک بار پھر اپنے اپنے سٹولوں پر بیٹھ گئے۔

”سیکریٹ سروس کے اور لوگ تو نہیں ہیں یہاں۔“ اس بار
عمران نے ڈاکٹر وائٹ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”نہیں۔ یہی لوگ تھے۔“ ڈاکٹر وائٹ نے جواب دیا۔

”وہ گولڈن لیف کہاں ہے۔“ عمران نے دوبارہ پوچھا۔

”یہیں موجود ہے۔“ ڈاکٹر وائٹ نے کہا۔

”وہ نکالو۔ کہاں ہے۔“ عمران نے اس باوقار سخت لہجے میں کہا۔

اور ڈاکٹر وائٹ ایک لمحہ خاموش کھڑا رہا۔ پھر ہچکچاتے ہوئے بولا۔

”پپ۔ پپ۔ پہلے مجھے۔“ اس نے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ عمران

نے اسے درمیان میں ہی ٹوک دیا۔

”ڈاکٹر وائٹ۔“ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔ تو ڈاکٹر

وائٹ اپنا فقرہ ادھورا چھوڑ کر مڑا اور تیزی سے ایک سائیڈ کی دیوار کی

..... ڈاکٹر وائٹ نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو یہ سادہ پانی سے بھی ہوش میں آسکتے ہیں"۔ عمران نے چونک کر کہا۔

"تم۔ تم۔ کیا واقعی سائنسدان ہو"..... ڈاکٹر وائٹ نے چونک کر حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"سائنسدان ہوتا تو اس طرح دھکے کھاتا پھرتا۔ کسی لیبارٹری میں اطمینان سے بیٹھا ریسرچ میں مصروف ہوتا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صفدر اور کیپٹن شکیل کو جولیا۔ تنویر کے ساتھ دوسرے ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی ہدایات دیں۔

"آئیے ڈاکٹر وائٹ۔ اب آپ کی لیبارٹری کی ذرا تفصیل سے سیر کر لی جائے۔ میں نے سنا ہے کہ یہ لیبارٹری پوری دنیا کے یہودیوں نے مل کر تعمیر کی ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ واقعی دنیا کی سب سے بڑی اور سب سے جدید لیبارٹری ہے۔ ایسی لیبارٹری کہ میرا دعویٰ ہے کہ روسیہ اور اکیرمیا کی انتہائی وسیع لیبارٹریاں بھی اس کے مقابلے میں نہیں آسکتیں"..... ڈاکٹر وائٹ نے اس بار فاخرانہ لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا ڈاکٹر وائٹ کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا اس دوران صفدر نے انجکشن لگا کر اور کیپٹن شکیل نے ایچ باٹھ سے پانی لا کر تنویر اور جولیا سمیت سب ساتھیوں کو ہوش دلادیا جب جولیا کو ساری صورت حال کا پتہ چلا اور

"لیبارٹری کو تو وسیع دینا مقصود ہے۔ سنگل ڈراپ ریسرچ ختم ہونے کے بعد اس لیبارٹری کی مزید توسیع کی جائے گی اور یہ خصوصی ڈائنامیٹس ان سخت پہاڑیوں کو توڑنے کے لئے یہاں لایا گیا ہے"۔ ڈاکٹر وائٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آؤ اب تفصیلات طے کر لیں"..... عمران نے مڑتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ صفدر۔ کیپٹن شکیل اور ڈاکٹر وائٹ کے ساتھ اس کمرے میں پہنچ گئے۔

"ارے۔ یہ تم نے اپنے ساتھیوں کو ان کڑوں سے کیسے آزاد کر لیا ہے"..... ڈاکٹر وائٹ نے کمرے میں داخل ہوتے ہی چونک کر کہا۔ چونکہ جولیا اور تنویر دونوں اس وقت فرش پر سیکرٹ سروس کے دوسرے بے ہوش ساتھیوں کے ساتھ پڑے ہوئے تھے جب کہ دیوار میں فکس کڑے ٹوٹے ہوئے تھے۔ ایک طرف میجر ہیری کے تین ساتھی بھی گردنیں تڑوائے پڑے ہوئے تھے۔

"فائرنگ سے کڑے توڑنے پڑے ہیں"۔ کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

"یہ جولیا اور تنویر اسی دوا سے ہوش میں آئیں گے یا ان کے لئے کوئی اور دوا استعمال کرنی پڑے گی"۔ عمران نے ڈاکٹر وائٹ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ انہیں زیرو میگنم تھری ایکس سے بے ہوش کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ ہماری عدم موجودگی میں کوئی مسئلہ پیدا نہ کر سکیں۔"

نے جواب دیا۔

”تمہارا مطلب تھا کہ اس کا چہرہ مسخ کر دیا جاتا“..... صفدر نے

کہا۔

”ہاں اس سے کسی حد تک بچاؤ ہو سکتا تھا“۔ کیپٹن شکیل نے

جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بات تو تمہاری درست ہے۔ اس وقت مجھے بھی اس کا خیال نہ آیا

تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے۔ عمران نے کسی خاص مقصد کے لئے ایسا کیا ہو“

صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”خاص مقصد کیا ہونا ہے۔ حماقتیں تو اس سے ہوتی ہی رہتی ہیں“

تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر اس سے اسی طرح حماقتیں ہوتی ہیں تو آج سیکرٹ سروس کا

ہر آدمی مجھ سمیت ہزاروں بار اندھیری قبروں میں اتر چکا ہوتا۔ سمجھے۔

وہ حماقتیں نہیں کرتا۔ البتہ جسے تم اس کی حماقت سمجھتے ہو۔ اس کے

پس منظر میں بھی کوئی نہ کوئی خاص مقصد ہوتا ہے“..... جولیا نے

منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو۔ نچائے کیا گھول کر پلار کھا ہے اس نے تم سب کو۔“

تنویر نے ہنکارا بھرتے ہوئے کہا اور ہونٹ بھیج لے۔ پھر تقریباً آدھے

گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

”بہت آرام کر لیا تم سب نے۔ آؤ اب واپس چلیں“..... عمران

نے اندر داخل ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

خاص طور پر جب صفدر نے اسے بتایا کہ عمران نے اس کی فہانت کی

کھل کر تعریف کی ہے تو جولیا کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”مگر اب یہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے۔ سب کو ختم کر کے لیبارٹری

کو فوری تباہ کر دے“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا اور سب

اس کی اس بات پر بے اختیار مسکرا دیے۔ کیونکہ وہ سمجھ گئے تھے کہ

جولیا کا عمران کی تعریف سے چہرہ کھلتا دیکھ کر وہ برداشت نہ کر سکا۔

”یہ بہت وسیع اور انتہائی محفوظ لیبارٹری ہے تنویر۔ اس لئے اسے

تباہ کرنے کے لئے خاص پلاننگ کی ضرورت ہے۔ بہر حال کیا یہ

کامیابی کم ہے کہ ہم سب اس لیبارٹری میں نہ صرف داخل ہونے میں

کامیاب ہو چکے ہیں۔ بلکہ یہاں ہمارا کنٹرول بھی ہے“..... صفدر نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”یہ تو مس جولیا نے پلاننگ کا چکر چلا دیا تھا۔ ورنہ میں نے آزاد ہو

کر لیبارٹری تباہ کرنے کی پلاننگ کر لی تھی۔ تمہیں یہاں آنے کی

تکلیف ہی نہ کرنی پڑتی“..... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”صفدر۔ عمران صاحب میجر ہیری کی لاش فرسٹ چیک پوسٹ پر

چھوڑ آئے ہیں۔ وہاں کسی بھی لمحے اسے چیک کیا جاسکتا ہے“۔ کیپٹن

شکیل نے یک جہت بات بدلتے ہوئے کہا۔

”تو کیا ہوا۔ لیبارٹری میں ہم داخل ہو چکے ہیں“..... صفدر نے

جواب دیا۔

”لیکن یہاں سے ہم نے واپس بھی تو جانا ہے“..... کیپٹن شکیل

صفدر نے چونک کر قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”جیپ تیز چلاؤ۔ اس سے پہلے کہ اسے صورت حال کا علم ہو۔ ہمیں ہر صورت میں اربابہ پہاڑیوں سے باہر نکلنا ہے۔ تیز چلاؤ اسے۔“

عمران نے کہا اور صفدر نے پہاڑی راستہ ہونے کے باوجود ایکسیلنٹ پر پیر کا پورا دباؤ ڈال دیا اور دوسرے لمحے جیپ کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح اس تنگ اور پیچیدہ پہاڑی راستے پر دوڑنے لگی۔ صفدر کے دونوں ہاتھ اب بالکل اس طرح شیرنگ پر چل رہے تھے۔ جیسے وہ سیرنگ نہ نہ گھما رہا ہو بلکہ کوئی شعبدہ دکھا رہا ہو۔ مگر عمران کے چہرے پر ابھی تک ایسے تاثرات تھے جیسے اس کے خیال کے مطابق جیپ انتہائی سست رفتاری سے چل رہی ہو۔ بہر حال اس تیز رفتاری کا یہ فائدہ ضرور ہوا کہ تھوڑی دیر بعد وہ اربابہ پہاڑیوں سے نکل کر سیکنڈ چیک پوسٹ تک پہنچ گئے۔ وہاں موجود مسلح سپاہیوں نے جب جیپوں کو اس تیز رفتاری سے واپس آتے دیکھا تو انہوں نے راڈ کافی پہلے ہی ہٹا دیا انہوں نے صرف اتنا دیکھا تھا کہ جیسپیں فوجی ہیں اور اربابہ پہاڑیوں کی طرف سے آرہی ہیں۔ اس لئے ان کے ذہن میں صرف اتنا آیا تھا کہ اس قدر تیز رفتاری سے ان کے آنے کی وجہ یقیناً کوئی امیر جنسی ہی ہو سکتی ہے۔ اس لئے انہوں نے راڈ ہٹا دیا اور دونوں جیسپیں سائیں سائیں کی آوازیں نکالتی ہوئیں اس چیک پوسٹ سے گزرتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں۔ فرسٹ چیک پوسٹ پر جا کر عمران نے صفدر کو جیپ روکنے کا اشارہ کیا اور جیسپیں رکتے ہی وہ تیزی سے نیچے اترا اور کیبن کی

”لیبارٹری کا کیا ہوا“..... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

”اس کام میں نے بندوبست کر دیا ہے۔ جیپ میں ماسک میک اپ موجود ہے۔ تم سب میک اپ کر لو اور میجر ہیری کے ساتھیوں کے لباس بھی اتار کر پہن لو۔ جلدی کرو“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب جیسپوں میں سوار لیبارٹری سے نکل کر واپس اس مخصوص پہاڑی راستے پر چل پڑے۔ صفدر میجر ہیری کے روپ میں پہلی جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر تھا۔ جب کہ عمران اس کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ اسی طرح دوسری جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر کیپٹن شکیل تھا اور صدیقی میک اپ میں اس کے ساتھ تھا۔ دونوں جیسپوں کی عقبی سیٹوں پر باقی ساتھی تھے۔

راستے میں انہیں ایک بار پھر کیپٹن جیف کے پاس رکنا پڑا اور اس بار عمران کی ہدایات کے مطابق صفدر نے اسے بتایا کہ اب سیکرٹ سروس کا کام یہاں ختم ہو چکا ہے۔ اس لئے وہ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے جا رہا ہے۔ ظاہر ہے کیپٹن جیف کیا کہہ سکتا تھا۔ وہ خاموش رہا اور جیسپیں تیزی سے آگے بڑھ گئیں۔

”اوہ۔ جی۔ پی۔ فائیو کا ہیلی کاپٹر۔ یہ۔ یہ تو لیبارٹری کی طرف جا رہا ہے“..... یک بہت عمران نے جیپ کی ونڈ سکرین سے باہر دیکھتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ایک بڑا ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے گزرتا ہوا ان کے عقب میں چلا گیا۔

”جی۔ پی۔ فائیو اس کا مطلب ہے کہ اس میں کرنل ڈیوڈ ہوگا۔“

طرف دوڑ پڑا۔ اس نے ایک نظر کین کے اندر ڈالی۔ میجر ہیری اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ویسے ہی پڑی ہوئی تھیں۔ انہیں چھڑا تک نہ گیا تھا۔ جن کاروں میں وہ آئے تھے وہ بھی وہیں ایک طرف کھڑی تھیں۔

”کاروں میں بیٹھو۔ جلدی کرو۔ وہ کرنل ڈیوڈ کسی بھی لمحے واپس آ سکتا ہے۔“..... عمران نے چیخ کر کہا اور ایک کار کی طرف دوڑ پڑا۔ چند لمحوں بعد دونوں کاریں تیزی سے دوڑتی ہوئیں اربابہ پہاڑیوں کی مخالف سمت میں آگے بڑھی چلی جا رہی تھیں۔ اس بار آگے والی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا۔ ذرا سا آگے جانے کے بعد عمران نے کار کا رخ موڑا اور اسے سڑک سے اتار کر ایک کچی سڑک پر آگے بڑھانے لے گیا۔ ظاہر ہے دوسری کار نے بھی اس کی پیروی کرنی تھی اور پھر کچھ دور آگے انہیں درختوں کا ایک جھنڈ نظر آ گیا۔ عمران نے کار اس جھنڈ کی طرف موڑی اور جھنڈ کے کافی اندر لے جا کر روک دی اور پھر نیچے اتر کر وہ تیزی سے جھنڈ کی بیرونی طرف کو لپکا اور اسی لمحے اسے دور آسمان پر اربابہ پہاڑیوں کی طرف سے آتا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آ گیا۔ ہیلی کاپٹر کا رخ اسی جھنڈ کی طرف ہی تھا..... جس میں وہ سب موجود تھے۔

”اس نے یقیناً ہمیں دیکھ لیا ہے۔ کاریں وہ پہچانتا ہوگا۔ کیونکہ وہ فرسٹ چیک پوسٹ پر کھڑی رہی ہیں“..... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”تو پھر“..... جولیا نے کہا۔

”میں اور تنویر کاریں لے کر جھنڈ سے نکلے ہیں اور کھیتوں میں انہیں روک کر ادھر ادھر ہو جائیں گے۔ تم سب یہیں رہو گے۔ اس طرح وہ بھی سمجھے گا کہ ہم کاروں میں فرار ہو رہے ہیں“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تنویر کو اشارہ کرتے ہوئے وہ تیزی سے ایک کار کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد دونوں کاریں سٹارٹ ہو کر ایک دوسرے کے پیچھے تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئیں۔ جولیا اور دوسرے ساتھی جھنڈ کے کنارے پر آ کر درخت کی اوٹ میں چھپے انہیں جاتے دیکھتے رہے۔ ابھی کاریں تھوڑی ہی دور گئی تھیں کہ اچانک انہیں ہیلی کاپٹر کے جھنڈ کے اوپر سے تیزی سے گزرنے کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر سے یکے بعد دیگرے دو شعلے سے نکلے اور پھر جس طرح آسمانی بجلی گرتی ہے اسی طرح پلک جھپکنے میں دونوں شعلے آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں کاروں سے نکلے اور اس کے ساتھ ہی فضا دو خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی اور جولیا کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ کیونکہ اس نے کاروں میں خوفناک شعلے بھڑکتے اور ان کے پرزے فضا میں اڑتے دیکھ لئے تھے اور ظاہر ہے عمران اور تنویر ان کے اندر ہی تھے۔ وہ چیختی ہوئی تیزی سے درخت کی اوٹ سے نکل کر آگے بھاگنے ہی لگی تھی کہ صفدر نے اسے بازو سے پکڑ کر روک لیا۔

”مجھے چھوڑ دو۔ وہ۔ وہ۔ وہ عمران اور تنویر دونوں“..... جولیا نے

ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر تیزی سے مڑ کر واپس اس طرف کو بڑھنے لگا۔ جدھر اربابہ پہاڑیوں سے باہر جانے کا راستہ تھا۔

”میزائل گنیں سنبھال لو۔ وہ یقیناً اطمینان سے واپس جا رہے ہوں گے۔ ہم نے انہیں فضا سے ہی ہٹ کرنا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور سب نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کے عقب میں پڑی ہوئیں میزائل گنیں اٹھائیں اور وہ ہیلی کاپٹر کی کھڑکیوں کی سائیڈ پر جم سے گئے۔ صرف کیپٹن آرنلڈ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے سامنے لٹکی ہوئی طاقتور دور بین ہک سے نکال کر آنکھوں سے لگالی اور تھوڑی دیر بعد وہ چیخ پڑا۔

”وہ۔ وہ دو کاریں درختوں کے جھنڈ کی طرف جا رہی ہیں۔ یہ وہی کاریں ہیں۔ جو فرسٹ چمیک پوسٹ پر کھڑی تھیں۔ ان کے پیچھے چلو۔ رفتار تیز کرو“..... کرنل ڈیوڈ نے چیخنے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی

ہڈیائی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”آپ کے اس طرح بھاگنے سے ان کا بھلا نہیں ہو گا۔ بلکہ ہم سب بھی ساتھ ہی مارے جائیں گے۔ ہیلی کاپٹر ابھی تک فضا میں ہی چکرا رہا ہے“..... صفدر نے گھمبیر لہجے میں کہا۔

”اب۔ اب بچ جانے کا فائدہ“..... جو لیانے بے اختیار ہو کر کہا۔

”فکر نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے“..... صفدر نے اسے حوصلہ دلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا اپنا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ نجانے اپنے آپ پر کیسے ضبط کر رہا ہے۔ کیونکہ بہر حال کاروں کو دوڑتے اور ان پر شعلے لپکتے اور پھر ان کے پرزے فضا میں اڑتے وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا۔

نکل گیا۔

"واپس موڑو واپس موڑو۔ ہمیں اچھی طرح چیک کرنا ہوگا۔" کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور پائلٹ نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو چکر دے کر واپس لے جانا شروع ہی کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کی بلندی کم کر دی تھی۔

"احمق آدمی۔ اونچا کرو۔ یہ شیطان ہیں۔ ہو سکتا ہے ان کے ساتھ ابھی باہر ہوں۔ وہ ہیلی کاپٹر کو ہی ہٹ کر دیں۔" کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک سخت ہیلی کاپٹر کو اونچا اٹھالیا۔ کاریں ابھی تک دھڑا دھڑل رہی تھیں۔ ان کے ڈھانچے تباہ ہو چکے تھے۔

"یہاں لاشیں نظر نہیں آرہیں۔ اوہ۔ اوہ کہیں یہ ڈانچ نہ ہو اور اوپر اٹھاؤ ہیلی کاپٹر۔" کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کی بلندی اور بڑھادی۔

"سر۔ کہیں یہ لوگ جھنڈ میں ہی نہ چھپے ہوئے ہوں اور صرف ان کے دو ساتھی ہی کاریں لے کر نکلے ہوں۔ ورنہ تو یہاں لاشیں یا ان کے ٹکڑے ہر طرف لازماً بکھرے ہوئے نظر آنے چاہئیں تھے۔" کیپٹن آرنلڈ نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

"جھنڈ پر میزائل برساؤ۔ پورے جھنڈ کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دو۔" جلدی کرو۔" کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد یکے بعد دیگرے میزائل مسلسل اس جھنڈ پر گرنے لگے۔ ہیلی کاپٹر کافی

کاپٹر کی رفتار اور زیادہ تیز کر دی۔

"وہ۔ وہ درختوں کے جھنڈ میں چھپ گئے ہیں۔ مگر میں اس پورے جھنڈ کو ہی میزائلوں سے اڑا دوں گا اور تیز کر دوں گا۔" کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"سر۔ ہیلی کاپٹر پوری رفتار سے اڑ رہا ہے۔" پائلٹ نے ہسے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ ہیلی کاپٹر ہے یا بیل گاڑی۔ اس کی سپیڈ تیز کرو۔ سمجھے۔ ورنہ میں تمہیں بھی گولی مار دوں گا۔" کرنل ڈیوڈ نے اس طرح چیختے ہوئے کہا جیسے ہیلی کاپٹر کی سپیڈ تیز کرنا پائلٹ کے بس میں ہو۔ مگر چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر جیسے ہی اس جھنڈ کے قریب پہنچا۔ کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر چیخ پڑا۔

"وہ۔ وہ جھنڈ کی دوسری طرف سے نکلے جا رہے ہیں۔ فائر کرو ان پر میزائلوں سے۔ اڑا دو دونوں کاریں۔" کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا اور اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی ہیلی کاپٹر اس زاویے پر پہنچ گیا کہ آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں دونوں کاروں پر میزائل فائر کئے جاسکتے تھے۔ چنانچہ دوسرے لمحے میجر رالف اور ایک اور آدمی نے علیحدہ علیحدہ کاروں کا نشانہ لے کر میزائل فائر کر دیئے۔ پلک جھپکنے میں دو خوفناک دھماکے ہوئے اور اس کے ساتھ ہی کرنل ڈیوڈ کے حلق سے ایک سخت مسرت بھری چیخ نکلی۔ اس نے دونوں کاروں کو شعلوں میں بدلتے اور ان کے پرزے فضا میں بکھرتے دیکھ لئے تھے۔ ہیلی کاپٹر اس دوران کافی آگے

کا پٹر میں سوار دوسرے ساتھیوں کو ساتھ لے کر وہ جیسوں کی طرف بڑھ گئے۔ جب کہ ہیلی کا پٹر کے پاس صرف پائلٹ اور کرنل ڈیوڈ ہی رہ گئے تھے۔ جیسپیں تیزی سے آگے بڑھ کر ایک موٹر پران کی نظروں سے اوجھل ہو گئیں۔ تو کرنل ڈیوڈ پائلٹ کی طرف مڑا۔

”چلو۔ ہیلی کا پٹر کو اونچائی پر لے جا کر معلق کر دو۔ میں خود ان جیسوں کو چیک کرنا چاہتا ہوں“..... کرنل ڈیوڈ نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا اور پائلٹ یس سرکہہ کر دوبارہ ہیلی کا پٹر کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کا پٹر کو کافی بلندی پر لے جا کر معلق کر دیا۔ جلتا ہوا جھنڈ دور سے صاف دکھائی دے رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے دور بین آنکھوں سے لگائی اور اس جھنڈ کی طرف دیکھنے لگا۔ اب اسے میجر رالف اور کیپٹن آرنلڈ کی جیسپیں اس جلتے ہوئے جھنڈ کی طرف جاتی ہوئیں صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد دونوں جیسپیں جلتے ہوئے جھنڈ سے کچھ دور رک گئیں اور اس میں سوار افراد کو اس نے نیچے اتر کر جھنڈ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ طاقتور دور بین کی وجہ سے اس قدر فاصلے کے باوجود وہ انہیں صاف دیکھ رہا تھا۔ کافی دیر بعد اس نے میجر رالف اور کیپٹن آرنلڈ کو اپنے ساتھیوں سمیت واپس جیسوں کی طرف آتے دیکھا۔

”وہ۔ وہ یقیناً خوشخبری لے کر آرہے ہوں گے“..... کرنل ڈیوڈ نے خود کلامی کے سے انداز میں کہا۔

بلندی پر تھا اور بار بار چکر کاٹ کر جھنڈ کی طرف آ رہا تھا اور ہر بار کئی میزائل جھنڈ پر فائر ہو جاتے۔ دیکھتے ہی دیکھتے درختوں کا یہ پورا جھنڈ ایک شعلے کا روپ دھار گیا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی آتش فشاں اچانک پھٹ پڑا ہو۔ جب کرنل ڈیوڈ کو یقین ہو گیا کہ جھنڈ میں اگر کوئی موجود ہوگا تو وہ کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکا ہوگا۔ تو اس نے ہیلی کا پٹر کو واپس فرسٹ چیک پوسٹ کی طرف لے جانے کا حکم دیا۔ گو اسے یقین سا ہو گیا تھا کہ اس بار عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی زندہ نہ بچ سکے ہوں گے۔ لیکن اس کے باوجود ان کی طرف سے ایسا لاشعوری خوف اس کے ذہن میں بیٹھ چکا تھا کہ اس نے وہیں ہیلی کا پٹر اتروانے کی بجائے اسے فرسٹ چیک پوسٹ کی طرف لے جانے کا حکم دے دیا تھا۔ تاکہ وہاں سے وہ کیپٹن آرنلڈ اور میجر رالف کو جیسوں میں بٹھا کر یہاں بھیجے اور جب ان کی موت کی پوری تسلی ہو جائے۔ تب ہی خود یہاں آئے۔

ہیلی کا پٹر چند لمحوں بعد ہی فرسٹ چیک پوسٹ کے قریب اتر گیا۔ دو جیسپیں وہاں موجود تھیں۔

”میجر رالف اور کیپٹن آرنلڈ۔ تم دونوں مسلح افراد کو ساتھ لے کر ان جیسوں پر سوار ہو کر وہاں جاؤ اور چیک کرو کہ کیا یہ لوگ ختم ہو گئے ہیں یا نہیں اور پھر مجھے رپورٹ دو“..... کرنل ڈیوڈ نے ہیلی کا پٹر سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”یس سر“..... کیپٹن آرنلڈ اور میجر رالف نے کہا اور پھر ہیلی

نیچے اترتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا تم اندھے تو نہیں ہو۔ تم بتاؤ کیپٹن آرنلڈ۔ تم بتاؤ“..... کرنل ڈیوڈ نے حلق کے بل چھیننے ہوئے کہا۔

”میجر رالف درست کہہ رہے ہیں جناب۔ میں نے خود سارا علاقہ چیک کر لیا ہے“..... کیپٹن آرنلڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ کاریں ہمارے سامنے دوڑ رہی تھیں۔ جب ان پر میزائل فائر ہوئے وہ ہمارے سامنے شعلوں میں تبدیل ہوئیں۔ ہمارے سامنے پھٹ کر فضا میں پرزے پرزے ہوئیں۔ جھنڈ میں میں نے خود اپنی آنکھوں سے انسانی سائے حرکت کرتے ہوئے دیکھتے تھے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے“..... کرنل ڈیوڈ نے زمین پر پیر مارتے ہوئے چیخ کر کہا۔ اس کے لہجے میں غصے کے ساتھ ساتھ شدید حیرت بھی موجود تھی۔

”آپ خود چل کر دیکھ لیں سر“..... میجر رالف نے ہنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سر۔ میرا خیال ہے۔ اس چیکنگ میں ہمارا وقت ضائع ہو گا اور وہ لوگ اس دوران دور نکل جائیں گے۔ آپ پائلٹ کو حکم دیں کہ وہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہو کر لمبا راؤنڈ لے۔ یقیناً یہ لوگ کہیں نہ کہیں جاتے ہوئے نظر آجائیں گے“..... کیپٹن آرنلڈ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ ان سے کچھ بعید نہیں۔ وہ انسان نہیں

”یس سر۔ ان کے تو پرزے اڑ گئے ہوں گے“..... پائلٹ نے جواب دیا۔ اس نے شاید یہ سمجھا تھا کہ کرنل ڈیوڈ اس سے مخاطب ہو کر بات کر رہا ہے۔

”خاموش رہو نا سنسنس۔ تمہیں کس نے کہا ہے جواب دینے کو۔“ کرنل ڈیوڈ نے یک لخت چیخ کر کہا اور پائلٹ پچارہ سہم کر خاموش ہو گیا۔ کرنل ڈیوڈ ایک بار پھر دور بین سے جیپوں کو واپس آتے دیکھتا رہا۔

”اب نیچے اتارو ہیلی کاپٹر کو۔ جلدی کرو“..... کرنل ڈیوڈ نے دور بین آنکھوں سے ہٹا کر پائلٹ سے کہا اور پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارنا شروع کر دیا۔ ہیلی کاپٹر نیچے اترتے ہی کرنل ڈیوڈ چھلانگ لگا کر نیچے اتر آیا۔ وہ انتہائی بے چین اور مضطرب نظر آ رہا تھا۔ اس کی نظریں اس رستے پر جمی ہوئی تھیں جہاں سے ان دونوں جیپوں نے واپس آنا تھا اور تھوڑی دیر بعد دونوں جیپیں سائیڈوں سے نکل کر مین روڈ پر آئیں اور پھر تیزی سے کرنل ڈیوڈ کی طرف آنے لگیں۔

”کیا ہوا۔ وہ سب مر گئے۔ لاشیں چمک کر لیں تم نے“۔ کرنل ڈیوڈ نے آگے والی جیپ کے رکنے سے پہلے ہی بے چین ہو کر چپکے ہوئے کہا۔

”جناب۔ وہاں تو ایک لاش یا اس کا کوئی ٹکڑا تک نہیں ہے۔ نہ ان کاروں کے آس پاس اور نہ اس جھنڈ میں اور نہ اس کے آس پاس۔ ہم نے فصل کا ایک ایک پودا چیک کر لیا ہے“..... میجر رالف نے

ہیں شیطان ہیں وہ واقعی نکل گئے ہوں گے۔ چلو ہیلی کاپٹر میں بیٹھو۔ چلو۔ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور خود سب سے پہلے اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی جب سب ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گئے تو پائلٹ نے ہیلی کاپٹر کو فضا میں بلند کیا اور پھر اسے تیزی سے بلندی پر لے جا کر اس نے اس کا رخ اس جھنڈ کی طرف کر دیا جس سے ابھی تک دھوئیں کے بادل نکل رہے تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر دور بین اپنی آنکھوں سے لگائی تھی اور وہ ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے سر باہر نکالے مسلسل نیچے کا جائزہ لینے میں مصروف تھا۔ ہیلی کاپٹر نے خاصی دور تک کا چکر لگایا۔ ایک بار نہیں۔ دو تین بار۔ لیکن وہاں ہر چیز ساکت تھی۔ بس جھنڈ سے دھواں نکل رہا تھا۔ یا جلی ہوئی کاروں کے ڈھانچے پڑے ہوئے نظر آ رہے تھے اور کچھ بھی نہ تھا۔

”سر۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔“ اچانک کیپٹن آرنلڈ نے چونک کر کہا اور کرنل ڈیوڈ چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے دور بین آنکھوں سے ہٹا کر تیزی سے اس کی طرف منہ کر لیا۔

”کیسا خیال۔“ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”سر۔ ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ جھنڈ سے دوسری طرف جانے کی بجائے اس طرف کو نکل آئے ہوں جس طرف فرسٹ چیک پوسٹ ہے۔ آپ نے دیکھا تو ہو گا کہ ادھر سڑک کے کنارے تک مسلسل بڑی بڑی جھاڑیاں موجود ہیں اور ہم نے ساری چیکنگ جھنڈ اور اس کی دوسری طرف کی ہے۔“ کیپٹن آرنلڈ نے کہا اور کرنل ڈیوڈ چند

لمحے ایسے کیپٹن آرنلڈ کی طرف دیکھتا رہا جیسے وہ کیپٹن آرنلڈ کو دیکھنے کی بجائے کہیں دور خلاؤں میں جھانک رہا ہو۔ پھر وہ یک وقت ایک جھٹکے سے چونک پڑا۔

”اوہ اوہ واقعی۔ جلدی کرو پائلٹ۔ ہیلی کاپٹر کو موڑ کر ادھر لے چلو جلدی کرو۔“ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور پائلٹ نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کو موڑا اور چند لمحوں بعد وہ جھنڈ کی دوسری طرف موجود جھاڑیوں کو چیک کر رہے تھے۔ مگر یہاں بھی انہیں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ ہر طرف گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔

”سر۔ سر۔ وہ جیپیں۔ وہ جیپیں۔“ اچانک کیپٹن ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسی جیپیں۔ کیا بک رہے ہو تم۔“ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا۔

”سر۔ سر۔ وہاں جیپیں موجود نہیں ہیں۔ مم۔ مم میرا مطلب ہے۔ فرسٹ چیک پوسٹ پر۔ جہاں ہم انہیں چھوڑ کر آئے تھے۔ ابھی راونڈ کرتے ہوئے جیسے ہی ہیلی کاپٹر گھوما میں نے ادھر دیکھا تھا۔“ کیپٹن آرنلڈ نے کہا۔

”ہو سکتا ہے سر۔ بہاڑیوں میں موجود فوجی انہیں لے گئے ہوں۔“ میجر رالف نے کہا۔

”چلو۔ چلو ادھر لے چلو۔“ کرنل ڈیوڈ نے بے چین سے لہجے میں کہا اور پائلٹ نے تیزی سے ہیلی کاپٹر کو موڑ کر اس کا رخ فرسٹ

بات کی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
 ”ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈیوڈ چیف آف جی۔ پی۔ فائیو کالنگ اوور۔“
 کرنل ڈیوڈ نے چختے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ کیپٹن چیف بول رہا ہوں سر اوور۔“ چند لمحوں بعد
 ٹرانسمیٹر سے کیپٹن چیف کی آواز سنائی دی۔

”کیپٹن چیف۔ فرسٹ چیک پوسٹ سے تمہارے آدمی دو جیپیں
 لے آئے ہیں یا نہیں اوور۔“ کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”نو سر۔ میرے آدمی تو باہر گئے ہی نہیں ہیں۔ میجر ہیری نے مجھے
 سختی سے حکم دے رکھا ہے کہ میں اپنے آدمیوں کو باہر نہ بھیجوں اوور۔“
 دوسری طرف سے کیپٹن چیف نے کہا۔

”اوہ یو نا سنس۔ میجر ہیری مرچکا ہے اور اس کے میک اپ میں
 پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ ہیں نا سنس۔ فول۔ اوور اینڈ آل۔“
 کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر
 دیا۔

”وہ۔ وہ سڑک پر ہی گئے ہوں گے۔ ہیلی کاپٹر کو دیکھ کر وہ لازماً
 کہیں چھپ گئے ہوں گے۔ چلو ہم نے انہیں فوراً تلاش کرنا ہے چلو۔“
 کرنل ڈیوڈ نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہی چیخ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور
 وہ سب ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑے۔ چند لمحوں بعد ہیلی
 کاپٹر فضا میں بلند ہو کر پوری رفتار سے سڑک کے اوپر اڑتا ہوا اربابہ
 پہاڑیوں کی مخالف سمت میں بڑھا چلا جا رہا تھا اور کرنل ڈیوڈ ایک بار

چیک پوسٹ کی طرف کر دیا۔
 ”اوہ۔ اوہ۔ واقعی وہاں جیپیں موجود نہیں ہیں۔“ کرنل ڈیوڈ
 نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد جب ہیلی کاپٹر وہاں اتر گیا
 تو کرنل ڈیوڈ اور اس کے ساتھی تیزی سے نیچے اترے اور انہوں نے دوڑ
 کر کیبن کے گرد چکر لگایا۔ حالانکہ وہ جیپیں سڑک کے کنارے چھوڑ گئے
 تھے۔ لیکن اس کے باوجود اضطراری حالت میں انہوں نے کیبن کی
 دوسری طرف بھی چیک کیا۔ مگر وہاں واقعی جیپیں نہ تھیں۔
 ”ٹرانسمیٹر لاؤ جلدی۔“ کرنل ڈیوڈ نے چیخ کر کہا اور ایک آدمی
 دوبارہ ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑا۔

”اگر وہ سڑک پر گئی ہوتیں جناب تو ہیلی کاپٹر سے نظر آ جاتیں۔
 لازماً واپس پہاڑیوں پر ہی لے جائی گئی ہیں۔“ میجر رالف نے کہا
 اور کرنل ڈیوڈ نے سر ہلا دیا۔

”سر۔ کیبن میں میجر ہیری کی لاش موجود نہیں ہے۔“ اسی لمحے
 کیبن سے نکلتے ہوئے کیپٹن آرنلڈ نے چیخ کر کہا اور کرنل ڈیوڈ چونکا
 پڑا۔

”اب تو سہیہ بات یقینی ہے کہ فوجی جیپوں کو لے کر گئے ہیں وہ
 میجر ہیری کی لاش لے گئے ہوں گے۔“ میجر رالف نے کہا۔
 اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل ڈیوڈ اس کی بات کا کوئی جواب دیتا۔
 ہیلی کاپٹر سے ٹرانسمیٹر لا کر اس کے ہاتھ میں دے دیا گیا۔ اس پر ابھی
 تک وہی فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی۔ جس پر اس نے کیپٹن چیف سے

پھر دور بین آنکھوں سے لگائے نیچے کا جائزہ لے رہا تھا اور اس کے ساتھ
میزائل گنیں اٹھائے ہیلی کاپٹر کی کھڑکیوں میں اس طرح جے ہوئے
تھے کہ جیسے نظر آتے ہی وہ ان پر بالکل اسی طرح فائر کھول سکیں جس
طرح انہوں نے کاروں پر فائر کھولا تھا۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

تنویر کار کے ایکسیلٹر اپنا بھاری بوٹ کھول کر رکھ دینا اور پھر تیزی
سے نیچے اتر جانا۔ جب وہ ہیلی کاپٹر یہاں تک پہنچے تمہیں کار کے اندر
نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن کار اسی طرح دوڑتی رہے۔ اس کے لئے دوسرا
بوٹ شیرنگ میں پھنسا دینا..... عمران نے دونوں کاروں کے جھنڈ
سے باہر نکلتے ہی اپنے آگے والی کار تنویر کی سائیڈ پر کرتے ہوئے تیز لہجے
میں کہا اور تنویر نے سر ہلا دیا اور پھر وہ تیزی سے ایک ہاتھ سے پیر میں
موجود بوٹ کے اوپر لگے ہوئے شکرز مناتسے کھولنے لگا۔ عمران کی کار آ
گے جا چکی تھی۔ شکرز مناتسے کھلتے ہی اس نے دونوں بوٹوں سے پیر
نکالے۔ ایک کو وہیں ایکسیلٹر پر رکھ دیا جب کہ دوسرے کو اٹھا کر
شیرنگ میں پھنسا دیا اور پھر دوڑتی ہوئی کار کا دروازہ کھول کر اس نے
نیچے چھلانگ لگا دی۔ ایکسیلٹر پر موجود بھاری جوتے کے وزن سے آگے
دوڑتی چلی گئی۔ جب کہ تنویر کروٹیں بدلتا ہوا اونچے قد کی فصل میں

محفوظ ہیں۔ اس کے آدمی یقیناً تمام چیکنگ جھنڈ اور اس کی دوسری طرف موجود فصل کی طرف ہی کریں گے۔..... عمران نے کہا اور تھوڑی دیر بعد انہوں نے واقعی دو جیسوں کو سڑک پر دوڑتے ہوئے بائی روڈ کی طرف بڑھتے دیکھا۔

”وہ۔ وہ کرنل ڈیوڈ یقیناً ہیلی کاپٹر کے پاس موجود ہوگا۔ یہ اچھا موقع ہے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے کا۔..... تنویر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”احمق مت بنو۔ سڑک کے پار کھلا میدان ہے اور پھر ہیلی کاپٹر موجود ہے۔ اس لئے ہم اس میدان میں پہنچتے ہی گنوں کا نشانہ بن سکتے ہیں۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور تنویر نے ہونٹ بھیج لئے اور اسی لمحے وہ ہیلی کاپٹر کو فضا میں اٹھتے ہوئے دیکھ کر چونک پڑے۔ ہیلی کاپٹر فضا میں معلق ہو گیا تھا۔

پھر کافی دیر بعد انہیں جیسپیں واپس جاتی ہوئیں دکھائی دیں۔ وہ سب جھاڑیوں کے درمیان لیٹے ہوئے فضا میں معلق ہیلی کاپٹر کو صاف طور پر دیکھ رہے تھے۔ ہیلی کاپٹر اب واپس نیچے اتر گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جیسپیں ہیلی کاپٹر کے قریب جا کر رک گئیں اور اس میں سے آدمی نکل کر ہیلی کاپٹر کے قریب جمع ہو گئے۔ چند لمحوں بعد وہ سب دوبارہ ہیلی کاپٹر پر سوار ہوئے اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر تیزی سے دوبارہ جھنڈ کی طرف بڑھنے لگا۔ ہیلی کاپٹر ان کے سروں کے اوپر سے گزر کر جھنڈ کی طرف گیا اور پھر سیدھا آگے بڑھتا چلا گیا۔

”چلو دوڑ لگاؤ۔ اب ہم نے جیسوں کے پاس پہنچنا ہے۔ جلدی کرو۔“ عمران نے کہا اور وہ سب اٹھ کر کھڑے ہوئے اور پھر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے سڑک کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیسوں کے پاس پہنچ گئے تھے۔

”میجر، میری کی لاش اٹھا کر جیپ میں رکھو۔ اب ہم نے سیکنڈ چیک پوسٹ کی طرف جانا ہے۔ جلدی کرو۔“ عمران نے چیخ چیخ کر ہدایات دینی شروع کر دیں۔

”سیکنڈ چیک پوسٹ۔ کیا مطلب۔“ عمران کے ساتھی اس کی یہ عجیب و غریب ہدایات سن کر حیران رہ گئے۔

”جلدی کرو۔ وقت مت ضائع کرو۔ جلدی کرو۔“ عمران نے پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد دونوں جیسپیں تیزی سے اربابہ پہاڑیوں کی طرف دوڑنے لگیں۔ صفدر نے میجر، میری کی لاش عقبی سیٹ پر رکھ لی تھی۔ آگے والی جیپ عمران خود ڈرائیو کر رہا تھا۔

”سائیلنسر لگا پستول نکال لو۔ سیکنڈ چیک پوسٹ پر موجود سب کا خاتمہ ہو جانا چاہئے۔“ عمران نے اپنی والی جیپ میں موجود ساتھیوں سے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد جیسپیں سیکنڈ چیک پوسٹ پر پہنچ کر رک گئیں اور صفدر اور دوسرے ساتھی اچھل کر نیچے اترے۔ وہاں موجود فوجی انہیں دیکھ کر اٹن شن ہو رہے تھے کہ صفدر اور عمران نے سائیلنسر لگے آٹومیٹک پستل نکالے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں موجود آٹھ فوجی خون میں ڈوبے زمین پر پڑے

تڑپ رہے تھے۔

”ان کی لاشیں کیمین میں لے آؤ۔ جلدی کرو اور جیسیں بھی کیمین کے عقب میں چھپا دو“..... عمران نے کیمین کی طرف دوڑتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی تو اس کی ہدایات پر عمل کرنے میں مصروف ہو گئے جب کہ جولیا دوڑتی ہوئی اس کے ساتھ ہی کیمین کی طرف بڑھ گئی۔ کیمین خالی پڑا ہوا تھا۔ اس کے درمیان ایک لمبی سی میز رکھی ہوئی تھی جس کے دونوں اطراف میں کرسیاں موجود تھیں۔ درمیان میں ایک سرخ رنگ کا فون رکھا ہوا تھا۔ عمران نے جلدی سے جا کر فون پر اٹھایا اور اس کے نیچے لگے ہوئے ایک پیچ کو ناخن کی مدد سے کھولنا شروع کر دیا۔

”کیا کر رہے ہو“..... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”لیبارٹری بھی تو تباہ کرنی ہے۔ ہم یہاں صرف کرنل ڈیوڈ کے ساتھ آنکھ مچولی کھیلنے تو نہیں آئے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مگر لیبارٹری کا اس فون سے کیا تعلق“..... جولیا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ویسا ہی تعلق ہے جیسا تنویر اور میرے درمیان ہے تمہاری وجہ سے“..... عمران نے جواب دیا اور جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ظاہر ہے وہ اب عمران کی اس بات کا جواب کیا دیتی۔ اس کے علاوہ دوسرے ساتھی سپاہیوں کی لاشیں گھسیٹ گھسیٹ کر اندر کیمین

میں ڈال رہے تھے۔ عمران نے فون پیس کے نچلے حصے کا پیچ کھول کر اس کا ڈھکن ہٹایا اور پھر اس نے اندرونی جیب میں انگلیاں ڈال کر ایک چھوٹا سا بٹن نکالا اور اسے فون کے اندر ایک مخصوص جگہ پر رکھ کر اس نے ڈھکن واپس لگا کر پیچ کس دیا اور پھر فون کو واپس میز پر رکھ کر وہ مڑا۔

”کرنل ڈیوڈ ہیلی کا پٹر یہاں بھی پہنچ سکتا ہے۔ جیسیں وہاں نہ پا کر وہ لازماً یہاں آئے گا“..... صفدر نے عمران کے مڑتے ہی کہا۔

”اسی لئے تو میں میجر ہیری کی لاش ساتھ لے آیا تھا۔ تاکہ اس کی لاش وہاں نہ پا کر وہ یہی سمجھے کہ اربابہ پہاڑیوں پر موجود فوجی جیسیں واپس پہاڑیوں پر لے گئے ہوں گے اور ظاہر ہے وہ سپاہیوں کی لاشیں تو وہاں چھوڑ سکتے تھے۔ مگر میجر ہیری کی لاش وہاں نہ چھوڑ سکتے تھے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سے فائدہ“..... تنویر نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”اس سے فائدہ یہ ہو گا کہ کرنل ڈیوڈ خود یہاں آنے کی بجائے لازماً ٹرانسمیٹر پر کیپٹن جیف سے بات کرے گا اور جب کیپٹن جیف اسے بتائے گا کہ جیسیں اس کے آدمی نہیں لے آئے۔ تو پھر وہ یہی سمجھنے پر مجبور ہو جائے گا کہ ہم جیسیں لے کر اربابہ پہاڑیوں کی مخالف سمت میں چلے گئے ہیں اور وہ ہمیں تلاش کرنے کے لئے واپس چلا جائے گا۔ اس طرح ہمیں اس آنکھ مچولی سے نجات مل جائے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آؤ۔ اب میں تمہیں دکھاؤں کہ اسرائیل کی سب سے محفوظ اور قیمتی لیبارٹری سنیک سرکل کیسے تباہ ہوتی ہے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب اس کے پیچھے چلتے ہوئے کین میں داخل ہو گئے۔ عمران نے ٹیلی فون کارسیور اٹھایا اور تیزی سے اس کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"کیا اس کا سلسلہ لیبارٹری میں بھی ہے؟"..... صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ وہاں باقاعدہ آٹومینٹک ایکس چینج نصب ہے اور پہاڑیوں پر فوجی اڈے اور یہاں اس چمیک پوسٹ پر اسی ایکس چینج سے ہی لاسٹیں عارضی طور پر دی گئی ہیں۔ تاکہ ان سب کا رابطہ آپس میں اور لیبارٹری سے رہ جائے۔"..... عمران نے نمبر ڈائل کرتے ہوئے کہا اور وہ سب خاموش ہو گئے۔ نمبر ڈائل کر کے عمران ایک لمحے کے لئے رکا رہا۔ پھر اس نے کریڈل دبائے بغیر دوبارہ وہی نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری بار وہی نمبر ڈائل کر کے اس نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"چلو اب جیپوں میں بیٹھ جاؤ۔ ٹھیک دس منٹ بعد لیبارٹری مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اور اس کے نتیجے میں پہاڑیوں پر موجود فوج افراتفری کے عالم میں پیدل اور جیپوں میں سوار ہو کر یہاں سے شہر کی طرف فرار ہو گی اور ہم نے ان کے درمیان رہ کر شہر پہنچنا ہے۔ تاکہ کرنل ڈیوڈ ہمیں تلاش نہ کر سکے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"اوہ۔ میں اب سمجھی کہ تم نے فون پیس میں وہ بٹن کیوں ڈالا ہے تمہارا مطلب یہ ہے کہ وہ اگر فون پر بات کرے تو یہاں اس کا فون اسٹنڈ نہ ہو سکے۔"..... جولیا نے بیک وقت بات کرتے ہوئے کہا۔

"فرسٹ چمیک پوسٹ پر تو فون ہی نہیں ہے۔ وہ کہاں سے فون کرے گا؟"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا چونک پڑی۔

"اوہ ہاں۔ مگر پھر تم نے فون پیس میں کیوں یہ بٹن ڈالا ہے۔ اس سے کیا ہو گا؟"..... جولیا نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"تھوڑی دیر مزید رک جاؤ۔ پھر میں بتاتا ہوں۔"..... عمران نے کہا اور قدم بڑھاتا وہ کین سے باہر آ گیا۔ ظاہر ہے باقی ساتھی بھی اس کے ساتھ ہی باہر آ گئے۔

"نعمانی۔ تم اس کین کی چھت پر چڑھ کر دیکھو۔ وہاں سے لارٹا تمہیں بلندی پر اڑتا ہوا ہیلی کاپٹر نظر آ جائے گا۔"..... عمران نے مڑ کر نعمانی سے کہا اور نعمانی سر ہلاتا ہوا کین کی طرف بڑھ گیا۔ پھر اس کے دروازے کی مدد سے وہ چند لمحوں کی کوشش کے بعد کین کی چھت پر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔

"ہیلی کاپٹر واپس جا رہا ہے۔ اربابہ پہاڑیوں کی مخالف سمت ہیں۔" دس منٹ بعد کین کی چھت پر سے نعمانی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

"او۔ کے۔ اب نیچے اتر آؤ۔"..... عمران نے کہا اور واپس کین کی طرف مڑ گیا۔

جو اگر واقعی مکمل ہو جاتی تو پورے عالم اسلام کے لئے یقینی خطرے کا موجب بن جاتی۔ اس لئے میں نے اپنے دماغ کی ساری بیٹیوں کو بیک وقت چارج کیا اور آخر کار اللہ تعالیٰ نے میرے ذہن میں ایک ایسی ترکیب ڈال دی جس سے اس ناقابل تسخیر لیبارٹری کو اس طرح تباہ کیا جاسکتا تھا۔ میں نے ڈاکٹر وائٹم اور اس کے ساتھی سائنسدانوں کو ہلاک کر دیا۔ کیونکہ اس ایکس چینج کی ایک لائن کا تعلق ماسٹر کمپیوٹر سے تھا۔ اس لائن کے ذریعے ڈاکٹر وائٹم ماسٹر کمپیوٹر کو ضروری ہدایات دیا کرتا تھا۔ لیکن یہ ہدایات ڈائریکٹ دی جاتی تھیں۔ مطلب ہے کہ رسیور ہٹایا اور بٹن دبایا اور کوڈ ہدایتیں دے دیں اور بس۔ مگر میں نے اس ایکس چینج میں تبدیلی کر کے ماسٹر کمپیوٹر کو حرکت میں لانے کا سسٹم براہ راست جانے والی لائن کی بجائے مخصوص نمبروں سے ملا دیا اور پھر ایکس چینج بند کر دی یہاں جو بٹن میں نے فون پیس میں ڈالا تھا وہ بے پناہ پاور پیدا کرنے والا الیکٹرونک بٹن تھا۔ اسے میں نے لیبارٹری سے ہی حاصل کیا تھا میرا مقصد اس کی مدد سے فون کی لائن میں موجود پاور کی طاقت کو اس قدر بڑھا دینا تھا کہ ماسٹر کمپیوٹر کا نظام تیز ترین ہو جائے۔ ماسٹر کمپیوٹر تک پہنچنے والی پاور کو ایک مخصوص حد تک محدود کر دیا جاتا ہے۔ اگر یہ پاور بیک وقت بہت تیز ہو جائے تو ماسٹر کمپیوٹر کا پورا نظام اسی قدر تیز ہو جاتا ہے۔ چنانچہ وہی ہوا۔ میں نے ماسٹر کمپیوٹر کا مخصوص نمبر ڈائل کیا۔ اس بٹن کی وجہ سے وہاں تک پہنچنے والی پاور دگنی ہو گئی۔ پھر کریڈل دبا کر میں نے جب دوبارہ

اور کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور چند لمحوں بعد وہ سب کیبن کے عقب میں موجود جیسوں پر سوار ہو گئے پھر واقعی دس منٹ گزرتے ہی دور سے انتہائی خوفناک دھماکوں کی آوازیں سنائی دیں۔ یہ دھماکے اس قدر شدید اور خوفناک تھے کہ انہیں یہاں بیٹھے یوں محسوس ہوا تھا جیسے یہ دھماکے عین ان کے سروں پر ہو رہے ہوں۔ دھماکے مسلسل جاری تھے اور زور دار گڑگڑاہٹ کی آوازوں سے یہاں تک کی زمین بھی اس طرح ہل رہی تھی جیسے زلزلہ آ رہا ہو۔

"یہ۔ یہ کیسے کر لیا تم نے۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ"..... جو لیانا نے حیران ہو کر پوچھا۔

"یہ لیبارٹری اس طرح بنائی گئی تھی کہ اس کے اصل حصے میں ڈاکٹر وائٹم بھی داخل نہ ہو سکتا تھا اور نہ ہی وہ حصہ کسی طرح تباہ کیا جاسکتا تھا اور نہ کھل سکتا تھا۔ اسے مکمل طور پر ریڈ بلاک تعمیرات کے ذریعے محفوظ کر دیا گیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ بیرونی حصے کو ڈائنامیٹ سے اڑایا جاسکتا تھا۔ لیکن اس سے کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ لیبارٹری ویسے ہی محفوظ رہتی لیبارٹری میں تمام ریسرچ خود کار مشینری اور سپر کمپیوٹر کی مدد سے کی جاتی تھی۔ جس کی صرف باہر موجود مشینوں سے سہولتیں طور پر رہنمائی کی جاسکتی تھی۔ ڈاکٹر وائٹم کے ساتھ میں نے پوری لیبارٹری کے سسٹم کو سمجھ لیا تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ لیبارٹری واقعی اس انداز میں بنائی گئی ہے کہ اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اس میں سنگل ڈراپ نامی ایسی لہجہ کی جارہی تھی

نمبر ڈائل کیا تو یہ پاور چار گنا ہو گئی اور اس سے ماسٹر کمپیوٹر کا تمام نظام چار گنا تیز ہو گیا اور اس نے وہاں موجود تمام مشینوں کو چار گنا تیز کام کرنے کی ہدایات جاری کرنی شروع کر دی ہوں گی۔ سنگل ڈراپ کے متعلق ڈاکٹر وائٹ سے میں نے بنیادی تفصیل حاصل کر لی تھی۔ اس کا بنیادی مادہ الٹام نامی ایک دھات سے نکالا گیا تھا۔ جس کا خاصا بڑا سٹور لیبارٹری کے اندر پہلے سے موجود تھا اور کمپیوٹر سے منسلک ایک مشین ایک مخصوص مقدار تک اسے سٹور سے نکالنے اور اس پر تجربات کرنے کے لئے مخصوص تھی۔ اس مشین کو جب ماسٹر کمپیوٹر سے چار گنا تیز ہدایات جاری ہوئیں تو اس نے اپنی مخصوص مقدار سے چار گنا زیادہ مقدار میں وہ مادہ نکالنا شروع کر دیا اور اسی رفتار سے یہ مادہ باہر نکلتا رہا ہوگا۔ میں نے دس منٹ کا وقت اس لئے دیا تھا کہ مجھے معلوم تھا کہ یہ مادہ جب کافی زیادہ مقدار میں باہر آئے گا تو پھر اس کی حدت لامحالہ بڑھے گی اور ایک مخصوص حد تک آنے کے بعد اس مادہ نے پھٹ جانا تھا۔ اس کے اندر اس قدر طاقت ہوتی ہے کہ شاید ہزاروں ڈائنامیٹ سکس مل کر بھی اتنی طاقتور نہ ہوں گی اور بیجہ تمہارے سامنے ہے۔ ناقابل تسخیر لیبارٹری تسخیر ہو چکی ہے حالانکہ اسرائیل نے اسے ہر صورت میں ناقابل تسخیر بنا رکھا تھا۔ ان کا سارا حفاظتی نظام ختم ہو گیا ہے اور یہ زخم یقیناً اسرائیل اور پوری دنیا کے یہودیوں کے دلوں سے سالوں مند مل نہ ہوگا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے اپنی کارکردگی کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور وہ سب

حیرت سے آنکھیں پھاڑے عمران کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان کی بجائے کوئی مافوق الفطرت چیز ہو۔
 "تم انسان نہیں ہو۔ قطعی نہیں ہو۔ بلکہ مکمل شیطان ہو۔" تنویر نے یک لخت بے اختیار ہوتے ہوئے کہا۔
 "میرے سینگ ہیں"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "سینگ۔ نہیں تو۔ کیا مطلب"..... تنویر نے حیران ہو کر پوچھا اور باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔
 "تو پھر میں شیطان کیسے ہو گیا۔ سنا ہے شیطان کے تو سینگ ہوتے ہیں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "شیطان ہی دنیا میں سب سے بڑا تخریب کار ہے۔ سب کچھ تباہ کر کے رکھ دیتا ہے اور تمہارا دماغ بھی تخریب کاری میں خوب چلتا ہے۔ اس لئے میں نے تمہیں شیطان کہا ہے"..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا اور سارے ساتھی اس کی اس توجیہ پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔
 "تمہارے سر پر سینگ ہیں"..... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔
 "تمہارے کہنے کے مطابق میرے سینگ نہیں ہیں۔ میں شیطان نہیں ہوں"..... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ شاید عمران کے جھلاہٹ بھرے لہجے سے لطف لے رہا تھا۔
 "گوہے کے سر پر بھی سینگ نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے ناں"۔ عمران

نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور اس بار سب ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار اس قدر زوردار قہقہہ نکلا کہ فضا گونج اٹھی اور تنویر بے چارہ بے اختیار کھسیانا سا ہو کر رہ گیا۔

اسی لمحے انہیں کعبین کی دوسری طرف سے جیپوں کا شور اور آدمیوں کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب چونک کر ادھر متوجہ ہو گئے۔ شور لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ عمران تیزی سے کعبین کی سائیڈ کی طرف بڑھا اور اس نے جھانک کر سڑک کی طرف دیکھا۔ تو فوجی جیپیں دوڑتی ہوئیں شہر کی طرف جا رہی تھیں اسکے ساتھ بے شمار فوجی بھی دوڑتے ہوئے آرہے تھے۔

”چلو۔ جیپیں سٹارٹ کرو۔ اب ہم نے اس قافلے میں شامل ہونا ہے۔ جلدی کرو“..... عمران نے واپس مڑتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد دونوں جیپیں تیزی سے کعبین کی سائیڈ سے نکلیں اور سڑک پر دوڑنی ہوئی جیپوں میں شامل ہو گئیں۔ اس وقت ان فوجیوں پر ایسی دہشت طاری تھی کہ انہوں نے ان دونوں جیپوں کی طرف توجہ تک نہ کی تھی۔

پریذیڈنٹ ہاؤس کے خصوصی میٹنگ روم میں اس وقت اسرائیل کے تمام اعلیٰ ترین حکام جمع تھے۔ کرنل ڈیوڈان میں شامل تھا۔ لیکن اس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ میٹنگ روم پر موت کا سا سکوت طاری تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے یہ سب اعلیٰ ترین حکام کسی بہت بڑی شخصیت کو دفنانے کے لئے یہاں اکٹھے ہوئے ہوں۔ سامنے رکھی ہوئی دو کرسیاں خالی تھیں۔ چند لمحوں بعد سائیڈ کا دروازہ کھلا اور صدر مملکت اور ان کے پیچھے وزیراعظم آہستہ آہستہ چلتے ہوئے میٹنگ روم میں داخل ہوئے۔ ان کے استقبال کے لئے میٹنگ روم میں موجود تمام افراد اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ صدر اور وزیراعظم دونوں کے چہرے اترے ہوئے تھے۔

”بیٹھ جائیں“..... صدر نے آہستہ سے کہا اور خود بھی وہ اپنی کرسی پر بیٹھ گئے۔ دوسری کرسی پر وزیراعظم بیٹھ گئے۔

Scanned and Uploaded By Nadeem

”سروائن۔ آپ ہمیں بتائیں کہ سنیک سرکل کی تباہی سے اسرائیل کو کتنا نقصان اٹھانا پڑا ہے“..... صدر مملکت نے ہونر چبائے ہوئے ایک سفید بالوں والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جواب۔ اس کا صحیح اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا۔ یوں سمجھیے کہ اگر پورے اسرائیل کو تباہ کر دیا جائے۔ تو اتنا مالی نقصان نہ ہو گا جتنا اس لیبارٹری کی تباہی سے ہوا ہے۔ اسرائیل تو کیا پوری دنیا کے یہودیوں نے اس لیبارٹری کی تعمیر اور اس میں ہونے والی مخصوص ریسرچ پر رقم لگائی تھی۔ مقصد صرف اتنا تھا کہ اس لہجہ کے بعد پوری دنیا پر یہودیوں کی حکومت قائم ہو جائے گی اور حقیقی سنیک سرکل وجود میں آجائے گا۔ لیکن اس کی تباہی سے یوں سمجھیے کہ نہ صرف سنیک سرکل کے اس خواب کو تباہ کر دیا ہے بلکہ پوری دنیا کے یہودیوں کو بھی ذہنی اور معاشی طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ کاش ایسا نہ ہوتا۔ کاش“..... اس بوڑھے نے انتہائی افسردہ اور مایوسانہ لہجے میں کہا اور پھر اس طرح کرسی پر بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم سے روح نکل گئی ہو۔

”ڈاکٹر شینلے۔ آپ نے ڈاکٹر وائٹ کے ساتھ مل کر نہ صرف لیبارٹری کی تعمیر کرائی تھی بلکہ آپ اس پروجیکٹ کے ایک لحاظ سے نگران اعلیٰ بھی تھے اور آپ کی رپورٹ حکومت کے پاس موجود ہے کہ سنیک سرکل لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے اب آپ نے اس کی تحقیقات بھی کی ہیں۔ آپ بتائیں کہ یہ کیسے تباہ ہوئی ہے“..... صدر مملکت

نے اس بار انتہائی تلخ لہجے میں ایک دوسرے سفید بالوں والے دبلے پتلے بوڑھے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سر۔ یہ واقعی ناقابل تسخیر تھی۔ قطعی ناقابل تسخیر۔ اسے کسی طرح بھی تسخیر نہ کیا جاسکتا تھا۔ کسی طرح بھی۔ حتیٰ کہ اگر اس لیبارٹری پر باہر سے ایٹم بم بھی مارے جاتے تب بھی تباہی تو ایک طرف۔ اس کو معمولی سا نقصان بھی نہ پہنچ سکتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ تباہ ہو چکی ہے۔ مکمل طور پر تباہ اور نہ صرف لیبارٹری بلکہ اربابہ پہاڑیاں بھی تباہ ہو چکی ہیں۔ نہ صرف لیبارٹری میں موجود سائنسدان بلکہ پہاڑیوں پر موجود بے شمار فوجی بھی اس تباہی کی زد میں آکر ہلاک ہو گئے ہیں۔ میں نے ماہرین کی ایک ٹیم کے ساتھ اس کی تباہی کی مکمل تحقیقات کی ہیں اور سائنسدان اور ماہرین تعمیرات اس نیچے پر پہنچے ہیں کہ یہ لیبارٹری کسی دشمن نے تباہ نہیں کی بلکہ یہ لیبارٹری اندر موجود مشینری کے فنی نقص کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے۔ تحقیقات کے مطابق یہ تباہی سنگل ڈراپ میں استعمال ہونے والے بنیادی مادے الٹام کی وجہ سے ہوئی ہے۔ اس مادے کا خاصا بڑا سٹور لیبارٹری میں موجود تھا۔ جسے ایک ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کرتا تھا۔ تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر میں کسی نامعلوم نقص کی وجہ سے ماسٹر کمپیوٹر کی مخصوص پاور میں کئی گنا اضافہ ہو گیا اور اس تیزی کی وجہ سے محدود مقدار میں باہر آنے والے الٹام مادہ کی برآمد میں بھی تیزی پیدا ہو گئی۔ یہ مادہ بے پناہ حدت پیدا کرتا ہے۔ جس جگہ

اسے سٹور کیا گیا ہے۔ وہاں مخصوص سائنسی انتظامات تھے۔ اس لئے وہاں موجود مادہ میں حدت پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ مگر جب یہ مادہ زیادہ مقدار میں باہر آیا اور اس کی کھپت اتنی تیزی سے نہ ہو سکی تو وہ باہر بغیر کسی حفاظتی اقدام کے اکٹھا ہونا شروع ہو گیا۔ جب یہ کافی مقدار میں باہر آ گیا تو اس میں موجود حدت اتنی بڑھ گئی کہ یہ پھٹ گیا۔ اس کے پھٹنے کے نتیجے میں لیبارٹری کی مشینیں تباہ ہو گئیں اور اس طرح اس مادے کے سٹور میں کئے جانے والے تمام سائنسی حفاظتی اقدامات بھی ختم ہو گئے جس کے نتیجے میں سٹور میں موجود اس انتہائی خطرناک مادے کی تمام مقدار پھٹ گئی اور یہ ساری تباہی اس مادے کے پھٹنے سے ہوئی ہے۔ اس مادے کی طاقت کا اندازہ آپ اس طرح لگا سکتے ہیں کہ جیسے بیک وقت کئی ایٹم بم یا ہائیڈروجن بم پھٹ پڑتے ہیں۔ ایسا ایٹم بم جن میں تابکاری تو نہ ہو لیکن تباہی کی طاقت زیادہ ہو۔ اس طرح یہ ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر لیبارٹری نہ صرف مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔ بلکہ اس میں موجود ہمارے انتہائی اعلیٰ دماغ سائنسدان بھی ہلاک ہو گئے اور لیبارٹری کے ساتھ ساتھ کے علاقے میں موجود دارماہ پہاڑیاں بھی تباہی کا شکار ہوئیں جس کی وجہ سے سینکڑوں فوجی بھی مارے گئے۔ ڈاکٹر شینلے نے کھڑے ہو کر اپنی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی رپورٹ ایسی تھی کہ صدر مملکت اور وزیراعظم کے علاوہ وہاں موجود ہر شخص حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگا۔

”لیکن ہمیں تو رپورٹ ملی ہے کہ اس لیبارٹری کو پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تباہ کیا ہے۔“..... صدر مملکت نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں سر۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ رپورٹ صرف وہ لوگ دے سکتے ہیں۔ جو اس لیبارٹری کی ساخت کے بارے میں نہ جانتے ہوں۔ میں مزید وضاحت کر دوں کہ اس لیبارٹری کے دو حصے تھے۔ ایک حصہ وہ تھا جس میں عام مشینوں اور خوراک کے سٹور تھے اور اس کے ساتھ وہاں کام کرنے والے سائنسدانوں کی رہائش گاہیں اور ان کے دفاتر اور آپریشن ہال تھا۔ میں یہ تو تسلیم کر سکتا ہوں کہ اس حصے کے اندر دشمن ایجنٹ داخل ہو سکتے ہیں۔ لیکن اصل لیبارٹری اس حصے کے درمیان بنائی گئی تھی جسے ریڈ بلاکس کے ذریعے اس طرح تعمیر کیا گیا تھا کہ یہ ہر طرف سے مکمل طور پر بند ہو گئی تھی۔ اس کے اندر آٹو میٹک مشینری کام کرتی تھی۔ جسے ایک جدید ترین ماسٹر کمپیوٹر کنٹرول کرتا تھا۔ ایسا ماسٹر کمپیوٹر جو اپنے میں پیدا ہونے والے ہر قسم کے نقائص کو بھی خود دور کر سکتا تھا اور انہیں مادے کا سٹور اس کے بھی درمیان میں تھا۔ اس حصے کو جسے ہم تکنیکی زبان میں سنٹیک سرکل لیبارٹری کہتے ہیں باہر سے کسی صورت بھی تباہ نہیں کیا جاسکتا تھا۔ تباہ کرنا تو ایک طرف اس کے اندر بیرونی ہوا تک داخل نہ ہو سکتی تھی۔ اس لئے یہ کہنا کہ اس اصل لیبارٹری کو کسی دشمن ایجنٹ نے تباہ کیا ہے۔ قطعی غلط ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔“ ڈاکٹر شینلے

نے انتہائی بااعتماد لہجے میں کہا۔

”لیکن ڈاکٹر شینلے ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر میں کسی فنی نقص کی وجہ سے گڑبڑ ہوئی اور اس طرح یہ تباہی واقع ہو گئی۔“

جب کہ اب آپ فرما رہے ہیں کہ ماسٹر کمپیوٹر اپنے اندر پیدا ہونے والے تمام نقائص کو خود دور کر سکتا تھا۔ پھر اس نے اس نقص کو کیوں دور نہ کیا۔ جس کی وجہ سے سب کچھ ہی تباہ ہو گیا۔..... اس بار وزیراعظم نے ڈاکٹر شینلے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس پوائنٹ پر ہم نے تفصیلی تحقیقات کی ہے۔ کیونکہ یہ بنیادی پوائنٹ ہے۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر کو سائنسدان جو ضروری احکامات دیتے تھے وہ ایک براہ راست فون لائن سے دیئے جاتے تھے اور فون لائن کو بیٹری سے چلایا جاتا ہے۔ جس کی پاور محدود ہوتی ہے۔ جب کہ ماسٹر کمپیوٹر کو زندہ رکھنے کے لئے اٹیمک بیٹری سے کام لیا جاتا تھا۔ جو اصل لیبارٹری کے اندر موجود تھی۔ لیکن کارکردگی میں تیزی اور کمی فون لائن میں موجود پاور سے ممکن ہو سکتی تھی۔ ماسٹر کمپیوٹر کے اندر کوئی نقص پڑ جاتا تو ماسٹر کمپیوٹر اسے از خود دور کر سکتا تھا۔ لیکن تحقیقات کے بعد یہ معلوم ہوا ہے کہ ماسٹر کمپیوٹر میں کوئی نقص نہیں پڑا۔ بلکہ وہ فون لائن جس سے اس کا رابطہ سائنسدانوں سے تھا۔ اس لائن کا تعلق ایک ایکس چینج سے تھا اور ایکس چینج میں نقص پڑا۔ جس کی وجہ سے ماسٹر کمپیوٹر کو جانے والی پاور میں یک لخت اضافہ ہو گیا اور اس طرح اس کی کارکردگی یک لخت

تیز ہو گئی اور اس کارکردگی کی وجہ سے الٹام مادہ جتنی مقدار میں نکلتا رہتا تھا۔ اس سے چار یا پانچ گنا زیادہ نکلنے لگا۔ اب ظاہر ہے اسے کھانے والی مشین تو ایک مخصوص مقدار کی حد تک ہی اسے کھپا سکتی تھی۔ زیادہ مقدار میں اسے نہ کھپا سکتی تھی۔ چنانچہ باقی مادہ اکٹھا ہو کر مدت کی وجہ سے پھٹ گیا۔ اس کے پھٹنے سے مشینیں تباہ ہوئیں اور مشینیں تباہ ہونے کی وجہ سے مادے کے سٹور کے حفاظتی انتظامات پیکار ہو گئے اور نتیجہ یہ نکلا کہ سٹور میں موجود مادہ میں حدت پیدا ہوئی اور وہ سارا پھٹ گیا اور اس سے یہ تباہی واقع ہوئی۔..... ڈاکٹر شینلے نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن ایکس چینج میں ایسا کوئی سسٹم نہ تھا کہ وہاں پیدا ہونے والی خرابی کا وہاں موجود سائنسدانوں کو بروقت سہ چل جاتا اور وہ اسے ٹھیک کر لیتے۔..... صدر مملکت نے پوچھا۔

”ایسا انتظام موجود تھا اور یقیناً ایکس چینج نے خرابی کی اطلاع بھی دی ہو گئی۔ لیکن اب یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہاں موجود سائنسدانوں نے یا تو اس اطلاع پر غفلت کا مظاہرہ کیا یا پھر وہ اس خرابی کو فوری طور پر دور نہ کر سکے۔ ویسے لیبارٹری کے سربراہ سائنسدان ڈاکٹر وائٹم کی لاش ایکس چینج روم میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسے ٹھیک کرنے میں مصروف تھے۔ لیکن بروقت نہ کر سکے اور لیبارٹری تباہ ہو گئی۔..... ڈاکٹر شینلے نے جواب دیتے ہوئے کہا

”لیکن جی۔ پی۔ فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ نے جو رپورٹ دی ہے

لئے ان دونوں کی اصلیت کھل گئی اور یہ دونوں پکڑے گئے لیکن انہیں میجر ہیری نے اپنی تحویل میں لے لیا اور انہیں وہ لیبارٹری میں لے گئے۔ پھر کرنل شیفرڈ کو بتایا گیا کہ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر وائٹم اور میجر ہیری نے ان پاکیشیائی ہجتنوں سے معاہدہ کیا ہے کہ پوری پاکیشیا سیکرٹ سروس وہاں اربابہ پہاڑیوں میں ان کی مہمان رہے گی جب کہ ان کے ساتھ کوئی سائنسدان ڈاکٹر ارسلان لیبارٹری کے اندر ڈاکٹر وائٹم کے ساتھ مل کر کسی نئی ایجاد پر ریسرچ کرے گا اور اس معاہدے کو حکومت سے بھی چھپایا گیا اور کرنل شیفرڈ سے بھی ڈاکٹر وائٹم اور میجر ہیری نے خود کہا کہ وہ اسے حکومت پر ظاہر نہ کرے لیکن کرنل شیفرڈ نے انکار کر دیا۔ وہ چونکہ وہاں وزٹ پر گئے تھے۔ اس لئے واپس آکر انہوں نے جناب پرائم منسٹر اور جناب صدر صاحب سے رابطہ قائم کرنے کی کوششیں کیں۔ تاکہ انہیں اس بارے میں بتایا جاسکے۔ مگر آپ دونوں کی بے پناہ مصروفیات کی وجہ سے ایسا رابطہ نہ ہو سکا۔ تو انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور مجھے تفصیلات بتائیں۔ میں نے فوری طور پر صدر مملکت کو یہ تفصیلات بتائیں تو صدر مملکت نے مجھے اربابہ پہاڑیوں کا چارج دے کر وہاں پاکیشیائی ہجتنوں کے فوری خاتمے کا حکم دیا۔ میں جب اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچا تو پہلی چیک پوسٹ پر میں نے میجر ہیری کی لاش کیمین میں پڑی دیکھی۔ اس کے ساتھ تین فوجیوں کی لاشیں بھی تھیں۔ میں دوسری چیک پوسٹ پر پہنچا تو وہاں موجود کیپٹن آرنلڈ نے بتایا کہ میجر ہیری اور ڈاکٹر وائٹم

اس کے مطابق تو یہ تباہی پاکیشیا سیکرٹ سروس والوں نے کی ہے۔ صدر مملکت نے کہا

”کیا کرنل ڈیوڈ اپنی رپورٹ کی وضاحت فرمائیں گے“..... ڈاکٹر شیپلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈیوڈ۔ آپ بتائیں“..... صدر نے کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سر۔ یہ بات تو طے شدہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جو پہلے سپیشل سیل کے خاتمے کے لئے اسرائیل آئی تھی۔ سپیشل سیل کے خاتمے کے بعد اس نے اپنا ٹارگٹ سنیک سرکل لیبارٹری کو بنالیا تھا۔ جس کے لئے آپ نے اعلیٰ سطحی میٹنگ میں اسرائیلی سیکرٹ سروس کے چیف میجر ہیری کو وہاں لیبارٹری کی حفاظت کے لئے تعینات کیا تھا اور جی۔ پی۔ فائیو کے ذمے پاکیشیائی ہجتنوں کو لیبارٹری پہنچنے سے پہلے ٹریس کرنا اور ان کا خاتمہ کرنا تھا۔ جی۔ پی۔ فائیو انہیں تلاش کرتی رہی۔ ایک جگہ سخت مقابلہ بھی ہوا۔ جس میں جی۔ پی۔ فائیو کا نمبر ٹو چیف میجر ٹاڈ اور جی۔ پی۔ فائیو کے آٹھ افراد ہلاک ہو گئے۔ مگر یہ پاکیشیائی ہجتن بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کرنل شیفرڈ نے مجھے میرے ہیڈ کوارٹر میں آکر رپورٹ دی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دو ارکان کرنل شیفرڈ اور اس کی سیکرٹری کیپٹن ایلسیا کے روپ میں اربابہ پہاڑیوں پر پہنچے مگر چونکہ کرنل شیفرڈ اپنی سیکرٹری کے ساتھ وہاں پہلے سے وزٹ کے لئے موجود تھے۔ اس

اس نے اندر داخل ہو کر وہاں ریموٹ کنٹرول ڈائنامیٹ لگا دیا ہو اور پھر باہر سے اسے فائر کر کے لیبارٹری کو اڑا دیا ہو۔ لیکن اب ڈاکٹر شینلے کی تحقیقاتی رپورٹ کے بعد تو یہی محسوس ہوتا ہے کہ وہ اندر داخل ہوئے۔ لیکن پھر اسے ناقابل تسخیر سمجھ کر ناکام ہو کر واپس چلے گئے۔ کرنل ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو۔ تو اس کا مطلب ہے کہ یہ بات طے کر لی جائے کہ لیبارٹری فنی نقص کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے“..... صدر مملکت نے کہا۔

”یس سر۔ دوسری کوئی صورت ہی نہیں ہے۔“ ڈاکٹر شینلے نے حتمی لہجے میں کہا۔

”سوچ لیں۔ آپ کی اس بات سے ہمیں یہ اطمینان ہو جاتا ہے کہ اس قدر عظیم تباہی دشمنوں کے ہاتھوں نہیں ہوئی۔“ صدر مملکت نے کہا۔

”میں مکمل اعتماد سے کہہ سکتا ہوں سر“..... ڈاکٹر شینلے نے کہا اور جب وزیراعظم اور میٹنگ میں شریک دوسرے افراد نے بھی اس کی تائید کر دی تو صدر مملکت کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے۔

”او۔ کے۔ گو لیبارٹری کی تباہی سے اسرائیل اور دنیا بھر کے یہودیوں کو بے پناہ مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے اور سنیک سرکل کا خواب بھی طویل عرصے تک شرمندہ تعبیر ہونے سے رہ گیا ہے۔ لیکن اس کے

پاکیشیائی بمبجٹوں کو بے ہوش کر کے دو جیپوں میں لے کر دو گھنٹے پہلے لیبارٹری کی طرف گئے ہیں۔ چونکہ میں میجر ہیری کی لاش دیکھ چکا تھا۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ میجر ہیری کے روپ میں پاکیشیائی بمبجٹ اندر پہنچ گئے ہیں۔ کیپٹن آرنلڈ چونکہ اس ٹیم میں شامل رہا ہے۔ جس نے لیبارٹری تعمیر کی تھی۔ اس لئے اس نے مجھے ایک ایسے راستے کے متعلق بتایا جسے اب بند کیا جا چکا ہے۔ لیکن اسے کھول کر لیبارٹری کے اس حصے میں جہاں سٹور اور سائنسدان رہتے ہیں پہنچا جاسکتا ہے۔ ہیلی کاپٹر براہ راست وہاں پہنچا وہاں میں نے راستہ کھولنے کے لئے دھماکے کا بندوبست کیا تو مجھے خطرہ لاحق ہوا کہ دھماکے کی آواز سن کر کہیں پہاڑیوں میں موجود فوجی ہمیں دشمن سمجھ کر ہم پر نہ چڑھ دوڑیں چٹانچہ میں نے ٹرانسمیٹر پر وہاں کے انچارج کیپٹن جیف سے بات کی تو اس نے مجھے بتایا کہ تھوڑی دیر پہلے میجر ہیری اپنے تمام ساتھیوں سمیت انہی دو جیپوں میں سوار ہو کر اربابہ پہاڑیوں سے باہر جا چکا ہے جس پر میں سمجھ گیا کہ یہ یقیناً پاکیشیائی بمبجٹ ہوں گے۔ جو لیبارٹری کو تباہ نہ کر سکے۔ یا پھر میری وہاں آمد کا علم ہو جانے پر واپس فرار ہوئے ہیں۔ چٹانچہ میں ہیلی کاپٹر واپس باہر آیا۔ وہاں میں نے انہیں تلاش کیا تو پتہ چلا کہ وہ جیپوں پر سوار ہو کر شہر کی طرف نکل گئے ہیں ان کی تلاش میں شہر کی طرف آگیا۔ تو اس دوران خوفناک دھماکے ہوئے اور پتہ چلا کہ لیبارٹری اور پہاڑیاں تباہ ہو گئی ہیں۔ اس سے مجھے خیال آیا کہ یقیناً یہ کام اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہی ہو سکتا ہے

کے بعد سیکرٹ سروس کا دوسرا چیف ٹام ہلاک ہوا۔ پھر میجر ہمیری ہلاک ہو گیا۔ سیکرٹری آف سٹیٹ ہلاک کر دیئے گئے اور بھی بے شمار نقصانات ہوئے۔ اس لئے انہیں کسی صورت بھی بچ کر نہ جانا چاہئے۔
صدر مملکت نے کہا۔

”یس سر۔ ایسا ہی ہوگا“..... کرنل ڈیوڈ نے انتہائی اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”سر۔ کیوں نہ سپیشل سیل کو دوبارہ قائم کر دیا جائے۔“
وزیراعظم نے صدر مملکت سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اب اس کا کیا فائدہ۔ سپیشل سیل ختم کرنے سے پاکیشیا کے دشمن ملک کے ساتھ ہماری تمام پلاننگ ختم ہو گئی اور وہاں پاکیشیا میں ہمارے ایجنٹ پکڑے جانے سے بھی ہمارا تمام پلان ختم ہو گیا“
..... صدر مملکت نے کہا۔

”ایسا دوبارہ بھی تو ہو سکتا ہے“..... وزیراعظم نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

”او۔ کے۔ آپ اس بارے میں تفصیلی رپورٹ تیار کریں۔ پھر اس بارے میں حتمی فیصلہ کر لیا جائے گا“..... صدر مملکت نے بات کو ٹالنے کے سے انداز میں کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ کوئی مزید بات ہوتی۔ ان کے سامنے میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی مٹر نم گھنٹی بج اٹھی۔

”اوہ۔ کوئی امیر جنسی“..... صدر مملکت نے بری طرح چونکتے

باوجود مجھے یہ اطمینان ہے کہ ہمیں یہ زبردست چوٹ کسی دشمن نے نہیں لگائی“..... صدر مملکت نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور میٹنگ میں موجود شرکا کے چہروں پر بھی اطمینان اور مسرت کی پرچھائیاں رقص کرنے لگیں شاید ان سب کو لیبارٹری کی تباہی سے زیادہ غم اس بات کا تھا کہ یہ تباہی عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں ہوئی ہے اور اب جب کہ یہ بات سامنے آئی کہ ایسا عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں نہیں ہوا۔ بلکہ ایسا فنی نقص کی وجہ سے ہوا ہے اور عمران اور اس کے ساتھی لیبارٹری کے اندر پہنچ جانے کے باوجود ناکام ہو گئے ہیں۔ تو ان سب کے چہروں پر گہرے اطمینان کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”کرنل ڈیوڈ۔ اب آپ یہ رپورٹ دیں کہ عمران اور اس کے ساتھی لیبارٹری سے نکلنے کے بعد کہاں گئے ہیں“..... صدر مملکت نے ایک بار پھر کرنل ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”سر۔ جی۔ پی۔ فائیو انہیں پورے اسرائیل میں انتہائی سرگرمی سے تلاش کر رہی ہے۔ ہم نے سرحدوں کو مکمل طور پر بند کر دیا ہے تاکہ یہ لوگ کسی صورت میں بچ کر نہ نکل سکیں“..... کرنل ڈیوڈ نے کھڑے ہو کر کہا۔

”انہیں اس بار بچ کر نہ جانا چاہئے۔ گو وہ لیبارٹری کو تباہ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے اسرائیل کو کافی نقصان پہنچایا ہے۔ جم مارکر جیسا ذہین اور تیز چیف ختم ہوا ہے۔ اس

ہوئے کہا اور جلدی سے رسیور اٹھا لیا۔

”یس.....“ صدر مملکت نے ہونٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

”سر۔ کوئی صاحب جو اپنا نام پرنس آف ڈھمپ بتاتے ہیں۔ آپ

سے فوری طور پر بات کرنے پر مصر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر ان کی

صدر مملکت سے فوری بات نہ کرائی گئی۔ تو اسرائیل کو نقصان پہنچا

سکتا ہے جس کی کبھی تلافی ہی ممکن نہ ہو سکے“..... دوسری طرف

سے ان کے پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”پرنس آف ڈھمپ“..... صدر مملکت نے بری طرح اچھلنے

ہوئے کہا اور ان کے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہی وزیراعظم اور کرنل ڈیلا

بھی اپنی اپنی کرسیوں پر اچھل پڑے۔ کیونکہ صدر کے ساتھ ساتھ وہ

دونوں بھی جانتے تھے کہ پرنس آف ڈھمپ عمران کا کوڈ نام ہے۔

”بات کراؤ“..... صدر مملکت نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد

کہا اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پر پریس

کر دیا۔ فون پیس میں موجود لاؤڈر آن ہو گیا تھا۔

”ہیلو جناب صدر صاحب۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ اس قدر اعلیٰ

سطح کی اہم میٹنگ میں آپ کو ڈسٹرب کیا“..... عمران کی شگفتہ اور

مخصوص انداز میں چہکتی ہوئی آواز لاؤڈر کی وجہ سے پورے کمرے میں

گونج اٹھی۔

”کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا۔

”صرف اتنا بتانا چاہتا تھا کہ ڈاکٹر سٹینلے نے میٹنگ میں جو

تحقیقاتی رپورٹ دی ہے۔ وہ نہ صرف غلط ہے بلکہ بچکانہ ہے۔ سنیک

سرکل کی تباہی آپ کے اس خادم کے ہاتھوں عمل میں آئی ہے۔

عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تمہیں اس رپورٹ کا کیسے علم ہو گیا“..... صدر مملکت کے

چہرے پر انتہائی حیرت تھی۔

”آپ کی میٹنگ میں بولا جانے والا ایک ایک حرف میں اور

میرے ساتھی یہاں بالکل اسی طرح سنتے رہے ہیں جس طرح آپ میری

آواز سن رہے ہیں“..... عمران نے جواب دیا اور کمرے میں موجود ہر

شخص انتہائی پریشان ہو گیا۔

”مگر۔ مگر۔ کیسے۔ یہ تو سپیشل میٹنگ روم ہے اور یہاں حفاظتی

اقدامات“..... صدر مملکت نے اس بار واقعی بوکھلائے ہوئے لہجے

میں کہا۔

”حفاظتی اقدامات اور سپیشل میٹنگ روم کی باتیں چھوڑیں صدر

صاحب۔ سنیک سرکل میں بھی بے پناہ حفاظتی اقدامات تھے اور اسے

واقعی ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود یہ تباہ

ہو گئی۔ اس لئے کہ اس میں وہ لہجہ جاری تھی۔ جو پوری دنیا کے

مسلمانوں کو تباہ کر سکتی تھی اور یہ بات نوٹ کر لیجئے کہ مسلمانوں

کے خلاف اٹھنے والی انگلی چاہے وہ کتنی ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ بہر حال

توڑ دی جائے گی۔ میں ڈاکٹر سٹینلے کی اطلاع کے لئے صرف اتنا بتا دیتا

ہوں کہ انہوں نے ڈاکٹر وائٹم اور دوسرے سائنسدانوں کی لاشوں یا

ہے جو ڈاکٹر سٹینلے نے آپ کو بتائی ہے۔ میں نے یہ فون کال دو وجوہات کی بنا پر کی ہے۔ ایک تو اس لئے تاکہ آپ کو بتا سکوں کہ لیبارٹری فنی نقص کی وجہ سے تباہ نہیں ہوئی بلکہ اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس نے تباہ کیا ہے۔ تاکہ آپ اپنا ریکارڈ درست کر سکیں اور دوسری بات یہ کہ وزیراعظم صاحب سپیشل سیل کو دوبارہ قائم کرنے پر اصرار کر رہے ہیں۔ اگر سپیشل سیل دوبارہ قائم ہوا تو پھر سن لیجئے کہ اس سے پاکیشیا کی بجائے آپ کا اسرائیل مکمل طور پر تباہ ہو کر رہے گا یہاں ایسی تباہی آئے گی کہ اسرائیل کا نام عبرت کا نشان بن کر رہ جائے گا۔ میری یہ بات آپ بھی اور آپ کے وزیراعظم صاحب بھی نوٹ کر لیں۔ آپ تو جانتے ہیں کہ میں جو کہتا ہوں اسے کر کے بھی دکھاتا ہوں۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ میں اگر چاہوں تو صرف ایک بٹن دبا کر آپ کا یہ میٹنگ ہال بھی بالکل اسی طرح تباہ کر سکتا ہوں جس طرح سنیک سرکل لیبارٹری تباہ ہوئی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ سنیک سرکل کی تباہی کے اس زخم کو آپ کافی سمجھیں گے..... عمران کی آواز بے حد کرخت اور سخت تھی۔ صدر سمیت ہال میں موجود ہر شخص حیرت سے بت بنا اس کی بات سن رہا تھا۔

"میں وعدہ کرتا ہوں کہ دوبارہ سپیشل سیل قائم نہیں ہو گا۔"

صدر مملکت نے اس بار بڑے عاجزانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے آپ کے وعدے پر اعتماد ہے۔ لیکن اگر وزیراعظم صاحب پورے اسرائیل کی مکمل تباہی کے روادار ہو سکتے ہیں تو میری طرف

ان کے ٹکڑوں کو غور سے نہ دیکھا ہو گا ورنہ ان کی لاشوں پر موجود گولیوں کے نشانات انہیں ضرور نظر آ جاتے۔ ڈاکٹر سٹینلے نے جو تحقیقات کی ہے اس حد تک وہ درست ہے کہ ایکس چینج سے ماسٹر کمپیوٹر کو توانائی کی جو لائن جاتی تھی۔ اس کی کارکردگی چار گنا ہو گئی تھی اور اس کے نتیجے میں یہ سب کچھ ہوا۔ لیکن یہ توانائی ایکس چینج میں کسی غرابی سے پیدا نہیں ہوئی اور نہ سائنسی طور پر ہو سکتی تھی۔ میں نے صرف اتنا کیا تھا کہ ڈاکٹر وائٹم اور دوسرے سائنسدانوں کو ختم کرنے کے بعد ایکس چینج کو کھول کر براہ راست لائن کو ایک مخصوص نمبر تک محدود کر دیا تھا۔ اس نمبر کے بار بار ڈائل کرنے سے ٹیکنیکی طور پر زیادہ توانائی ماسٹر کمپیوٹر تک پہنچ سکتی تھی۔ اس ایکس چینج سے فون لائنیں اربابہ پہاڑیوں پر ملٹری ہیڈ کوارٹر اور باہر موجود دوسری چیک پوسٹ تک پہنچانی گئی تھی۔ جب کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہمیں کھیتوں میں تلاش کر رہے تھے۔ تو اس وقت ہم سیکنڈ چیک پوسٹ پر پہنچ گئے اور وہاں موجود فوجیوں کو ختم کر کے میں نے وہاں موجود فون پیس کے اندر برقی توانائی بڑھانے والا ایک مخصوص بٹن نصب کیا۔ یہ بٹن جسے سائنسی طور پر ایم۔ ایس۔ آر کہا جاتا ہے۔ ڈاکٹر سٹینلے اس کے بارے میں پوری طرح جانتے ہوں گے میں نے لیبارٹری سے ہی حاصل کیا تھا۔ اس کو نصب کر کے میں نے دوبارہ مخصوص نمبر ڈائل کیا اور اسی لمحے سنیک سرکل کی تباہی کا آغاز ہو گیا اور نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا اس کی تفصیل وہی

بے پناہ ذہانت کا کمال ہے۔ ایسی ذہانت جس کا شاید تصور بھی نہ کیا جاسکے کہ اس طرح ایکس چینج میں معمولی سی تبدیلی کر کے اور ایم۔ ایس۔ آر کا بٹن نصب کر کے سنیک سرکل جیسی ناقابل تسخیر لیبارٹری کو بھی تباہ کیا جاسکتا ہے۔..... ڈاکٹر شینلے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ واقعی ایسا ہی ذہین ہے۔ کاش یہ عمران مسلمان ہونے کی بجائے یہودی ہوتا۔ کاش کوئی یہودی ماں عمران جیسا ایک بھی بیٹا پیدا کر سکتی تو آج یہودی پوری دنیا پر حکومت کر رہے ہوتے۔“ صدر مملکت نے انتہائی حسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور دروازے کی طرف مڑنے ہی لگے تھے کہ پھر واپس مڑے۔

”مسٹر پرائم منسٹر۔ کیا اب بھی آپ سپیشل سیل کو دوبارہ قائم کرنے پر اصرار کریں گے۔“ صدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے پرائم منسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نوسر۔ میں پورے اسرائیل کی تباہی کا خطرہ کیسے مول لے سکتا ہوں۔“ پرائم منسٹر نے بے بس لہجے میں کہا۔

”سہی عقلمندی ہے۔“ صدر نے کہا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

سے اجازت ہے کہ آپ دوبارہ سپیشل سیل قائم کر کے دیکھ لیں اور اب آخری بات یہ بتادوں کہ میں اس وقت اسرائیل سے باہر قبرص سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔ اس لئے کرنل ڈیوڈ صاحب کو مزید تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایک سخت رابطہ ختم ہو گیا اور صدر مملکت نے ڈھیلے ہاتھوں سے رسور کریڈل پر رکھا اور پھر بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔

”یہ۔ یہ انسان نہیں ہے۔ قطعی انسان نہیں ہے۔ اس سے جیتنا ناممکن ہے۔ یہ۔ یہ واقعی پورے اسرائیل کو تباہ کر سکتا ہے۔“

صدر مملکت نے اپنے عہدے کا لحاظ کئے بغیر انتہائی بے بسی اور لاچارگی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”سر۔ ہو سکتا ہے کہ وہ غلط کہہ رہا ہو۔ کہ وہ قبرص سے بول رہا ہے۔“

..... کرنل ڈیوڈ نے ڈرتے ڈرتے کہا

”یوشٹ اپ۔ نانسنس۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ جو کچھ کہتا ہے

درست کہتا ہے اور یہ سب کچھ تمہاری نااہلی کی وجہ سے ہے۔ میں اس کا

سخت ترین ایکشن لوں گا۔“ صدر مملکت نے غصے سے پھٹ پڑنے

والے لہجے میں کہا اور کرنل ڈیوڈ بے اختیار سہم کر خاموش ہو گیا۔

”ڈاکٹر شینلے۔ آپ نے عمران کی بات سنی۔ اب آپ بتائیں کہ کیا

وہ درست کہہ رہا ہے۔“ وزیراعظم نے ڈاکٹر شینلے سے مخاطب ہو

کر کہا۔

”یس سر۔ جو کچھ اس نے بتایا ہے۔ واقعی وہ ممکن ہے۔ لیکن یہ

عبداللہ سے کہا کہ وہ اب یہاں صرف اس لئے رکا ہوا ہے کہ اسرائیل حکومت کا لیبارٹری کی تباہی کے بعد رد عمل معلوم کر سکے۔ کیونکہ اسے خطرہ ہے کہ کہیں وہ انتقامی طور پر دوبارہ سپیشل سیل نہ قائم کر دیں تو ابو عبداللہ نے وعدہ کیا کہ وہ اس سلسلے میں کوئی نہ کوئی ایسا انتظام کرے گا جس سے عمران کی خواہش پوری ہو سکے اور واقعی اس نے ایسا کر دکھایا۔ دو روز بعد ابو عبداللہ دوبارہ یہاں آیا اور اس نے عمران کے ساتھ علیحدگی میں تفصیلی ملاقات کی اور اس کے جانے کے بعد عمران زیادہ مطمئن نظر آنے لگا۔ پھر دوسرے روز جب وہاں کے انچارج فیصل نے عمران کو پیغام دیا کہ پریذیڈنٹ ہاؤس کے سپیشل میٹنگ ہال میں اعلیٰ سطحی کانفرنس ایک گھنٹے بعد ہونے والی ہے اور اس کی کورٹج کے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس بڑے کمرے میں آگیا۔ یہاں ایک دیوار کے ساتھ ایک بڑی سی مشین نصب تھی۔ جس پر بے شمار چھوٹے بڑے بلب تیزی سے جل رہے تھے۔

”سپیشل میٹنگ کی کورٹج تو بہت اہم مسئلہ ہے۔ یہ کیسے ممکن ہوا ہے“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”کوئی اہم مسئلہ نہیں ہے۔ میں نے ابو عبداللہ کو ترکیب سمجھا دی تھی اور نتیجہ اب سامنے آجائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ابو عبداللہ گروپ کی ایک خفیہ پناہ گاہ کے بڑے تہہ خانے میں اس وقت عمران اور اس کے سب ساتھی موجود تھے۔ اس وقت وہ سب اپنی اصل شکلوں میں تھے۔ اربابہ پہاڑیوں سے نکل آنے کے بعد وہ اسی پناہ گاہ پر پہنچے جہاں سے وہ روانہ ہوئے تھے۔ لیکن چونکہ اس پناہ گاہ کو کرنل ڈیوڈ دیکھ چکا تھا۔ اس لئے وہاں کے انچارج اعظم نے انہیں فوری طور پر ایک اور پناہ گاہ تک پہنچا دیا تھا۔ اس پناہ گاہ کا انچارج ایک ادھیر عمر فلسطینی سالم تھا۔ سالم کی اس پناہ گاہ میں وہ صرف چند گھنٹے ہی رہے۔ اس کے بعد انہیں تل ابیب میں واقع ایک اور بڑی پناہ گاہ میں پہنچا دیا گیا۔ جو اس گروپ کا سب سے بڑا اڈہ تھا اور ابو عبداللہ گروپ کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ یہاں ابو عبداللہ نے خصوصی طور پر آکر عمران سے ملاقات کی اور اسے سنیک سرکل جیسی انتہائی خوف ناک لیبارٹری کو تباہ کرنے پر مبارک باد دی اور جب عمران نے ابو

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرہ ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”اگر میری بیگم پہلے ہی سرکاری کاموں میں شامل ہوتی تو“۔ تنویر نے دزدیدہ نظروں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تو پھر تم اس کی سرکاری میٹنگوں کا کھوج لگاتے پھرو گے کہ کہیں وہ تم سے فارغ خطی لے کر کسی بڑے سرکاری افسر کی بیگم نہ بن جائے“۔ عمران نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور تنویر بے اختیار کھسپانا سا ہو کر رہ گیا۔

”یہ کیا بکواس شروع کر دی ہے تم دونوں نے خواہ مخواہ کی فضول باتیں“۔ جولیا نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”بس سن لیا۔ سرکاری بیگمات تو ایسے ہی رعب جھاڑتی ہیں عقلمنداں را اشارہ کافی است“۔ عمران نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا اور تنویر اور زیادہ کھسپانا ہو گیا اور کمرے میں ایک بار پھر قہقہے گونجنے لگے۔

پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ مشین سے سیٹی کی تیز آواز نکلی اور وہ سب مشین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ مشین کے درمیان لگی ہوئی بڑی سی سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی اور اس پر ایک کمرے کا منظر ابھر آیا۔ جس میں واقعی اسرائیل کے صدر، وزیراعظم اور دوسرے اعلیٰ سرکاری افسران موجود تھے۔ کرنل ڈیوڈ بھی ان میں بیٹھا واضح طور پر نظر آ رہا تھا۔ عمران نے اٹھ کر مشین کے چند بٹن دبائے تو

”کون سی ترکیب“۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”صرف اتنی کہ صدر کی بیوی کی نگرانی کرو۔ اس نے ضرور اپنے شوہر کی ان میٹنگوں کی کوریج کرنے کے انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ کیونکہ کوئی بھی بیوی یہ برداشت ہی نہیں کر سکتی کہ اس کا شوہر خفیہ میٹنگیں کرے اور اسے پتہ ہی نہ چلے کہ وہاں اس کے خلاف کیا سازشیں ہو رہی ہیں“۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور تہہ خانہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”کیا واقعی تم نے ایسا ہی کیا تھا“۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں اور تم دیکھو کہ میری بات سچ نکلی۔ بیگم پریذیڈنٹ کے کمرے میں انتظامات موجود تھے۔ بس بیگم کے ذاتی ملازم کو بھاری رشوت دینی پڑی اور ایک مخصوص مشین کا رابطہ وہاں کر دیا گیا۔ ابھی نتیجہ یہاں تمہارے سامنے آجائے گا“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہمیں الو مت بناؤ سمجھے۔ سرکاری میٹنگوں سے صدر کی بیگم کو کیا خطرہ ہو سکتا ہے“۔ تنویر نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”مجھے کیا ضرورت ہے۔ بنے ہوؤں کو بنانے کی بہر حال یہ بات تمہیں اس وقت معلوم ہوگی جب تمہاری شادی واقعی کسی بیگم سے ہوگی کہ اسے سب سے زیادہ فکر تمہارے سرکاری کاموں سے باخبر رہنے میں ہوگی کہ کہیں تم سرکاری طور پر دوسری شادی نہ کر لو“۔

سینی کی آواز بند ہو گئی اور اب مشین سے صدر مملکت کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی۔

"سروائن۔ آپ ہمیں بتائیں کہ سنیک سرکل کی تباہی سے اسرائیل کو کتنا نقصان اٹھانا پڑا ہے"..... صدر نے ایک سفید بالوں والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور وہ سفید بالوں والا اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر جیسے جیسے اس نے سنیک سرکل کی تباہی سے اسرائیل کو نقصان پہنچنے کی وضاحت بیان کرنی شروع کی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مسرت کے آثار نمودار ہوتے چلے گئے۔ پھر صدر نے ایک اور بوڑھے ڈاکٹر شینلے کو رپورٹ دینے کے لئے کہا اور وہ سب ڈاکٹر شینلے کی رپورٹ سننے لگے لیکن جیسے جیسے اس کی رپورٹ آگے بڑھتی گئی۔ عمران کے ساتھی حیرت سے عمران کی طرف دیکھنے لگے۔ جو ڈاکٹر شینلے کی رپورٹ سن کر مسکرا رہا تھا۔

ڈاکٹر شینلے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے رپورٹ دی اور پھر جب میٹنگ میں یہ بات طے کر لی گئی کہ سنیک سرکل لیبارٹری پاکیشیانی بجنٹوں کی بجائے فنی نقص کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے تو عمران کے علاوہ باقی سب ساتھیوں کے چہروں پر غصے کے تاثرات ابھر آئے۔ مگر عمران اسی طرح خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ مگر جب وزیراعظم نے دوبارہ سپیشل سیل قائم کرنے کی بات کی تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا اور جب وقتی طور پر سپیشل سیل دوبارہ قائم کرنے کے بارے میں رپورٹ دینے کی بات طے کر لی گئی تو عمران جلدی سے اٹھ کر مشین کے پاس گیا اس

نے اس کی سائیڈ سے لگا ہوا ایک فون رسیور نکالا۔ جس پر باقاعدہ پش بن لگے ہوئے تھے۔ جس کے ساتھ گچے دار تار موجود تھی۔ وہ اسے لے کر دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے اس رسیور پر لگے ہوئے بٹن تیزی سے پش کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ پریذیڈنٹ ہاؤس"..... رسیور سے ایک آواز سنائی دی۔ "صدر سے فوراً بات کرائیں۔ میں پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں اور سنو مجھے معلوم ہے کہ وہ سپیشل میٹنگ میں مصروف ہیں۔ لیکن اگر تم نے فوری انہیں کال نہ کیا تو پھر اسرائیل کی تباہی کے ذمہ دار تم ہو گے"..... عمران نے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ میں بات کرتا ہوں"..... دوسری طرف سے ہسے ہوئے لہجے میں کہا گیا ادھر سپیشل میٹنگ روم میں میٹنگ بدستور جاری تھی۔ پھر ان سب نے صدر کے سامنے میز پر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنی اور صدر نے رسیور اٹھالیا۔

"پرنس آف ڈھمپ"..... صدر مملکت نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا اور میٹنگ میں موجود وزیراعظم اور کرنل ڈیوڈ بھی بے اختیار اچھل پڑے تھے۔

"بات کراؤ"..... صدر مملکت کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے فون پیس کی نیچے لگا ہوا بٹن پش کر دیا۔

"ہیلو جناب صدر صاحب۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ اس قدر اعلیٰ سطح کی اہم میٹنگ میں آپ کو ڈسٹرب کیا۔" عمران نے مسکراتے

ہوئے کہا اور اس کی آواز سامنے رکھی مشین سے بھی سنائی دی۔
 "کیا کہنا چاہتے ہو تم"..... صدر کی آواز سنائی دی اور عمران نے
 اسے تفصیل سے بتانا شروع کر دیا کہ ڈاکٹر شینلے کی رپورٹ کس طرح
 غلط ہے اور پھر آخر کار اس نے ان پر ثابت کر دیا کہ سنیک سرکل کی
 تباہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ہاتھوں ہی ہوئی ہے اور عمران کے
 ساتھیوں کے چہرے اس وقت مسرت سے کھل اٹھے۔ جب صدر اور
 میٹنگ کے شرکاء کے چہروں پر انہوں نے اس بات کا تاثر پھیلتے ہوئے
 دیکھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے..... اس کے بعد
 عمران نے سپیشل سیل کو دوبارہ قائم کرنے پر انہیں اسرائیل کی مکمل
 تباہی کی دھمکی دی اور ساتھ ہی یہ دھمکی بھی دے دی کہ اگر وہ چاہے
 تو پورے میٹنگ ہال کو بھی تباہ کر سکتا ہے۔ تو صدر اور دوسرے
 لوگوں کے چہروں پر انہوں نے خوف کے تاثرات نمایاں ہوتے بخوبی
 دیکھ لئے تھے۔

"اور اب آخری بات یہ بھی بتا دوں کہ میں اس وقت اسرائیل سے
 باہر قبرص سے آپ کو کال کر رہا ہوں۔ اس لئے کر تل ڈیوڈ کو مزید
 تکلیف دینے کی ضرورت نہیں ہے"..... عمران نے کہا اور ایک بٹن
 دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور اٹھ کر فون پیس کو اس نے مشین کے
 ساتھ دوبارہ ہک کر دیا۔

پھر میٹنگ میں اس کی باتوں کا جو رد عمل ہوا انہوں نے عمران کے
 ساتھیوں کے سینے فخر سے پھلادئے۔ سپیشل سیل قائم ہونے کی بات

ہمیشہ کے لئے ختم کر دی گئی اور میٹنگ درخواست ہوتے ہی عمران
 نے اٹھ کر مشین آف کر دی۔
 "خدا کرے اس صدر کی دعا کبھی پوری نہ ہو"..... یک لخت جولیا
 نے اونچی آواز میں کہا۔

"دعا۔ کون سی دعا"..... عمران نے چونک کر پوچھا۔
 "سہی کہ کوئی تم جیسے یہودیوں میں بھی پیدا ہو جائے"۔ جولیا نے
 اپنی عقیدت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
 "اسرائیل کا صدر خواہ مخواہ مجھ سے مرعوب ہو گیا ہے۔ پہلے بھی
 ایک مشن کے اختتام پر اس نے ایسا ہی فقرہ کہا تھا۔ حالانکہ میں تو اللہ
 تعالیٰ کا ایک عاجز اور حقیر سا بندہ ہوں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی
 توفیق ہے اور اس کا کرم ہے کہ وہ مجھ سے ایسے کام کرا دیتا ہے۔ ورنہ
 من آثم کہ من دانم"۔ عمران نے بڑے انکسارانہ لہجے میں جواب
 دیتے ہوئے کہا۔

"ولیس عمران صاحب اگر واقعی ایک عمران یہودیوں میں پیدا ہو
 گیا تو پھر"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک زاویے سے کیا ہوتا ہے۔ جب تک دوسرے دو زاویے نہ
 ہوں مثلث مکمل ہی نہیں ہوتی"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے
 کہا۔

"مثلث۔ زاویے۔ کیا مطلب"۔ صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔
 "اکیلا عمران کیا کر سکتا ہے..... جب تک اس کے ساتھ مس

جولیانافرواثر اور تنویر دی گریٹ نہ ہو" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"ویسے ایک بات ہے عمران۔ تم نے جس طرح اس سنیک سرکل لیبارٹری کو تباہ کیا۔ یہ تمہارا ہی کام تھا۔ کم از کم میں تو ایسا سوچ بھی نہیں سکتا تھا"..... تنویر نے بڑے کھلے دل سے عمران کی ذہانت کا اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"تمہاری غلط فہمی ہے۔ تنویر۔ یہ لیبارٹری میں نے تباہ نہیں کی۔" عمران نے یک لخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر سمیت سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ مگر"..... تنویر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مطلب ہے کہ یہ لیبارٹری میں نے نہیں۔ ہم سب نے تباہ کی ہے سمجھے"..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور سب کے حلق سے بے اختیار طویل سانس نکل گئے۔

"یہ تو آپ کی عظمت ہے عمران صاحب کہ آپ ایسا سمجھتے ہیں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہ مشن صرف آپ کی ذہانت کی وجہ سے مکمل ہوا ہے....." صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ درست ہے کہ یہ مشن ایکشن سے زیادہ ذہنی جنگ پر ہی منحصر رہا ہے۔ لیکن اگر تم غور کرو تو تمہیں خود احساس ہو جائے گا کہ اگر تم ساتھ نہ ہوتے تو میں اکیلا کبھی بھی اس مشن کو اس طرح سرانجام نہ

دے سکتا۔ اگر جولیا انتہائی ذہانت سے ڈاکٹر وائٹ کو معاہدے پر مجبور نہ کر دیتی تو کیا ہم اتنی آسانی سے اس لیبارٹری میں داخل ہو سکتے تھے اور اگر ڈاکٹر وائٹ لیبارٹری کے بارے میں پوری تفصیلات نہ بتاتا تو اس لیبارٹری کو تباہ کیا جاسکتا تھا"۔ عمران نے کہا اور جولیا کا چہرہ مسرت سے گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔ عمران کے منہ سے اپنے لئے ذہانت کے الفاظ سن کر وہ شاید زندگی کی سب سے بڑی مسرت سے دوچار ہوئی تھی۔

"اور اگر تنویر جولیا کے ساتھ نہ ہوتا تو کیا جولیا اس طرح کی بے مثال ذہانت کا مظاہرہ کر سکتی تھی"..... عمران نے چند لمحے رک کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ میرے ساتھ ہونے کی بنا پر جولیا کو ذہانت کا مظاہرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ تو ہے ہی ذہین"۔ تنویر نے حیران ہو کر کہا۔

"بس اسی ذہانت کا تو فرق ہے۔ جس کی وجہ سے نکلون قائم ہے۔ ورنہ اب تک تو تمہاری طرف سے دعوت و لیمہ کا کارڈ بھی چھپ چکا ہوتا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور کمرہ بھر پور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

ختم شد